11.24

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى



غزوات میں معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف لطیف

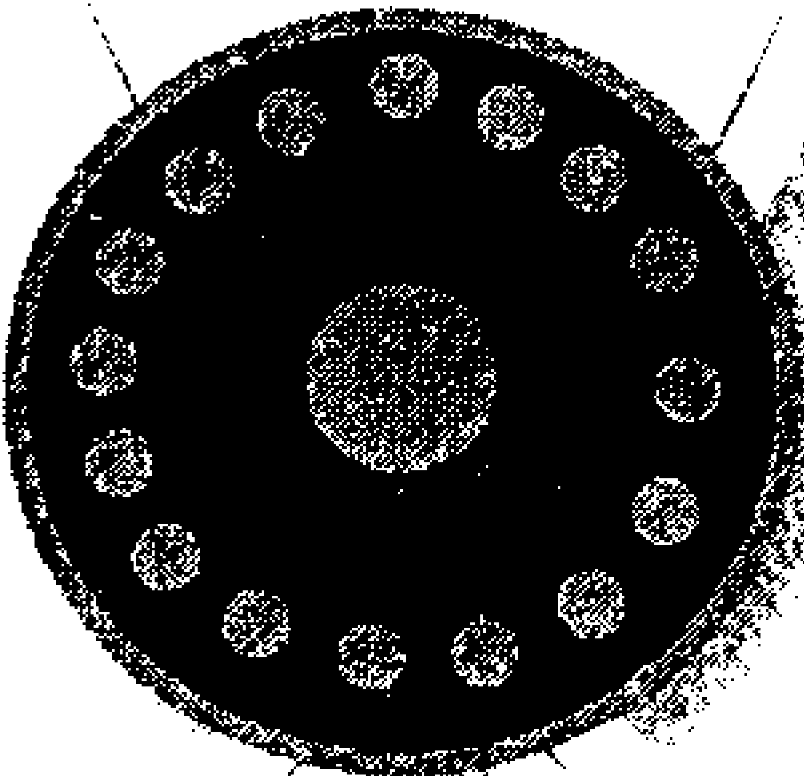
سید فیاض حسین شاہ (میڈرڈ اسپین)

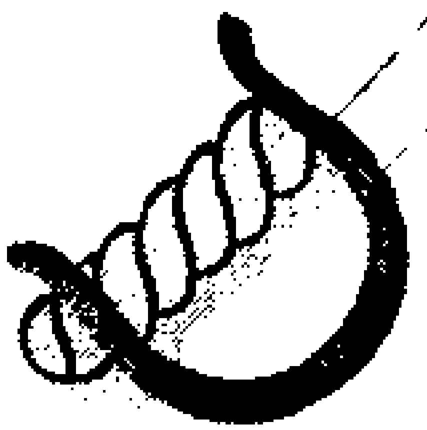
مکتبۂ نبویہ

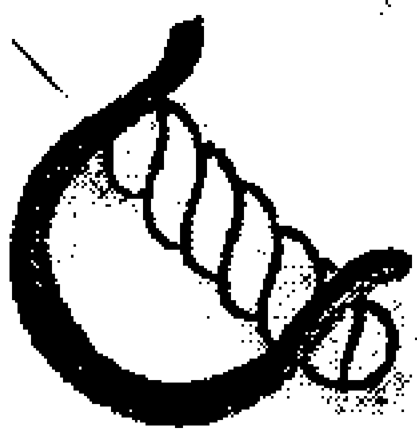
گنج بخش روڈ لاہور

0300-4235658

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى







غزوات میں معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف لطیف
سید فیاض حسین شاہ (میڈ ہیڈ اسپین)

مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658

نام کتاب	•••••	غزوات میں معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ
موضوع	•••••	غزوات الرسول ﷺ 84982
مصنف	•••••	سیّد فیاض حسین شاہ المعروف سیّد فیاض حسین شاہ (میڈرڈ اسپین)
تحریک وتعاون	•••••	سیّد فیاض حسین شاہ (میڈرڈ اسپین)
مقدمہ	•••••	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
اہتمام	•••••	صاحبزادہ سیّد شیراز احمد
انتساب	•••••	حضرت سیّد عبداللہ امام شاہ پانی پتی (فرانس)
کمپوزنگ	•••••	ورڈز میکر
سال اشاعت	•••••	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
طابع	•••••	کارواں پریس لاہور
ناشر	•••••	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
قیمت	•••••	165

انتساب

بہ فیضان

حضرت سیّد عبداللہ امام پانی پتی

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

مقدمۃ الجیش

از- پیرزادہ اقبال احمد فاروقی - ایڈیٹر جہانِ رضا لاہور

نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

غزوات الرسول ﷺ سیرت مصطفیٰ ﷺ کا ایک نہایت ہی اہم اور درخشاں باب ہے۔ سیرت نگاروں نے اس موضوع پر دفتروں کے دفتر لکھے ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنے جانثار صحابہ کے ساتھ مختلف جنگوں میں جہاد کی صفوں میں مصروف دکھایا ہے۔ غزوات رسول ﷺ اسلامی تاریخ کا وہ سنہری باب ہے جس سے تاریخِ اسلام درخشاں ہے اور صدیاں گزرنے کے باوجود غزوات الرسول کی حرارت مسلمانوں کے سینوں میں موجود ہے۔

غزوات النبی ﷺ میں تربیت یافتہ صحابہ جب مدینہ کی گلیوں سے باہر نکلے تو ان کے جہادی لشکر کفر و شکر کے قلعوں کو سر کرتے ہوئے مشرق و مغرب میں چھا گئے۔ وہ قرآن ہاتھ میں لے کر اللہ کا پیغام پہنچاتے گئے، مگر جہاں اس پیغام کے سامنے کچھ گردنیں کفر پر اکڑی رہیں وہاں جہادی تلواروں نے اسلام کی روشنیاں پھیلانے میں اہم کام کیا۔

؎ جہاں شمشیریں چل جاتی ہیں تقریریں نہیں چلتیں

سیّد فیاض احمد شاہ ان دنوں میڈرڈ (اسپین) میں قیام پذیر ہیں۔ ان کے سینے میں غزوات النبی ﷺ کی حرارت اور جذبۂ جہاد موجزن ہے۔ یورپ میں رہتے ہوئے جہاد سے بیگانہ معاشرہ میں شب و روز گزارنے اور جہاد کے خلاف باتیں کرنے والوں کے درمیان بھی انہیں غزوات رسول ﷺ کے مناظر اور صحابہ کرامؓ کی جانثاریاں یاد آتی رہیں۔

؎ نہ بھولے مجھ کو یورپ میں بھی آدابِ سحر گاہی

آپ نے غزوات النبی ﷺ کے درمیان سرکارِ دو عالم ﷺ کے معجزات کی

روشنیاں دیکھیں اور انہیں غزوات کے درمیان نمایاں ہونے والے معجزات کو قلم بند کیا ہے اور زیر مطالعہ کتاب میں اپنے قارئین کو بتایا ہے کہ سرکار قرآن کی آیات تلاوت کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے تلوار چلاتے رہے ہیں اور صحابہ کرام شمع رسالت پر جانیں قربان کرتے رہے ہیں۔ شہسوارانِ اسلام کفر پر یلغار کر رہے ہیں وہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کے معجزات سامنے آ رہے ہیں۔ وَاَنْتُمْ اَذِلَّہ (تم بے سروسامان ہو) ہونے کے باوجود فتح ہوگی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔ (میدانِ جنگ میں جب آپ نے کنکریاں پھینکیں تھیں وہ دراصل اللہ نے پھینکی تھیں اور لشکر کفار کے طوفانوں کو روک دیا گیا تھا۔)

اس طرح فاضل مصنف نے ہر غزوہ میں معجزاتِ رسول کو نمایاں کیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ انداز بڑا خوبصورت اور ایک انوکھا انداز ہے' جسے قارئین پسند کریں گے۔

اس تحریر کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ غزوات رسول اور معجزات مصطفیٰ ﷺ کو بڑے آسان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے تا کہ عام پڑھا لکھا بھی اس سے استفادہ کر سکے۔ خاص طور پر یورپ میں بسنے والے ہزاروں مسلمان جو علمی و ادبی موشگافیوں سے آشنا نہیں ہیں اس کتاب کو ایک نظر دیکھ کر بہت سے واقعات کو ذہن نشین کر سکیں گے۔

فاضل مصنف سیّد فیاض احمد شاہ ایک پختہ اعتقاد نوجوان ہیں۔ جن کے قلم سے بہت سی کتابیں تالیف ہو کر سامنے آئی ہیں حال ہی میں آپ کی ایک مشہور کتاب ''انوارِ رسالت ﷺ'' سامنے آئی ہے جس کے ہر صفحہ پر درود پاک لکھا گیا ہے اور ہر بات کو درود شریف کی روشنیوں سے نمایاں کیا گیا ہے آپ نے یہ کتاب اہلِ محبت کو مفت تقسیم کی ہے۔

ہم فاضل مصنف کے جذبۂ جہاد اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ پر ہدیہ تحسین پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں آپ کی یہ کتاب اہل ایمان خصوصاً جوان نسل کی رہنمائی میں نمایاں کردار ادا کرے گی۔



ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"مقدمہ"

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ اِمَامُ الۡاَنۡبِیَآءِ مَحۡبُوۡبِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ ۝

اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ثُمَّ لَمۡ یَرۡتَابُوۡا وَجَاھَدُوۡا بِاَمۡوَالِھِمۡ وَاَنۡفُسِھِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ۝ (الحجرات ۱۵)

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان کو اپنی ذات اور اپنے محبوب محمد ﷺ کی ذات کے ساتھ مشروط کر دیا اور واضح طور پر قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ جو اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لائے گا وہی ایمان والا کہلائے گا اور ایمان کی اصل یقین کامل کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد فرمایا کہ پھر شک نہ کیا۔ یعنی ایمان لاؤ اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر بغیر کسی شک وشبہ کے خالص ایمان تو پھر ایمان والے بنو گے۔ اگر ذرہ بھر بھی شک کیا تو ایمان والے ہرگز ہرگز نہیں بن سکتے اس لئے کہ ایمان اور شک دو علیحدہ علیحدہ راستے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور کائنات کے تاجدار نبی مکرم محمد ﷺ کو ہزاروں

معجزات دے کر اس دنیا میں بھیجا۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات مجموعہ صفات ہے اور آپ سر مبارک کے بالوں سے لے کر قدموں کی خاک مبارک تک سراپا معجزہ ہی ہیں۔ آج کے جدید دور میں علم اتنی ترقی پر پہنچ چکا ہے کہ انسان امریکہ میں بیٹھ کر دنیا کے آخری حصہ کو براہ راست دیکھ سکتا ہے۔ دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں موبائل پر بات کر سکتا ہے۔ ہزاروں میل کے فاصلہ سے انٹرنیٹ کے ذریعے ہر کسی کو دیکھ بھی سکتا ہے۔ بات چیت بھی کر سکتا ہے۔ چلتا پھرتا دیکھ بھی سکتا ہے۔

اتنی ترقی ہونے کے باوجود اس دنیا میں کئی بدبخت قسم کے لوگ ابھی موجود ہیں جنہوں نے اپنے اوپر سے جہالت کا لبادہ نہیں اتارا اور وہ سرعام اللہ تعالیٰ کے حبیب اور باعث تخلیق کائنات سید المرسلین ﷺ کے معجزات کا انکار کر رہے ہیں اور ایسے ایسے معجزات جن کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہوا ان کا بھی انکار کر رہے ہیں جیسے شق القمر کا معجزہ ہے اور سورج کا واپس لوٹانا ان کا انکار کرتے ہیں حالانکہ قرآن کریم کی آیات کا انکار کفر ہے۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کا انجام جہنم فرمایا ہے۔

ہمیں نبی اقدس ﷺ کے معجزات پر لکھی ہوئی کتب کی ضرورت تھی۔ اس سلسلہ میں ہم نے اٹلی میں مقیم اپنے عزیز سید فیاض احمد المعروف سید فیاض حسین شاہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے پاکستان سے دو عدد کتب منگوا کر فرانس بھجوا دیں۔ ہم نے مطالعہ کیا لیکن دل کی تسلی نہ ہوئی جس کا ذکر ہم نے سید صاحب سے کیا اور ان کی خدمت میں گزارش کی کہ اگر وقت نکال سکیں تو نبی اقدس ﷺ کے وہ معجزات جو غزوات کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائے ان پر کچھ لکھ سکیں۔ سید صاحب نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر اپنے نبی اقدس ﷺ کے معجزات پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام غزوات میں معجزات مصطفیٰ ﷺ رکھا۔

اس سے پہلے بھی ہماری خواہش پر سید صاحب نے نبی اقدس ﷺ کی شان میں ایک کتاب ''انوار رسالت فی اسماء نبی ﷺ'' تحریر کی تھی جو کہ اپنی مثال آپ ہے اور

یہاں یورپ میں ہم نے جس دوست کو بھی یہ کتاب دی اس نے تعریف ہی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اسماء پاک پر ایک نہایت خوبصورت اور بہترین کتاب ہے۔ غزوات میں معجزات مصطفیٰ ﷺ نہایت سادہ زبان میں تحریر کی گئی ہے۔ پڑھنے والے ہر مومن مسلمان کو روحانی و ایمانی فائدہ دے گی اور ایمان والوں کے ایمان کو اور زیادہ ترقی ملے گی ان شاء اللہ۔

اس کتاب میں سید صاحب نے نبی اقدس ﷺ کی ذات سے محبت کا بھرپور ثبوت دیتے ہوئے ہر غزوہ میں علم غیب مصطفیٰ کے عنوان سے نبی اقدس ﷺ کے علم غیب کو بیان کیا ہے جو کہ اس بات کا کامل ثبوت ہے کہ سید صاحب اپنے نبی اکرم ﷺ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ہر امتی کو اپنے نبی ﷺ کے علم غیب پر ایمان رکھنا چاہیے۔ ۲۰۰۵ء میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہمارے عزیز سید فیاض احمد بھی عمرہ کی ادائیگی کیلئے سعودی عرب جارہے تھے۔ آپ نے وہاں سے پاکستان جانا تھا۔ عمرہ کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو سید صاحب کے ساتھ ایک نشست ہوئی جس میں آپ نے ذکر فرمایا کہ اٹلی میں ایک جگہ تبلیغی جماعت آئی ہوئی تھی۔ تبلیغی جماعت کے امیر کہنے لگے کہ تم پاکستانی اردو زبان میں نماز جمعہ کے بعد جو درود و سلام پڑھتے ہو اس کا علم نبی پاک ﷺ کو نہیں ہوتا کیونکہ نبی پاک ﷺ کی زبان عربی ہے۔ سید صاحب نے تبلیغی جماعت سے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہر امتی کی زبان جانتے ہیں۔ امتی خواہ پاکستانی ہو، عربی ہو، افریقی ہو، یورپین ہو۔ خواہ دنیا کے کسی بھی ملک اور زبان سے تعلق رکھتا ہو۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنے ہر امتی کی زبان سے واقف ہیں۔ تبلیغی جماعت کے امیر کہنے لگے اس کی دلیل کیا ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اس بات کا ذکر ہے وہ امیر کہنے لگے لاؤ قرآن ہمیں دکھلاؤ۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ذہن سے قرآن کریم کی آیت اور سورۃ محو ہو گئی اور میں نے تبلیغی جماعت سے آنیوالے کل کا وقت لیا جس دن یہ بات ہوئی اس روز جمعہ تھا۔ ہفتہ کا وقت لیا مگر گھر جا کر بھی سید صاحب کو سورۃ اور آیت نہ مل سکی۔

اسی سوچ بچار میں سید صاحب سو گئے۔

سید صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے والدین سے محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ایک بہت نیک اور صالح بزرگ صوفی الحاج محمد اعظم جو کہ چار سال قبل فوت ہو چکے تھے۔ وہ خواب میں ملے اور مجھے کہنے لگے کہ تمہارے گھر میں عبدالسلام رضوی کی لکھی ہوئی کتاب ''علم خیر الانام'' موجود ہے وہ منگوا لو۔ سید صاحب کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے اس وقت پاکستان میں اپنے گھر فون کیا اور اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جلو پارک کے نزدیک سے ایک صاحب پاکستان سے اٹلی آ رہے ہیں انہیں صبح ہر حال میں کتاب ''علم خیر الانام'' دے آؤ۔ چنانچہ سید صاحب کا صاحبزادہ صبح سویرے ہی جا کر اس صاحب کو کتاب دے آئے۔ انہوں نے اتوار کی صبح اٹلی پہنچنا تھا۔ تبلیغی جماعت اتوار کی شام تک وہاں مقیم تھی۔ سید صاحب نے تبلیغی جماعت سے اتوار کی شام کا وقت لے لیا۔ اتوار کی صبح وہ پاکستانی اٹلی پہنچے۔ سید صاحب نے جا کر ان سے کتاب علم خیر الانام لی اور بسم اللہ الرحیم پڑھا پھر نبی پاک ﷺ پر درود و سلام پڑھا۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یارسول اللہ

وعلٰی اٰلك واصحابك یا سیدی یارسول اللہ

اور کتاب کو کھولا تو سید صاحب کی انگلیوں نے کتاب علم خیر الانام کے صفحہ نمبر ۷۵ ہی کو کھولا تو دیکھا کہ سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۶ لکھی ہوئی تھی۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

سید صاحب نے قرآن کریم کو چوما اور سورہ ابراہیم ان کے آگے کر دی اور فرمایا: کہ یہ دیکھ لیں اور یہ بتلائیں کہ کیا ہمارے نبی پاک ﷺ تمام جہانوں کے نبی ہیں کہ نہیں۔

تبلیغی جماعت کے ارکان بغیر کچھ کہے وہاں سے چل دیئے۔ ہدایت جسے اللہ دے اسے ہی مل سکتی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل امتی فوت ہونے کے بعد اپنے دوسروں بھائیوں کی مدد کر سکتے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام جہانوں کے نبی ہیں اور آپ ہر وقت اپنے ہر امتی کے حالات سے واقف ہیں۔ سید صاحب کی یہ گفتگو ہمیں بہت پسند آئی اور جب ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو سید صاحب فرمانے لگے کہ نماز عصر کے بعد جنت البقیع شریف میں خاتون جنت سلام اللہ علیہا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر انور پر سلام پیش کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جمعرات کا روز تھا معلوم ہوا کہ آج بعد از نماز عصر جنت البقیع شریف کو زائرین کیلئے کھولا جاتا ہے۔ ہم سید صاحب کے ساتھ جنت البقیع شریف حاضر ہوئے اور ختم شریف پڑھ کر دعا مانگ رہے تھے کہ سعودی نوجوان عالم دین وہاں آ گئے اور سید صاحب کو کہنے لگے کہ قبر کی طرف منہ کر کے مت مانگو یہ شرک ہے۔ ہم دعا مانگتے رہے اور وہ سعودی ہمیں روکتا رہا اور شرک شرک کا رٹا لگاتا رہا۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد سید صاحب اس نوجوان سعودی سے جو اچھی اردو بول رہا تھا۔ فرمانے لگے کہ ہم اہل قبور سے کچھ مانگ نہیں رہے تھے بلکہ ہم انہیں ایصال ثواب کر رہے تھے کچھ اور سعودی بھی اتنے عرصہ میں وہاں آن پہنچے اور اس سعودی نوجوان اور سید صاحب کی گفتگو سن رہے تھے۔ وہ سعودی نوجوان کہنے لگا کہ ایصال ثواب کہاں لکھا ہے تو سید صاحب نے جواب دیا کہ تم سب لوگ بھی ہر نماز میں ایصال ثواب کرتے ہو۔ وہ کہنے لگا کہ وہ کیسے تو سید صاحب نے فرمایا کہ نماز کے آخیر میں جب تم پڑھتے ہو۔

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ کیا یہ ایصال ثواب نہیں تو وہ سعودی نوجوان لاجواب ہو گیا اور خاموش ہو گیا۔

سید صاحب کے ساتھ نشست میں ہم نے دیکھا کہ سید صاحب اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت کو بیان کرتے ہوئے جھجک محسوس نہیں کرتے اور غزوات میں معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اس سے پہلی کتاب ''انوار رسالت فی اسماء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' میں سید

صاحب کے قلم کا انداز تحریر دیکھ کر اندازہ لگایا کہ ان کا قلم بھی نبی پاک ﷺ کی صفات لکھتے ہوئے جھجکتا نہیں۔

غزوات میں معجزات مصطفیٰ ﷺ نبی اکرم ﷺ کے معجزات پر لکھی ہوئی کتابوں میں سے بہترین کتاب ہے۔ ہر مومن مسلمان کو اس بہترین کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنی اولاد کو بھی اس کتاب کے مطالعہ کی تلقین کرنا چاہیے۔

سید عبداللہ امام شاہ' پانی پتی
حال مقیم فرانس
۱۲ ربیع الاول شریف' ۱۴۲۸ ہجری

ثانی رحمان شاہ سے پہلی ملاقات

اکتوبر ۱۹۹۹ء میں میرے بیٹے سید فیاض حسین شاہ کو سرکاری دورہ پر میڈرڈ سے اطالیہ کے دارالحکومت روم جانا پڑا۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ بھی ساتھ چلیں۔ چنانچہ میں بھی اپنے بیٹے کے ساتھ روم چلا آیا۔ ایک ہفتہ کا قیام تھا۔ اس دوران جمعۃ المبارک بھی آ گیا۔ ہم دونوں جمعۃ المبارک کی نماز کی ادائیگی کیلئے روم کی بڑی مسجد میں چلے گئے۔ یہ مسجد سعودی عرب کے شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود نے اپنے ذاتی خرچ سے بنوائی ہے۔ شاہ فہد بن عبدالعزیز کی دو نیکیاں عالم اسلام کیلئے قابل ذکر ہیں۔ ایک تو انہوں نے دنیا کے ہر ملک کے دارالحکومت میں اپنے ذاتی خرچ سے مسجد بنوائی ہے اور دوسری انہوں نے دنیا کی ہر زبان میں قرآن کریم کے ترجمے شائع کروائے ہیں جس سے مسلمانوں کے علاوہ دوسری قوموں کو قرآن کریم کو سمجھنے میں مدد مل رہی ہے۔

بوڑھاپے کی وجہ سے میں مسجد کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا کہ میری نظر ایک خوبصورت چہرہ والے نوجوان پر پڑی۔ اس جوان کا چہرہ شناسا محسوس ہوتا تھا لیکن ذہن میں نہ آ رہا تھا۔ چہرہ پر خوبصورت سنت رسول تھی۔ یہاں یورپ میں مسلمان سنت رسول پوری رکھنے سے بہت گھبراتے ہیں۔ میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جمعۃ المبارک کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس جوان سے ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہے۔

جمعۃ المبارک کی نماز سے فارغ ہوئے تو اکثریت سے نمازی چلے گئے۔ چند مسلمان جن میں ایشیائی مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ سنت اور نوافل کی ادائیگی کیلئے رہ

گئے۔ ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل و کرم ہے کہ یہ لوگ سنت اور نفل ترک نہیں کرتے۔ ہم بھی سنت اور نفل ادا کر کے فارغ ہوئے تو میرے بیٹے نے اس جوان سے درخواست کی کہ آپ کچھ رک جائیں۔ وہ میرے پاس ہی آ گئے تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ پاکستانی ہیں۔ سید فیاض احمد نام ہے اور پاکستان کے شہر لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاندان کا تعارف ہوا تو انہوں نے اپنے والد اور دادا جان کا نام بتلایا تو ہمیں ان کے چہرے کی شناسائی کا کھوج مل گیا کہ وہ اپنے دادا جان کے ہم شکل تھے اور ان کے دادا جان سید رحمان شاہ ہمارے چچا جان ہیں جن کا چھوٹا سا تعارف ہم سید صاحب کی کتاب انوار رسالت میں کر چکے ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں جب ہم انگلستان جا رہے تھے تو پہلے ہم اپنے والد سید بوتراب شاہ کے ساتھ پاکستان کے شہر لاہور گئے اور چچا رحمان شاہ اور ان کے اکلوتے بیٹے سید عبدالکریم سے ملے تو ہمارے ذہن میں چچا رحمان شاہ کا خاکہ محفوظ رہ گیا۔ ایک تو خاندانی تعلق تھا اور دوسرا چچا رحمان شاہ کی محبت کی وجہ سے سید فیاض شاہ کا چہرہ جانا پہچانا محسوس ہوا۔

سید صاحب سے پھر ایک طویل نشست ہوئی جس میں دوران گفتگو ہمیں نبی کریم ﷺ سے ان کی گہری محبت کا علم ہوا۔ ہم نے سید صاحب سے ان کے خاندان کے حالات دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ ان کے بڑے بھائی سید ریاض الدین شاہ اس وقت اسسٹنٹ کمشنر ہیں اور ان سے چھوٹے بھائی سید اعجاز عبدالکریم پنجاب گورنمنٹ میں آفیسر ہیں۔ خود سید صاحب ایک مالیاتی ادارہ میں آفیسر تھے۔ حکومتی پالیسی کے تحت ریٹائرڈ ہو کر یورپ میں آ گئے ہیں۔ یورپ میں سید صاحب کا آنا ہمارے لئے باعث برکت ثابت ہوا کہ ہمیں ہمارے گمشدہ خاندان کا کھوج مل گیا۔ ہمارے خاندان سادات پانی پت کے شجرہ میں چچا رحمان شاہ کی اولاد میں سے صرف ان کے اکلوتے بیٹے سید ارشاد حسین شاہ المعروف سید عبدالکریم کا نام درج تھا۔ سید صاحب سے ملاقات کے بعد ان کے خاندان کے تمام ممبران کا نام اب ہم نے درج کر لیا ہے۔

چچا رحمان شاہ کے اکلوتے بیٹے سید عبدالکریم لاہور میونسپلٹی میں ملازم تھے۔ اچھے خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے لاہور کے نواح سے چشتی قادری سلسلہ کے ایک

بزرگ معراج شاہؒ نے اپنی نیک اور صالحہ بیٹی کا عقد سید عبدالکریم سے کر دیا جن سے اللہ تعالیٰ نے سید عبدالکریم کو اولاد عطا فرمائی جو کہ اب اچھے عہدوں پر فائز ہے ہماری چچا سید رحمان شاہ کے ساتھ آخری ملاقات جو ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ بہت یاد ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ آپ اپنے اکلوتے بیٹے کو لے کر واپس انڈیا چلے جائیں یہاں کیا رکھا ہے۔ سارا خاندان انڈیا میں ہے صرف آپ دونوں یہاں ہیں تو چچا سید رحمان شاہ فرمانے لگے کہ بیٹا ہم کلمہ توحید و رسالت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سائے تلے انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آئے ہیں۔ ہماری زندگی اور موت اس پاک کلمہ کے زیر سایہ ہی ہوگی۔ چچا سید رحمان شاہ کا صبر اور استقامت دیکھ کر ہم خاموش ہو گئے اور آج جب ہمیں یہ علم ہوا کہ ہمارے چچازاد سید عبدالکریم کی اولاد پاکستان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان آنکھوں کے سامنے آ گیا کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی نیکی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ آٹھ پشتیں گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے صدقے ان کی اولاد پر کرم فرماتا ہے اور اپنے نیک بندوں کے نام کو روشن کر دیتا ہے جیسا کہ سورۃ الکھف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ایک گری ہوئی دیوار کو ٹھیک کرتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض پر حضرت خضر علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ یہ دیوار دو یتیم بچوں کی ملکیت ہے جن کا آٹھویں پشت اوپر والا باپ اللہ تعالیٰ کا ولی تھا۔ اس ولی اللہ کے صدقے آٹھ نسلیں گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کی حفاظت فرما رہا تھا۔

سادات پانی پت میں ہمارا تعلق سیدنا امام علی نقی علیہ السلام کی نسل پاک سے ہے۔ ہمارے خاندان کے بزرگ اعلیٰ سید محمد رحمشاہ جلیؒ شام کے شہر حلب سے تبلیغ دین کیلئے بخارا تشریف لے گئے۔ وہاں سادات خاندان میں شادی کی اور آپ کے گھر سید زین العابدین شاہؒ پیدا ہوئے۔ سید زین العابدین شاہؒ بخارا کے صالحین میں شمار ہوتے تھے۔ بڑے کامل ولی تھے۔ آپ کی شادی بھی بخارا کے سادات خاندان میں ہوئی اور آپ کی کافی اولاد تھی۔ آپ کی اولاد میں سے سید امام علی شاہؒ بخارا سے اولیاء اللہ کی

ایک جماعت کے ساتھ انڈیا تشریف لائے اور دہلی میں سید غلام علی شاہ دہلویؒ کے ارادت مندوں میں شامل ہوئے اور یہاں دہلی میں شیرازی سادات خاندان میں ان کی شادی ہوئی جن کی اولاد میں سے صرف سید رحمان شاہ اپنے اکلوتے بیٹے سید ارشاد حسین شاہ المعروف سید عبدالکریم کو لے کر پاکستان بنتے وقت ہجرت فرما کے پاکستان کے شہر لاہور چلے آئے۔ تقسیم کے کچھ عرصہ بعد میرے والد سید بوتراب علی شاہ سارے خاندان کو لے کر انگلستان چلے آئے اور اس وقت میں فرانس میں مقیم ہوں۔ میرا بیٹا سید فیاض حسین شاہ میڈرڈ (ہسپانیہ) میں اچھی پوسٹ پر فائز ہے۔

سید فیاض شاہ نے ہماری درخواست پر نبی کریم ﷺ کے وہ معجزات جو غزوات کے دوران یا غزوات کے سفر کے دوران عطا ہوئے۔ ان کو یکجا کر کے بڑی سلیس اور آسان زبان میں غزوات معجزات مصطفیٰ ﷺ کے نام سے شائع کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ سید صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس بہترین کتاب سے نبی کریم ﷺ کی امت کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کے اس پرفتن دور میں ایسی کتابوں اور تحریروں کی اشد ضرورت ہے۔ شیطان یہودو نصاریٰ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ایمان کو خراب کر رہا ہے اور مسلمان بے بسی کے عالم میں شیطان اور یہودو نصاریٰ کے چنگل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ اس نازک دور میں نبی کریم ﷺ کی امت کے علماء اور مشائخ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں نبی کریم ﷺ کی امت کو شیطان اور یہودو نصاریٰ کے چنگل سے بچانے کی کوشش کریں۔

سید عبداللہ امام شاہ، پانی پتی
حال مقیم فرانس
۱۲، ربیع الاول شریف، ۱۴۲۸ھ

مقصدِ تالیف

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے نبی کریم جناب محمد ﷺ کو ایک ہزار معجزات عطا فرمائے ہیں جو کہ پہلے تمام انبیاء کرام کے معجزات کا مجموعہ ہیں۔ تمام اہل ایمان مسلمان اپنے نبی کریم ﷺ کے معجزات پر ایمان رکھتے ہیں مگر مسلمانوں کے بھیس میں کچھ منافقین بھی موجود ہیں جو کہ قیامت تک موجود رہیں گے۔ یہ بدبخت قسم کے لوگ سرعام نبی کریم ﷺ کے بعض بڑے بڑے معجزات کا انکار کر رہے ہیں۔

فرانس میں ہمارے عزیز جو کہ میرے والد محترم کے تایازاد بھائی ہیں۔ سید عبداللہ امام شاہ مدظلہ العالیٰ نے مجھے پیغام بھجوایا کہ یہاں پر کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی امت کو راہِ حق سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں میں پاکستانی، ہندوستانی، بنگلہ دیشی قومیت کے علاوہ بعض افریقی ممالک کے لوگ بھی شامل ہیں اور یہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے کئی معجزات کا انکار کر رہے ہیں اور خاص طور پر علم غیب مصطفیٰ ﷺ کا انکار کر رہے ہیں اور بعض ناپختہ یقین کے لوگ ان کے چنگل میں پھنستے جا رہے ہیں لہٰذا ہمیں نبی کریم ﷺ کے معجزات پر لکھی ہوئی کتابوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم نے پاکستان سے دو کتابیں منگوائیں اور انہیں فرانس محترم ومکرم سید عبداللہ امام شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے ان کا مطالعہ فرمایا اور مجھے فون پر فرمایا کہ ہمیں جن معجزات کی تفصیل سے ضرورت ہے وہ ہمیں نہیں ملے۔ ان کتابوں میں ذکر تو ہے مگر بہت مختصر لکھا ہے۔ ہمیں ایسی کتاب کی ضرورت ہے جن میں نبی کریم ﷺ کے معجزات کو تفصیل سے بیان کیا گیا

ہو۔ ہم نے عرض کیا کہ فی الحال تو ممکن نہیں تو آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ کیا آپ اپنے نبی کریم ﷺ کے معجزات اور علم غیب مصطفیٰ پر کچھ لکھنے کیلئے وقت نکال سکتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ یہ میری خوش قسمتی ہوگی کہ میں اپنے حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب اور معجزات پر کچھ لکھ سکوں تو محترم و مکرم سید عبداللہ امام شاہ پانی پتی مدظلہ العالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ پھر ضرور لکھیں۔

چنانچہ ہم نے غزوات میں معجزات مصطفیٰ ﷺ کے عنوان سے یہ کتاب تحریر کی ہے۔ یہاں یورپ میں وقت بہت قیمتی ہے۔ مختلف اوقات میں ڈیوٹی سرانجام دینا ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم رحمت عالم نور مجسم ﷺ کے فضل و کرم سے یہ کتاب لکھ سکا ہوں تا کہ نبی کریم ﷺ کی امت شیطان اور اس کے ٹولے کے مکروفریب سے محفوظ ہو جائے اور صراط مستقیم پر صحیح طور پر گامزن ہو جائے۔

یہاں پر میں بخاری شریف کی ایک حدیث پاک لکھنا چاہوں گا۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۲۹۲ حدیث نمبر ۵۶۷ راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۔ترجمہ: علامہ وحید الزمان از مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن کے ملک سے آنحضرت ﷺ کو تھوڑا سا سونا بھیجا۔ آپ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں کو یعنی اقرع بن حابس حنظلی مجاشعی اور عیینہ بن بدر فزاری اور زید طائی بنی نبہان والے اور علقمہ بن علاثہ عامری بنی کلاب والے کو تقسیم کر دیا۔ قریش اور انصار کے لوگوں کو اس پر غصہ آیا وہ کہنے لگے۔ نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ہم زیادہ حقدار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک قریش اور انصار زیادہ حقدار ہیں مگر میں نے ان لوگوں کا دل ملانے کیلئے ان کو دیا کیونکہ ابھی حال میں مسلمان ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص آن پہنچا۔ ذوی الخویصرہ حرقوص بن ذہیر جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی' کلے پھولے ہوئے' پیشانی بلند' داڑھی گھنی (گنجان) سرمنڈوا۔ مردود کیا کہنے لگا۔ اللہ سے ڈرو محمد! آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا (حالانکہ میں اس کا رسول ہوں) تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا۔

اللہ نے تو مجھ کو زمین والوں پر امانت دار سمجھ کر بھیجا ہے اور تم کو میرا اعتبار نہیں یہ سن کر ایک صحابی نے کہا میں سمجھتا ہوں وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اس کو مار ڈالوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے جو ظاہر میں قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلے کے نیچے نہیں اترنے کا۔ یہ لوگ دین اسلام سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر جانور سے پار نکل جاتا ہے۔ اس میں کچھ لگا نہیں رہتا۔ ان مردودوں کا کام یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو تو قتل کریں گے اور بت پرستوں کافروں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کا زمانہ پایا تو جیسے عاد کی قوم والے ہلاک کیے گئے۔ کوئی نہ بچا اس طرح ان کو قتل کروں گا۔ ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔

مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو' یہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان ساری ظاہری خوبیوں کے باوجود وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نقل کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم آسمان سے زمین پر گر پڑنا میرے لئے آسان ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بہت مشکل ہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "آخیر زمانے میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی۔ باتیں وہ بظاہر اچھی کہیں گے لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے"۔

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پاک کے مطابق وہ وقت آن پہنچا ہے اور بدبخت لوگوں کی جماعت ٹولیوں کی صورت میں گھر گھر پھر رہی ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کا دین سے تعلق ہرگز نہ ہوگا۔ یہ لوگ خارج از دین اسلام ہیں۔

یہی لوگ سرعام نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار کر رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے معجزات کا انکار کر رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے علم غیب اور معجزات کا انکار کرنا منافقین کی نشانی خاص ہے۔

غزوات میں معجزات مصطفیٰ ﷺ اس واسطے لکھی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی معصوم امت ان بے دینوں اور بدمذہب لوگوں کے مکروفریب سے محفوظ رہ سکے۔

سید فیاض احمد

المعروف سید فیاض حسین شاہ

(اٹلی)

جنگِ بدر کے اسباب

حضور نبی کریم ﷺ مکہ کے کافروں کے ظلم و ستم کی وجہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیّبہ (یثرب) تشریف لے گئے تو مکہ میں مقیم تمام مسلمان بھی اپنے نبی پاک ﷺ کے پاس چلے گئے۔ اب مدینہ مسلمانوں کا مرکز بن گیا تو کفار مکہ بہانے بہانے سے مسلمانوں کے علاقہ میں جا کر شرارتیں کرنے لگے اور مسلمان مدینہ کے قرب و جوار میں اپنے جانور چراگاہوں میں چراتے تھے کئی دفعہ کافر مسلمانوں سے ان کے جانور چھین کر لے جاتے تھے۔ مسلمان پہلے ہی کافروں کے ستانے کی وجہ سے اپنا گھر بار مال و متاع مکہ چھوڑ کر تنگدستی کے عالم میں مدینہ چلے آئے تھے اور اب یہاں بھی کفار مکہ ان کو چین سے سانس نہ لینے دیتے تھے۔ اسی وجہ سے بعض دفعہ مسلمانوں نے کافروں کے تجارتی قافلوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا کیونکہ کفار مکہ تجارت کیلئے ملک شام جایا کرتے تھے اور شام کی طرف جانے والی شاہراہ مدینہ سے قریب پڑتی تھی۔

ہجرت کے دوسرے سال کفار مکہ نے ابوسفیان کو تجارت کیلئے ملک شام بھیجا۔ اس سفر میں مکہ کے کافروں کے پاس جو کچھ مال و متاع تھا وہ سب تجارت پر لگا دیا حتیٰ کہ قریش مکہ کی عورتوں نے اپنے سونے اور چاندی کے زیورات بھی تجارت میں لگا دیئے اور مسلمان جو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے۔ ان کا سامان اور مال و متاع بھی کافروں نے اپنے قبضہ میں کر رکھا تھا وہ سب بھی تجارت میں لگا دیا۔ ان کفار مکہ نے اتنا ڈھیر سارا مال سامان تجارت میں اس مقصد کیلئے لگایا کہ آنیوالے وقت میں مدینہ

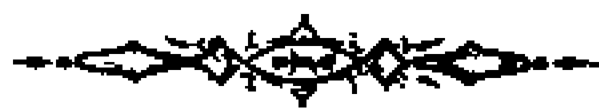
کے مسلمانوں اور نبی اکرم محمد ﷺ کے خلاف جنگی تیاری کی جائے۔

ابوسفیان یہ تمام مال و متاع لے کر ملک شام چلا گیا وہاں اس کو خلاف توقع بہت زیادہ منافع حاصل ہوا اور ایک اندازے کے مطابق پچاس ہزار دینار کا سرمایہ حاصل ہوا۔ ابوسفیان جب شام سے چلا تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں مسلمان اس سے سرمایہ نہ چھین لیں چنانچہ اس نے ایک قاصد مکہ بھیجا کہ اس کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے۔ ابوجہل جو کہ دشمن اسلام تھا اور نبی کریم محمد ﷺ اور مسلمانوں کو جان سے مارنا چاہتا تھا۔ اس بدبخت کو موقع مل گیا اور اس نے یہ افواہ پھیلا دی کہ مسلمان ابوسفیان کے قافلہ کو لوٹنا چاہتے ہیں لہٰذا قافلہ کی حفاظت کیلئے جلد از جلد آگے بڑھنا چاہئے۔ ابوجہل لعین کی یہ تدبیر فوراً اثر کر گئی اور قریش مکہ نے جلدی جلدی ایک ہزار کا لشکر تیار کیا جس میں تین سو گھوڑے اور سات سو اونٹ شامل تھے۔ ابوجہل کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ کافروں کا یہ لشکر ابھی مکہ سے پانچ منزل مدینہ کی طرف پہنچا تھا کہ ابوسفیان راستہ بدل کر مکہ پہنچ گیا اور اس نے ابوجہل کو اطلاع بھجوا دی کہ وہ خیریت سے مکہ پہنچ گئے ہیں لہٰذا اب تم واپس آ جاؤ۔ لشکر کفار میں سے بھی کئی سرکردہ لوگوں نے ابوجہل کو واپسی کا مشورہ دیا۔ ابوجہل کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ مدینہ کے قرب و جوار میں جا کر ہم جشن مناتے ہیں تاکہ مدینہ کے قرب و جوار کے قبائل ہماری طاقت سے خائف ہو جائیں اور وہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ نہ کر سکیں مگر حقیقت میں ابوجہل مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ابوجہل کے دلی ارادے کی اطلاع دی اور ساتھ ہی فتح کی خوشخبری بھی دی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاری کا فرمان سنایا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بڑی عجلت میں تیاری کی اور اس طرح تین سو تیرہ سرفروشوں کی ایک جماعت تیار ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس جماعت سے خطاب فرمایا اور انہیں بتلایا کہ ابوجہل ایک ہزار کا لشکر جرار لے کر مدینہ کی طرف بڑھ رہا ہے جس کا راستہ روکنے کیلئے مجھے اللہ نے حکم دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پاک کی تائید وحمایت کی۔ انصار مدینہ کی طرف سے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اس کیلئے تیار ہو جایئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کے شانہ وبشانہ کا فروں کا مقابلہ کریں گے۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا اللہ جاؤ اور لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ قسم اس پاک ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق و صداقت کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ انصار مدینہ کی یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گیا۔

رمضان المبارک کی بارہ تاریخ کو تین سو تیرہ سرفروشان اسلام کا یہ لشکر مدینہ طیّبہ سے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں صرف تین گھوڑے اور ستر اونٹ شامل تھے۔ تین تین سواریوں کیلئے ایک ایک اونٹ مقرر ہوا۔ ان تین میں سے دو اونٹ پر سوار ہوئے اور ایک پیدل چلتا پھر پیدل سوار ہو جائے اور سواروں میں سے ایک پیدل چلتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں حضرت مولا علی مشکل کشا اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ پھر راستے میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا اور وہ واپس چلے گئے اور ان کی جگہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں شامل ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابہ کو جاسوسی کیلئے دشمن کی طرف روانہ فرمایا تھا ان دونوں نے اطلاع دی کہ کفار مکہ بدر کے میدان تک پہنچ چکے ہیں۔



غزوۂ بدر میں علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہجرت کے دوسرے سال ۱۷ رمضان المبارک کو کفر و اسلام کی پہلی لڑائی لڑی گئی۔ یہ غزوہ مدینہ پاک سے اسی میل شاہراہ شام پر واقعہ بدر کے مقام پر ہوا۔ نام کی مناسبت سے اس غزوہ کو ''غزوۂ بدر'' کہا جاتا ہے۔

قریش مکہ نے جنگ سے کئی دن پہلے بدر کے مقام پر پہنچ کر میدانی علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ مسلمانوں کیلئے میدانِ بدر میں ڈھلوان کی جگہ باقی بچی اور وہاں پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۱۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے خیمے لگائے۔

جنگ سے ایک دن پہلے بروز جمعرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نامور صحابہ کے ساتھ میدانِ بدر کو ملاحظہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھڑی کے ذریعے مختلف جگہوں پر نشان لگائے اور فرمایا کل بروز جمعہ جنگ کے دوران اس جگہ پر دشمن اسلام ابوجہل قتل ہوگا۔ اس جگہ عتبہ قتل ہوگا اس جگہ شیبہ قتل ہوگا اس جگہ عبیدہ قتل ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے تمام سرکردہ افراد کے نام گنوائے اور ان کے قتل کی جگہ کی نشاندہی فرمائی۔ ۱۷ رمضان بروز جمعہ جنگ ہوئی۔ گھمسان کا رن پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ۳۱۳ بدری صحابہ کو کئی گنا زیادہ کفار پر مکمل فتح دی۔ فتح یابی کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگ صحابہ کے ساتھ پھر میدانِ بدر کا دورہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ کل بروز جمعرات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے مقام قتل کی جو نشاندہی فرمائی تھی۔ ۱۰۰ فیصد ویسا ہی ہوا اور جس جس کافر کے متعلق فرمایا گیا تھا وہ اس مقام پر قتل ہوا' پایا گیا۔

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

غزوۂ بدر میں حضرت معاذ کا کٹا ہوا ہاتھ جڑ گیا

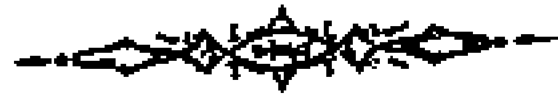
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ایک کمسن صحابی تھے جب مدینہ پاک میں بدر کی جنگ کیلئے اعلان ہوا تو انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض پیش کی کہ اے اللہ! مجھے جنگ میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما تاکہ میں تیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ابوجہل کو قتل کر سکوں چونکہ یہ لمبے قد کے تھے۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی بدر جانے کیلئے اجازت دے دی۔

جنگِ بدر کا معرکہ شروع ہوا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے ہم عمر حضرت معوذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ معلوم کرو ابوجہل کون ہے، ہم اسے قتل کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ چچا جان ہمیں یہ بتلائیں کہ ابوجہل کون سا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم ابوجہل کا کیا کرو گے۔ دونوں نے کہا کہ ہم اپنے نبی پاک کے دشمن کو قتل کر دیں گے یا خود قتل ہو جائیں گے۔ ان دونوں کی ایمان افروز بات سن کر میں نے انہیں بتلایا کہ وہ سامنے ابوجہل کھڑا ہے تو وہ دونوں نوجوان عقاب کی طرح اس پر جھپٹے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کو چھلنی کر دیا اور ابوجہل زمین پر گر گیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے جب اپنے باپ کا حشر دیکھا تو وہ مدد کیلئے آگے بڑھا اور عقب سے اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بائیں شانے پر تلوار کا وار کیا جس سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔ اس حالت میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عکرمہ پر جوابی وار کیا مگر وہ بھاگ گیا۔ ابوجہل کو جہنم واصل کرنے کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے بازو کو پاؤں کے نیچے رکھ کر زور لگا کر جسم سے الگ کیا اور کٹے ہوئے بازو

کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ابوجہل کے قتل کی خوشخبری سنائی اور عرض کیا کہ ابوجہل کے بیٹے نے میرا بازو کاٹ دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے بازو پر اپنا لعاب دہن پاک لگا کر دوبارہ جوڑ دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا بازو فوراً جڑ گیا اور پہلے کی نسبت زیادہ طاقت ور ہو گیا۔

آج کے جدید دور میں جبکہ طب اور جراحت اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ کوئی ڈاکٹر ایسا پیدا نہیں ہوا جو کہ کسی کے بالکل کٹے ہوئے بازو کو سرجری کے ساتھ جوڑ سکے۔ یہ تو ہمارے نبی پاک ﷺ کا کرم ہے کہ اپنے لعاب دہن پاک سے کٹا ہوا بازو جوڑ دیا۔

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ



جنگِ بدر میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ ٹھیک ہوگئی

میدانِ بدر میں جب گھسان کا رن پڑا تو اس وقت حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں کوئی چیز لگی جس سے آنکھ کا ڈھیلا باہر آ گیا اور ان کے رخسار پر لٹکنے لگا۔ ایک صحابی نے چاہا کہ ڈھیلا کاٹ دیں مگر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرو میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاتا ہوں۔ آپ لٹکتے ہوئے ڈھیلے کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے زخمی ڈھیلے پر اپنا لعاب دہن پاک لگایا اور اپنے دست مبارک سے آنکھ کے ڈھیلے کو آنکھ میں رکھ دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس آنکھ کی روشنی پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوگئی اور یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ آنکھ کبھی زخمی ہوئی تھی۔ آج کے جدید دور میں آنکھوں کا کوئی بھی ماہر ڈاکٹر اور سرجن ایسا نہیں ہے کہ جو زخمی آنکھ کی فوراً پیوندکاری کر سکے اور اگر پیوندکاری کرنے میں کامیاب ہو بھی جائے تو کئی کئی دن آنکھ پر سبز پٹی باندھنے کے بغیر چارہ نہیں مگر صدقے جائیں ہم اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن پر کہ زخمی آنکھ فوراً ٹھیک ہوگئی اور بغیر کسی پٹی کے کام کرنا بھی شروع کر دیا۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی کیا خوب فرماتے ہیں۔

جن کے قدموں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی لاٹھی تلوار بن گئی

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ میدانِ بدر میں لڑ رہے تھے کہ ایک کافر نے ان کی تلوار پر تلوار ماری جس سے ان کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور تلوار کے ٹوٹ جانے کا عرض کیا اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ اپنے ہاتھ سے حضرت عکاشہ کو عطا فرمائی اور فرمایا: اس سے لڑو۔ جونہی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس لکڑی کو پکڑا اور کافروں پر وار کیا تو وہ شاخ تلوار کی طرح کاٹنے لگی وہ بڑی بے خوفی کے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک کہ اسلام کو کامل فتح حاصل ہوئی۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اس تلوار (شاخ) سے ساری عمر لڑتے رہے اور آپ نے اس تلوار کا نام ''عون'' رکھا ہوا تھا جس کا مطلب مدد و نصرت ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی



میدانِ بدر میں ابن رافع کا بیمار اونٹ

حضرت رفاعث بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی خلاد بن رافع کے ساتھ غزوۂ بدر میں شامل تھا۔ جب ہم مدینہ پاک سے چلے تو ہمارے پاس ایک اونٹ تھا۔ ہم دونوں بھائی اس اونٹ پر سوار تھے میدانِ بدر میں پہنچے تو ہمارا اونٹ بیمار ہو گیا اور چلنے پھرنے سے عاجز ہو گیا۔ میرے بھائی خلاد بن رافع نے منت مانی کہ اے اللہ! اگر ہمیں اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی تو مدینہ پہنچ کر میں اس اونٹ کو تیری راہ میں قربان کر دونگا۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے اور ہمارے اونٹ کو بیٹھا دیکھ کر آپ رک گئے۔ ہم نے اونٹ کی بیماری کا ذکر کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور ہمیں فرمایا کہ اونٹ کا منہ کھولو۔ ہم نے اونٹ کا منہ کھولا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا بچا ہوا پانی اونٹ کے منہ میں انڈیل دیا اور پھر اس کے سر' گردن' کوہان اور منہ پر اسی پانی کے چھینٹے مارے اور ہمیں اس پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ وہ اونٹ ہمیں اٹھا کر خوب دوڑنے لگا۔ جب ہم بدر سے فتحیاب ہو کر واپس مدینہ پاک پہنچے تو میرے بھائی نے اس اونٹ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کر کے اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا اور اپنی قسم پوری کی۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم



نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کو اللہ نے اپنا ہاتھ قرار دیا

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

(الانفال ۱۷)

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

جنگِ بدر میں مسلمانوں نے کافروں کو چن چن کر قتل کیا۔ مسلمان ایک دوسرے سے فخریہ کہتے تھے کہ میں نے دو کافروں کو قتل کیا۔ میں نے تین کافروں کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے کافروں کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں فرشتوں کو میدان بدر میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد کیلئے بھیجا اور کئی کافروں کو فرشتوں نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ سیدنا مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے ایک کنوئیں سے پانی لا رہا تھا کہ ہوا کا ایک بہت تیز جھونکا آیا جو پہلے کبھی زندگی میں محسوس نہیں ہوا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور تیز جھونکا آیا۔ یکے بعد دیگرے چار تیز جھونکے محسوس ہوئے۔ حقیقت میں یہ ملائکہ کرام کی فوج کی آمد ہو رہی تھی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک ایک ہزار ملائکہ کی فوج کے ساتھ میدانِ بدر میں حاضر ہوئے اور سید المرسلین جناب محمد ﷺ کے خیمے کے دائیں طرف صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے اور جب لڑائی شروع ہوئی تو ملائکہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کافروں کے ساتھ لڑائی میں شامل رہے اور کئی کافروں کو فرشتوں نے قتل کیا اور کئی کافروں کو فرشتوں نے قید کیا۔

جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور شاھت الوجوہ فرما کر کفار کی طرف پھینکی جو ایک ہزار کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی اور وہ تقریباً اندھے ہو گئے اور سوچ بوجھ کی صلاحیت ختم کر بیٹھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں آسانی کے ساتھ کو قتل کر دیا باقی کافی تعداد میں قید کر لئے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیتے ہوئے فرمایا: اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے جو خاک پھینکی اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا ہاتھ فرمایا۔

اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی ﷺ
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ



قریش مکہ کی گفتگو اور علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جنگِ بدر کے کچھ دن بعد ایک روز صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور بدر کے میدان میں مسلمانوں کے ہاتھوں جو ذلت کفار مکہ نے اٹھائی تھی اس کا ذکر کر رہے تھے۔ عمیر بن وہب بڑا ظالم شخص تھا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سخت اذیت دیا کرتا تھا۔ جو شخص بھی مسلمان ہو جاتا یہ اس مومن مسلمان پر ظلم کرنے سے باز نہ آتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر جنگِ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گیا تھا۔

صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب کفار مکہ پر بدر کے میدان میں مسلمانوں کے ہاتھوں جو مصیبتیں نازل ہوئیں اس کا تذکرہ کر رہے تھے۔ اس وقت یہ دونوں حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کوئی اور تیسرا شخص ان کے قریب بھی نہ تھا۔ عمیر کہنے لگا بدر میں مسلمانوں نے ہمارے بھائیوں اور ساتھیوں کو کس بے رحمی سے قتل کیا اور قتل کے بعد انکی نعشوں کو بڑی بیدردی کے ساتھ گڑھے میں پھینک دیا۔

صفوان کہنے لگا اپنے عزیزوں اور دوستوں کے مرنے کے بعد زندگی بے مزہ ہو کر رہ گئی ہے۔ عمیر کہنے لگا۔ تو نے سچ کہا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ابھی ادا نہیں کر سکتا اور میرے اہل وعیال نہ ہوتے کہ میرے بعد وہ ذلیل وخوار ہو سکتے ہیں تو میں اکیلا اپنی سواری پر بیٹھ کر مدینہ جاتا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرتا۔ اب مدینہ جانے کا ایک معقول بہانہ بھی میرے پاس ہے کہ میرا بیٹا وہب مسلمانوں کی قید میں ہے۔

صفوان بن امیہ کہنے لگا۔تمہارا قرض میں ادا کر دیتا ہوں اور تمہارے اہل و عیال کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ وہ میرے گھر میں رہیں گے اور جب تک ان کی زندگی ہے میں ان کی کفالت کا ذمہ اٹھاتا ہوں۔ عمیر کہنے لگا کہ یہ گفتگو تمہارے اور میرے درمیان راز رہنا چاہیئے۔صفوان کہنے لگا مجھے منظور ہے اور عمیر بن وہب اپنی تلوار کو زہر میں بجھا کر مدینہ کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

جس وقت عمیر بن وہب مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر پہنچا اور اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر بیٹھا کر اونٹنی سے نیچے اترا' اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت مسجد نبوی شریف میں بیٹھی ہوئی تھی اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جنگِ بدر میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات و رحمتوں کا ذکر کر دیئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔عمیر نے اپنی تلوار گلے میں لٹکا رکھی تھی۔حضرت عمر بن خطاب کی نظر عمیر پر پڑی تو آپ نے فرمایا یہ کتا اور اللہ کا دشمن عمیر کسی بدنیتی سے یہاں آیا ہے۔ نبی رحمت غیب جاننے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے میرے پاس لاؤ۔ پھر عمیر سے فرمایا اے عمیر آگے آؤ۔عمیر آگے آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر کہنے لگا۔ آپ کی صبح بخیر ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر یہاں کیسے آنا ہوا۔عمیر کہنے لگا اپنے بیٹے کیلئے آیا ہوں جو آپ کے پاس قید ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر گلے میں تلوار کیوں لٹکائے پھرتے ہو۔عمیر کہنے لگا ہماری تلواریں تو بدر والے دن ہی ٹوٹ گئی تھیں جب ہمیں شکست ہوتی تھی۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا سچ بتاؤ یہاں کس لئے آئے ہو۔عمیر کہنے لگا جناب صرف اپنے بیٹے کیلئے آیا ہوں۔

غیب جاننے والے نبی مکرم جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔نہیں حقیقت یہ ہے کہ تو اور صفوان بن امیہ دونوں حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو نے بدر میں قتل ہونے والے اپنی ساتھیوں کا ذکر کیا جو ایک گہرے گڑھے میں پھینکے گئے پھر تو نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ

ہوتا اور اہل وعیال کا بوجھ نہ ہوتا تو میں محمد (ﷺ) کو قتل کرنے کیلئے مدینہ جاتا۔ یہ سن کر صفوان بن امیہ نے تیرا قرض اپنے ذمہ لے لیا اور تیرے اہل وعیال کو اپنی کفالت میں لے لیا اور تو میرے قتل کیلئے یہاں آن پہنچا ہے مگر میرے اللہ نے تجھے مجھ تک نہ پہنچنے دیا اور تو پکڑا گیا۔

عمیر کہنے لگا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ہم اپنی جہالت کے باعث آپ سے روگردانی کرتے رہے۔ آپ نے جو بات بتلائی ہے وہ میرے اور صفوان بن امیہ کے علاوہ کسی تیسرے کو معلوم نہ تھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین، دین حق ہے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تم اپنے دینی بھائی عمیر کو قرآن پڑھاؤ اور دینی مسائل سکھاؤ اور اس کے بیٹے کو بھی رہا کرو۔ عمیر اپنے بیٹے کو لے کر مکہ واپس آئے اور دین اسلام کی تبلیغ کرنے لگے۔

یارسول اللہ!

اللہ نے کیا آپ کو سب پر آگاہ　　　دو عالم میں جو کچھ جلی وخفی ہے



حضور نبی کریم ﷺ اللہ کی حفاظت میں

ربیع الاول تین ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ بنو غطفان کی مہم پر روانہ ہوئے۔ بنو غطفان دو قبائل بنی ثعلبہ اور بنو محارب پر مشتمل تھا اور نجد کا بہت بڑا قبیلہ تھا۔ ان دو قبائل کے لوگ مدینہ کے گردونواح میں ڈاکہ مارتے تھے۔ یہ لوگ پروگرام بنا رہے تھے کہ مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں مسلمانوں کی آبادیوں میں ڈاکے مارے جائیں اور مسلمانوں کو قتل کیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے پروگرام کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ان قبائل کی سرکوبی کیلئے ساڑھے چار سو صحابہ کا چھوٹا سا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کی کمان خود نبی پاک ﷺ فرما رہے تھے۔ آپ اس لشکر کو لے کر مقام ذی آم کی طرف روانہ ہوئے جہاں کافروں کے اجتماع کی خبر ملی تھی کہ وہ مقام ذی آم میں جمع ہو رہے ہیں۔

جب آپ مقام ذی آم کے قریب پہنچے تو کافروں کو اطلاع مل گئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی فوج کے ساتھ نزدیک آن پہنچے ہیں تو ان قبائل کے لوگ ڈر کے مارے بھاگ کر قریبی پہاڑوں کی غاروں اور گھاٹیوں میں چھپ گئے۔ بنی ثعلبہ کا صرف ایک آدمی مسلمان فوج کے ہاتھ لگا اور صحابہ نے اس شخص کو رسالتماب ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ سید المرسلین ﷺ نے اس شخص کو اسلام کی دعوت دی جو اس نے فوراً قبول کی اور مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کو رہا فرما کر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا تا کہ اس شخص کی روحانی تربیت ہو سکے اور وہ صحیح مسلمان بن جائے۔ نبی کریم ﷺ اور

آپ کے صحابہ جب مقام ذی آم پر پہنچے اور کافروں کے بھاگ جانے پر آپ اپنے صحابہ کے ساتھ وہاں قیام پذیر ہوئے تو تھوڑی دیر کے بعد بہت تیز بارش ہونے لگی۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کھلے میدان میں تھے۔ لہٰذا بارش کی وجہ سے سب مسلمان فوج کے لباس بھیگ گئے اور بارش رکنے کے بعد سب مسلمانوں نے اپنے جسم کے اوپر والے لباس اتار کر قریبی درختوں پر سوکھنے کیلئے پھیلا دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی تہبند باندھے۔ ایک درخت کے زیر سایہ آرام فرمانے کیلئے لیٹ گئے۔ اس دوران محادب قبیلے کا سربراہ دعثور بن حارث اپنے ساتھیوں سمیت قریبی پہاڑ کی کھوہ میں چھپا نبی کریم ﷺ کو آرام فرماتے دیکھ رہا تھا۔ یہ شخص بہت بہادر اور دلیر تھا اور اپنے قبائل میں بہادری اور دلیری میں بہت مشہور تھا۔ اس کے ساتھیوں اور شیطان نے اس کو بہکاوا دیا کہ محمد ﷺ اکیلے آرام فرما رہے ہیں۔ بڑا موقع ہے جاؤ اور آپ ﷺ کو قتل کردو۔

دعثور بن حارث کو اپنے زور بازو پر بڑا ناز تھا۔ وہ اپنی بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کرنے کیلئے ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر اس درخت کے نزدیک آ گیا جہاں حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ کر وہ کہنے لگا۔

”اے محمد (ﷺ)! اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے لیٹے لیٹے جواب دیا۔ میرا اللہ‘ جو میرا محافظ و مددگار ہے۔

اسی اثناء میں حضرت جبرئیل امین انسانی شکل میں ظاہر ہوئے اور انہوں نے دعثور بن حارث کے سینے پر ایسا سخت ہاتھ مارا کہ وہ چکر کھا کر پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔ تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ خوف سے کانپنے لگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی تلوار اٹھالی اور فرمایا مجھے تو میرے اللہ نے بچا لیا۔ اب تو بتا کہ اب میرے ہاتھ سے تجھے کون بچائے گا؟

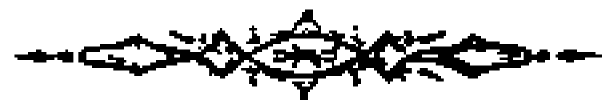
دعثور بن حارث کہنے لگا۔ نہیں کوئی نہیں تلوار آپ کے ہاتھ میں ہے آپ چاہیں تو میری جان لے سکتے ہیں اور چاہیں تو میری جان بخش سکتے ہیں۔

آپ نے تلوار اس کو واپس کر دی اور فرمایا جا میں نے تیری جان تجھے بخش دی۔

دعثور بن حارث کے دل پر حضور نبی کریم ﷺ کے حسن سلوک کا اتنا اثر ہوا کہ وہ اپنی حرکت پر شرمندہ بھی ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! مجھے اپنے دین کی دعوت دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور اپنے ساتھیوں میں واپس چلا گیا۔

اس کے ساتھی اور عزیز واقارب اسے کہنے لگے کہ اے دعثور! جب تم محمد ﷺ کے اتنے نزدیک پہنچ چکے تھے اور تم نے انہیں سویا ہوا اور اکیلا پایا۔ پھر تم نے انہیں قتل کیوں نہ کیا۔ دعثور بن حارث اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ جب میں محمد ﷺ کے نزدیک پہنچا اور میں نے انہیں للکارا تو ایک بلند و بالا قد و قامت والا نہایت قوی مرد سفید لباس میں ملبوس میرے اور محمد ﷺ کے درمیان آن کھڑا ہوا اور اس نے میرے سینے پر ایسا زور سے ہاتھ مارا کہ تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور میں گر گیا اور مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔ پھر محمد ﷺ نے مجھ پر غلبہ حاصل کرنے کے باوجود مجھے معاف فرما دیا اور میں آپ ﷺ کا اچھا رویہ اور حسن سلوک کی وجہ سے مسلمان ہو گیا ہوں۔

لاج رکھ لی طمع عفو کے سودائی کی
اے میں قربان میرے آقا بڑی آقائی کی



غزوۂ احد میں علم غیب نبی ﷺ

شوال دو ہجری احد پہاڑ کے دامن میں جنگ لڑی گئی۔ احد کی مناسبت سے اس جنگ کو جنگِ احد کہا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اپنے سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر میدانِ احد میں تشریف فرما ہوئے اور جنگ شروع ہونے سے پہلے آپ نے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دوسرے بیس صحابہ کے ساتھ احد کے ایک درہ پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ اس جگہ کو کسی حال میں نہیں چھوڑنا اور تاکیداً فرما دیا کہ اگر تم دیکھو کہ ہمیں آسمان سے آنے والی گدھیں اڑا کر لے جا رہی ہیں یا دیکھو کہ دشمن ہماری تکہ بوٹی کر رہے ہیں تو بھی تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا۔ نبی کریم ﷺ نے علم نبوت سے بھانپ لیا تھا کہ اگر ہمیں نقصان پہنچا تو اسی طرف سے پہنچ سکتا ہے اور ہوا بھی ایسا کہ جب جنگ شروع ہوئی اور چند لمحوں کے بعد کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ نکلے تو درہ پر کھڑے صحابہ نے اپنے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں بھی مالِ غنیمت حاصل کرنا چاہیئے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا حکم یاد دلایا اور جگہ نہ چھوڑنے کا کہا مگر ان صحابہ میں سے جو نئے نئے دین اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ دشمن بھاگ نکلا ہے اب یہاں لڑنے کی ضرورت نہیں اور یہ کہہ کر انہوں نے وہ درہ چھوڑ دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ صرف چند ساتھیوں سمیت وہاں رہ گئے۔ اس درہ کے عقب میں خالد بن ولید اپنے دستہ کے ساتھ چھپ کر کھڑے تھے۔ جب انہوں نے

دیکھا کہ درہ پر مسلمانوں کی نفری کم رہ گئی ہے تو انہوں نے عقب سے حملہ کر دیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کو شہید کر دیا اور مسلمان جو کہ کفار مکہ کے بھاگ جانے کے بعد مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں لگے ہوتے تھے ان پر اس طرح حملہ آور ہوئے کہ مسلمانوں کے ہوش و حواس اڑ گئے اور وہ منتشر ہو کر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دور چلے گئے اور بھاگتے ہوئے کفار بھی واپس آ گئے اور مسلمانوں کا قتل عام کرنے لگے۔

مسلمانوں نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۲ میں فرمایا:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا۔ تمہاری خوشی کی بات تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔ پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

جنگِ احد کے شروع میں فتح کا ذکر بھی اللہ نے فرمایا جب مسلمانوں نے کافروں کا قتل عام کیا اور کافر گھبرا کر بھاگ نکلے اور پھر درہ پر کھڑے نو مسلم صحابہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درہ چھوڑ دیا تو اس بات کا بھی ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ جب تم نے حکم میں جھگڑا ڈالا کہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ

روکتے رہے اور تم تکرار کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے جگہ چھوڑ دی اور پھر کافروں نے پلٹ کر حملہ کیا اور تم نے بزدلی دکھائی کہ منتشر ہو گئے حالانکہ شروع میں اللہ نے تمہیں فتح عطا فرمائی جو کہ تمہاری خوشی کا باعث بنی اور وہ صحابہ جو مالِ غنیمت اکٹھا کرنا چاہتے تھے۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ دنیا چاہتے تھے اور وہ صحابہ جو حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ درہ پر قائم رہے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ آخرت چاہتے تھے کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی فرمانبرداری کی اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے فرمانبرداروں کیلئے آخرت کی بہتری ہے اور ان کا مقدر شہادت کی موت تھی جو کہ آخرت کی کامیابی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈال دیا اور مسلمانوں کا کافی مالی وجانی نقصان ہوا مگر اس کے باوجود جن صحابہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ اللہ نے تمہیں معاف کر دیا کیونکہ مسلمان دیکھ چکے تھے کہ کافر بھاگ نکلا ہے اور فتح کی خوشی میں انہوں نے وہ درہ چھوڑ دیا۔ لیکن نبی پاک ﷺ کو علم تھا کہ ہمیں یہاں سے نقصان پہنچ سکتا ہے اور وہی ہوا۔

آج کے جدید دور میں بھی بڑے بڑے جرنیل نبی پاک ﷺ کی فہم وفراست کی داد دیتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں آنے والے خطرے کو بھانپ لینا ایک بہادر سپہ سالار اور تربیت یافتہ جرنیل کی نشانی ہے۔ جنگِ احد میں پہاڑ کے درہ پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور بیس صحابہ کو کھڑا کرنا اور آنے والے وقت میں خطرے کو بھانپ لینا یہ علم غیب مصطفیٰ ﷺ کی کامل دلیل ہے اور جو بدبخت قسم کے لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے منکر ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ جنگِ احد کے حالات پر مکمل غور کریں اور پھر توبہ کریں جو کہ نبی پاک ﷺ کے علم غیب کا انکار کرتے رہے ہیں اور اب توبہ کے بعد صدق دل سے علم غیب نبی ﷺ کو مانیں۔

اس واسطے اہل ایمان مومن یہ ایمان رکھتے ہیں کہ

ہم یہاں سے پکاریں اور آقا مدینے سنیں
آن کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام

غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو شکست نہیں ہوئی

غزوۂ اُحد اسلام اور کفار کے درمیان دوسرا معرکہ تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا کافی مالی اور جانی نقصان ہوا۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے چچا جانثار صحابی اور آپ کے دودھ شریک بھائی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے مگر یہ کہنا کہ غزوۂ اُحد میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شکست ہوئی۔ یہ ایمان کی کمزوری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ النجم آیت نمبر ۳ اور ۴ میں فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

اور وہ (محمد ﷺ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ہر کام رب کی طرف سے ہے اور آپ کا ہر کلام رب کی طرف سے ہے۔ آپ ہر کام اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔ جنگِ احد بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے لڑی گئی اور اللہ کے حکم کو شکست نہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ جنگِ احد میں حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحاب کو شکست ہوئی تو یہ شکست اللہ کو ہوئی (نعوذ باللہ) اور کس بدبخت کی جرأت ہے کہ وہ اللہ کو شکست دے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ہر عمل کو اپنا عمل قرار دیا۔

جنگِ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے کنکریاں اٹھا کر کافروں

کی طرف پھینکی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس عمل کو اپنا عمل قرار دیا۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

مسلمانوں نے کافروں کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ قتل اللہ نے کیا اور اللہ نے اپنے فرشتوں کے ذریعے کفار کا قتل کروایا۔ جنگِ بدر اور جنگِ احد میں ملائکہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کافروں کو قتل کیا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ جس ہاتھ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک کے بدر کافروں کی طرف پھینکی تھی۔ (بیعت رضوان)

حدیبیہ کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بیعت قرار دیا۔ سورہ الفتح آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

وہ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

بیعت رضوان میں ۱۵۰۰ صحابہ نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور نبی پاک کی بیعت کو اللہ نے اپنی بیعت قرار دیا۔

جنگِ احد میں کچھ نو مسلم صحابہ کی جلد بازی کی وجہ سے مسلمانوں پر آزمائش آن پڑی اور جلد بازی کی وجہ سے نبی پاک ﷺ کے حکم سے سرتابی کی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو جانی نقصان اٹھانا پڑا اور خود نبی کریم ﷺ زخمی ہو گئے۔

اس آزمائش میں بھی ایک حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈال کر بتلا دیا کہ اے مسلمانوں اگر تم میرے محبوب ﷺ کی زندگی میں ان کے حکم کی خلاف ورزی کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے اور تمہاری وجہ سے میرے محبوب ﷺ کو بھی زخم آ سکتے ہیں اور اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اگر تم نے میرے محبوب ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہیں بھی نقصان اٹھانا پڑے گا اور میرے محبوب ﷺ کو روحانی تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ ہر جمعرات اور سوموار کو امت کے اعمال نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اہل حق جماعت اہل سنت و الجماعت کے علماء کرام اور مشائخ عظام رسول کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا بیان کرتے رہتے ہیں تاکہ ایمان والے لوگ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر مانیں اور رسول اللہ ﷺ کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہوئے زندگی بسر کریں تاکہ ہر قسم کی برائی اور بے حیائی سے محفوظ رہ سکیں۔ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کو تو حاضر و ناظر نہیں مانتے مگر صرف اللہ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ ان سے سوال ہے کہ جب وہ کوئی گناہ کرتے ہیں یا نبی پاک ﷺ کے نور اور علم اور معجزات کا انکار کرتے ہیں تو کیا اس وقت اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر نہیں ہوتا۔ اگر ان کا یہ ایمان ہو کہ اللہ حاضر و ناظر ہے تو پھر گناہ کیسے ہو سکتا ہے اور نبی پاک ﷺ کے فضائل و کمالات کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم کی ان آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ لوگ جو برملا جلسوں اور مناظروں میں کہتے پھرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں نبی پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ کو

شکست ہوئی وہ اپنی اس بدعقیدگی سے توبہ کریں تا کہ روز محشر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عزت پا سکیں اور اگر انکار پر قائم رہے تو روز محشر ذلیلوں میں شمار کیے جانے کا سخت اندیشہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)

نبی کریم ﷺ پر اعتراض اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے اور اللہ پر اعتراض کرنیوالے ایمان سے خارج ہو سکتے ہیں۔

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی



اُحد میں نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پر قائم رہے

شکست اس وقت ہوتی ہے جب سپہ سالار اپنی جگہ سے ہٹ جائے یعنی راہ فرار اختیار کرے یا دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے تو فوج کو شکست ہو جاتی ہے۔ جنگِ احد میں شروع میں مومنوں کو فتح حاصل ہوئی اور فتح کی خوشی میں اپنے دفاع کو بھول گئے اور دشمن نے عقب سے حملہ کر کے مومنین میں بھگدڑ مچا دی اور اچانک حملہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دائیں بائیں بھاگ نکلے کیونکہ اس وقت بھاگا ہوا دشمن بھی واپس آ گیا اور دونوں طرف سے دشمن نے مومنین کو گھیر لیا تو اس وقت مسلمان پریشان ہو گئے۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا مگر اس کڑے وقت میں ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پر قائم رہے اور پریشانی کے عالم میں بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو آوازیں دے رہے تھے کہ اللہ کے بندو ادھر آ ؤ مگر گھبراہٹ اور شور کی وجہ سے مسلمان نبی کریم کی آواز کو نہ سن سکے اور اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ آلعمران کی آیت نمبر ۱۵۳ میں کیا ہے۔

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور دوسری طرف ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا اور معافی اس لئے سنائی کہ جو ہاتھ سے گیا اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو

تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اس آیت مبارک میں اللہ تعالیٰ نے میدانِ احد کا ذکر فرمایا ہے کہ جب بھگدڑ مچی اور اے مسلمانوں تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے۔ اس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ چودہ اصحاب رہ گئے تھے' جن کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ حضرات مقدسہ مہاجرین میں سے تھے اور انصار مدینہ میں سے حضرت خبّاب بن منذر رضی اللہ عنہ' حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ' حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ' حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ' حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ یہ حضرات مقدسہ اللہ کے دین کی خاطر اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہے اور اپنے نبی کریم ﷺ کے گرد پروانوں کی طرح مضبوط دیوار بنے رہے اور نبی کریم ﷺ کی طرف آنیوالے ہر تیر کو اپنے بدن پر روکا اور کفار کی طرف سے اٹھنے والی ہر تلوار کا وار اپنے جسم پر روکا اور غلامی مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا۔

یعنی تم نے جو ہمارے محبوب نبی ﷺ کو غم دیا اس کے بدلے میں تم کو ہزیمت کا غم دیا گیا۔

نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے بھگدڑ مچ گئی اور اس افراتفری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کافروں نے نبی کریم ﷺ پر وار کر دیا جس کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ زخمی ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کو مسلمانوں کی نافرمانی پر دلی غم پہنچا۔ نبی کریم ﷺ کے غم کو اللہ تعالیٰ نے بھی محسوس کیا اور اس نافرمانی پر مسلمانوں پر مصیبت آن پڑی اور تھوڑی دیر کیلئے تمام مسلمانوں کو سخت پریشانی اٹھانا پڑی۔ نبی کریم ﷺ کو جو غم پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے بدلے تمام مسلمانوں کو غمزدہ کر دیا تاکہ مسلمان آئندہ کبھی بھی میرے محبوب ﷺ کے حکم سے سرتابی نہ کریں۔

غم کے بعد مسلمانوں پر سکینہ کا نزول

غزوۂ اُحد میں نبی کریم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی پر مسلمانوں کو وقتی طور پر جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور خود نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم لگے اور دندان مبارک زخمی ہو گئے چونکہ مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے ان کی نیت خراب نہ تھی۔ انکا ارادہ میدان سے بھاگنے کا نہ تھا بلکہ وہ مالِ غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے دشمن سے وقتی طور پر غافل ہو گئے۔ مسلمانوں کی غفلت کا کافروں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ اس غفلت اور نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وقتی طور پر آزمائش میں ڈال دیا مگر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس بھول کو معاف فرما دیا اور فرمایا۔

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

اس آیت سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ جن مسلمانوں سے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی نافرمانی ہوئی اللہ نے انہیں معاف کر دیا اور وہ سب ایمان پر قائم و دائم رہے۔ اب اس آیت کے نزول کے بعد کوئی شخص احد میں شریک کسی بھی مسلمان کے ایمان پر شک کرے گا تو قرآن کریم کی آیت میں شک کرے گا اور خود ایمان سے خارج ہو جائیگا اور اللہ نے ان سب کو مومنین میں شامل فرمایا ہے اور ان سب پر اپنا فضل فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر اپنا فضل فرمایا اور انہیں سکون قلب عطا فرمایا یعنی سکینہ نازل کیا جیسا کہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۴ میں فرمایا:

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ

ترجمہ: پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اتاری کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی۔

یہ سکینہ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ جنگِ احد میں اس قدر پریشانی کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نیند ایسی غالب تھی کہ ان کے ہاتھ سے ہتھیار گر جاتے تھے اور یہ سکینہ کا نزول تھا اور سکینہ کا نزول ہمیشہ ایمان والوں پر ہوا ہے۔ سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۶ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا۔ جنگِ احد میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ ایمان والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح عطا فرمائی۔ جب صحابہ نے سنا کہ نبی پاک ﷺ زندہ ہیں تو تمام صحابہ اپنی اپنی تکالیف کو بھول کر اپنے نبی کریم ﷺ کے اردگرد پروانوں کی طرح جمع ہو گئے اور جب کافروں نے دیکھا کہ مسلمان دوبارہ متحد ہو گئے ہیں تو وہ بھاگ نکلے' ہارنے والا ہی ہمیشہ بھاگتا ہے جیتنے والے بھاگتے نہیں بلکہ میدان میں کھڑے رہتے ہیں تاکہ دیکھنے والوں کو پتا چل سکے کہ کون جیتا اور کون ہارا۔ احد کے میدان میں جیتنے والے کھڑے رہے۔ میدانِ جنگ میں اور ہارنے والے بھاگ نکلے۔



شہادت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
جنگِ اُحد کا سب سے زیادہ غمگین المیہ

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا' دودھ شریک بھائی اور ایک انتہائی جانثار صحابی تھے۔ آپ بہت بہادر تھے اور جنگِ بدر کی تاریخ آپ کی بہادری کی گواہی دیتی ہے۔ آپ نے جنگِ بدر میں ابوسفیان کی بیوہ ہندہ کے والد عتبہ اور اس کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ ہندہ نے جبیر بن مطعم کے حبشی غلام وحشی سے وعدہ کیا کہ اگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا تو اس کو بہت سا انعام واکرام دیا جائیگا۔

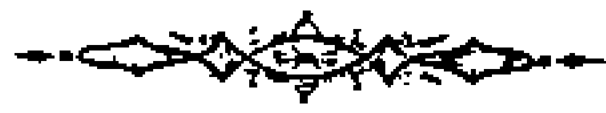
جنگِ بدر میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبیر بن مطعم کے چچا طعیمہ بن عدی بن الخیار کو قتل کیا تھا۔ جبیر بن مطعم نے بھی وحشی سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو اس کے چچا کے قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا تو تجھے آزاد کر دیا جائیگا۔ جب انار مکہ احد کی لڑائی کیلئے نکلے تو وحشی بھی ان کے ساتھ تھا اور جب میدانِ اُحد میں لڑائی اپنے عروج پر تھی تو وحشی کی نظریں جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کر رہی تھیں۔ ایک مقام پر سباع بن عبدالعزی نے مسلمانوں کو للکارا تو جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور اس پر ایسا کاری وار کیا کہ وہ جہنم رسید ہو گیا۔ اس وقت وحشی ایک پتھر کی اوٹ میں جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کے نزدیک سے گزرے تو اس نے اپنا حربہ تاک کر جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کو مارا۔ وہ حربہ حضرت حمزہ

رضی اللہ عنہ کی ناف و عانہ کے درمیان لگا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ گر گئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ وحشی کو جب اطمینان ہو گیا کہ جناب حمزہ رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں تو وہ آپ کے پاس آیا اور اپنے اس چھوٹے سے نیزے (حربہ) کو آپ کے پیٹ سے نکال کر اس سے آپ کا شکم چاک کیا اور آپ کا جگر نکال کر ہندہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنا کام کر دیا۔ یہ ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر جس نے تمہارے باپ کو قتل کیا تھا۔ ہندہ بہت خوش ہوئی اور اس نے حبشی غلام وحشی کو اپنے تمام زیورات' پاؤں کے کڑے' گلے کا ہار' کانوں کی بالیاں دے دیں اور کہنے لگی کہ مکہ چل کر اور بھی انعامات دونگی اور وحشی کو ساتھ لے کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کے قریب آئی اور اس ظالم عورت نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے ناک اور کان کاٹ لئے اور ان کو اپنے ساتھ مکہ لے گئی اور زیورات کی جگہ شہداء احد کے ناک اور کان کاٹ کر اپنے زیور کی جگہ پہن لئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کو کچا چبانے لگی مگر اللہ اور رسول کے شیر کا جگر ہضم نہ ہو سکا۔ فوراً ہی قے ہو گئی اور جگر ویسے کا ویسا باہر نکل آیا۔ اس ظالم اور سفاک عورت نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کے ٹکڑوں کو دھویا اور اپنے گلے میں ہار بنا کر پہن لیا۔ جب جنگ ختم ہوئی۔ ابوسفیان اپنا لشکر لے کر بھاگ نکلا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی کو حکم دیا کہ وہ جائے اور شہداء میں چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کرے۔ وہ صحابی کافی دیر تک واپس نہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو اس انصاری صحابی کے پیچھے روانہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ انصاری صحابی جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑا ہے اور زاروقطار رو رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا محترم کی لاش مبارک کی بے حرمتی دیکھی تو آپ بھی رونے لگے اور کافی دیر وہاں روتے رہے پھر واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا سارا واقعہ عرض کیا۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے چچا کی لاش کی بے حرمتی کی داستان سن کر

انتہائی غمگین ہو گئے اور فوراً اٹھ کر جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک اپنے پیارے چچا کی نعش پر روتے رہے اور پھر فرمایا۔ مجھے آج تک کسی واقعہ نے اتنا غمگین نہیں کیا جتنا میرے چچا کی شہادت کے واقعہ نے کیا اور پھر فرمایا ایسا دردناک منظر میری نظر سے کبھی بھی نہیں گزرا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سات آسمانوں میں اللہ کا شیر اور رسول اللہ کا شیر لکھا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے "سید الشہداء" کا لقب عطا ہوا ہے۔



جنگِ اُحد میں حضور نبی کریم ﷺ ایک گڑھے میں

جنگِ احد میں حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبر اڑ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ نبی کریم ﷺ کے اردگرد دیوار بنا ہوا تھا اور دشمن کی پوری کوشش تھی کہ نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم ﷺ کے ہمشکل تھے اور لشکر کے علمدار تھے شہید ہو گئے تو شیطان نے جعال بن سراقہ کی آواز میں خبر اڑا دی کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے قتل کی افواہ اور مسلمانوں کی نظروں سے غائب ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہیں۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پورے زور سے پکارا۔

''اے مسلمانو! نبی کریم زندہ ہیں اور صحابہ کے درمیان میں ہیں'' حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر مسلمان اکٹھے ہونا شروع ہو گئے مگر کافروں کو بھی علم ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ کہاں ہیں چنانچہ کفار نے بھی ہر طرف سے ہٹ کر اس طرف پر زور حملہ کر دیا اور بار بار اکٹھے ہو کر حملہ پر حملہ کرتے تھے۔ ایک بار کفار نے بڑے زور شور سے حملہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون مجھ پر جان فدا کرتا ہے۔ آپ کی آواز پر حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ اپنے سات جانثاروں کے ساتھ حاضر ہوئے اور نبی پاک ﷺ پر سب نے یکے بعد دیگرے اپنی جانیں فدا کر دیں اور نبی پاک ﷺ کی طرف دشمن کو بڑھنے نہ دیا۔

اس وقت عتبہ بن بی وقاص نے اٹھا کر ایک پتھر مارا جس سے نبی کریم ﷺ کے

چہرے مبارک پر زخم آیا اور آپ کا ایک دانت مبارک شہید ہوا اور آپ کا نیچے کا ہونٹ مبارک زخمی ہو گیا۔ ایک لعنتی ابن قیمہ نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پر وار کیا۔ اس وار کی شدت سے نبی پاک ﷺ کے سر مبارک پر جو خود تھا اس کے دو حلقے رخسار مبارک میں گھس گئے اور آپ ﷺ ایک گڑھے میں گر پڑے جو ابو عامر فاسق نے اس غرض سے کھودا تھا کہ مسلمان ان میں گریں۔ اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے نیچے اتر کر آپ کو اٹھایا۔ یہاں تک کہ آپ اس گڑھے سے باہر نکل کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے خود کا ایک حلقہ نکالا تو ان کا سامنے کا ایک دانت گر گیا پھر دوسرا حلقہ نکالا تو دوسرا دانت بھی گر گیا۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ جو کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے زخموں سے بہنے والے خون کو چوس کر پی لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ خود بھی ایک صاف کپڑے سے اپنے چہرے مبارک کا خون پونچھ رہے تھے کہ زمین پر نہ گرے۔ اگر نبی کریم ﷺ کا خون زمین پر گر جاتا تو عذاب الٰہی نازل ہو جاتا۔ اس قوم پر جس نے اللہ کے نبی کریم ﷺ کو زخم دیئے۔ اس نازک موقع پر بھی حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے۔

"اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے"۔



نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر سب غم بھول گئے

احد کی لڑائی ختم ہوئی اور کفار مکہ بھاگ نکلے تو نبی کریم ﷺ نے شہدائے کرام کی تدفین فرمائی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے تھے۔ وہ اپنے والد کی نعش مبارک مدینہ منورہ لے گئے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کے حکم پر واپس میدانِ احد میں لا کر دوسرے شہدائے احد کے ساتھ دفنایا گیا۔ شہداء کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ اپنے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ واپس مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں مختلف قبائل کی خواتین اور مرد حضرات نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ بعض خواتین اپنے عزیز و اقارب کے بارے میں دریافت کرتیں تو نبی کریم ﷺ انہیں حالات بتاتے جاتے۔ قبیلہ بنو دینار کی ایک خاتون راستہ میں کھڑی تھی۔ اس کا باپ اور شوہر اور بھائی تینوں میدانِ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ صحابہ نے اسے بتلایا کہ تیرے تینوں عزیز شہید ہو گئے ہیں تو اس نے کچھ پروانہ کی اور بڑی ہمت اور صبر کا مظاہرہ کیا اور پوچھنے لگی کہ میرے نبی کریم ﷺ کیسے ہیں؟ صحابہ نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ خیریت سے ہیں وہ بہادر خاتون کہنے لگی مجھے دکھا دو تاکہ میں اپنی آنکھوں سے اپنے نبی پاک ﷺ کو دیکھ لوں۔ چنانچہ اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس خاتون نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھی۔

یارسول اللہ! كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

یارسول اللہ ﷺ! آپ کے ہوتے ہوئے ہر غم و مصیبت ختم ہے۔

آپ ﷺ نے اس خاتون کیلئے دعا فرمائی۔

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ



دین اسلام کی خاطر جان قربان کرنے والوں کی اولاد پر کرم

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○ (الفرقان، ۷۵۔۷۴)

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا ان کو جنت کا سب سے اونچا محل انعام ملے گا۔ یہ بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی۔

ایمان والوں کی اولاد پر آخرت میں تو اللہ اور رسول ﷺ کا کرم ہوگا۔ دنیا میں بھی ان پر اللہ اور رسول کا کرم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ انصار مدینہ میں سے تھے۔ آپ غزوۂ اُحد میں دین حق کی خاطر شہید ہو گئے تھے۔ آپ کا ایک بیٹا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور نو بیٹیاں تھیں۔ وقت شہادت آپ پر کافی قرضہ تھا اور آپ کا ایک چھوٹا سا کھجوروں کا باغ تھا۔ جب کھجوروں کی فصل تیار ہوئی تو قرض لینے والے آ گئے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قرضہ کی ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ ان قرض لینے والوں میں اکثریت یہودیوں کی تھی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری فصل تیار ہے میں تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا۔ قرض لینے والے کہنے لگے کہ تمہاری فصل تھوڑی ہے ہمارا قرضہ بہت زیادہ ہے تم کس کس کا قرضہ اتارو گے۔ حضرت جابر بن عبداللہ پریشان ہو

گئے اور تاجدارِ مدینہ' امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ! میرے والد صاحب بہت سا قرضہ چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میری نو بہنوں کیلئے ایک خوشہ کھجور کا نہ بچے اور قرضہ اتر جائے مگر قرضہ زیادہ ہے اور کھجوریں کم ہیں کیا کروں۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی کھجوروں کی قسم کے حساب سے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگاؤ اور اپنے قرض لینے والوں کو بھی بلا لو اور پھر مجھے اطلاع کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق علیحدہ علیحدہ ڈھیریاں لگا دیں اور قرض خواہ بھی آ گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اطلاع بھجوائی۔ سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے تو قرض خواہ نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر اور بھڑک اٹھے اور کہنے لگے کہ اے جابر رضی اللہ عنہ تم نے ہمارے اوپر رعب ڈالنے کیلئے اپنے نبی کریم ﷺ کو بلایا ہے۔ اب ہم سارا قرضہ لئے بغیر جانے والے نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دل میں کہنے لگے۔

محمد مصطفیٰ آئے بہاراں مسکرا پیاں
فضاواں پھول برسائے' ہواواں مسکراپیاں

حضور نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے اردگرد سات بار چکر لگائے اور پھر اس ڈھیر پر بیٹھ گئے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے قدموں کی طرف سے تولنا شروع کرو اور ایک ایک قرض خواہ کو بلا کر اس کو اس کے حساب سے ادائیگی شروع کرو۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے باری باری تول کر تمام قرض خواہوں کو ان کے تمام قرض کی ادائیگی کی وہ لوگ اپنا اپنا حصہ لے کر چلتے بنے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ تمام کھجوریں ویسے کی ویسے پڑی ہیں۔ ایک دانہ بھی کم نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے جابر رضی اللہ عنہ اپنی بہنوں کیلئے بھی یہ سب کچھ لے جاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یارسول اللہ!

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور کی بندہ پروری ہے

غزوۂ خندق

غزوۂ خندق کو غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ غزوہ ماہ ذیقعد سنہ ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا و مولیٰ نبی آخرالزمان سیدالمرسلین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے بہا معجزات عطا فرمائے۔ اس غزوہ نے کفار مکہ اور یہودیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اسلام کو اپنے محبوب ﷺ کے ذریعے پورے عرب پر غالب کر دیا۔ غزوۂ خندق میں قریش مکہ اور عرب کے دوسرے قبائل کے علاوہ خیبر کے یہودیوں کی فوج ملا کر ۱۲ ہزار سے زائد لشکر تھا جس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی۔

حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے فضل و کرم سے جانتے تھے کہ یہود اور مشرکین اور کفار مکہ اکٹھے ہو کر کسی وقت بھی مدینہ پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ آپ نے یہودیوں اور کفار مکہ کی چالوں سے آگاہ کرنے کیلئے مختلف صحابہ کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی جو وقتاً فوقتاً نبی کریم ﷺ کو دشمنان اسلام کی چالوں اور پروگرام سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ کفار مکہ اور یہود مل کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے والے ہیں تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور جنگ کیلئے مشورہ طلب فرمایا۔ ہر صحابی نے اپنی اپنی رائے عرض کی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو کہ فنون حرب سے بخوبی واقف تھے۔ عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ!

فارس اور بلاد عجم میں جب کوئی بڑا لشکر کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس شہر کے

باشندے کھلے میدان میں جنگ لڑنے کے قابل نہیں ہوتے تو اپنے شہر کے اردگرد خندق کھود لیتے ہیں اور اس طرح وہ شہر اور وہاں کے باشندے اپنے دشمن سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ میری رائے تو یہی ہے کہ ہم مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھود لیں اور شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور حضور نبی کریم ﷺ کو جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تجویز بہت پسند آئی اور مدینہ منورہ کے جو گوشے کھلے تھے وہاں پر خندق کھودنے کی تیاری شروع کردی۔ مدینہ منورہ کے بعض گوشے عمارتوں کی وجہ سے محفوظ تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب العزت کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے جناب عبداللہ بن اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور مہاجرین کا علم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اور انصار مدینہ کا علم جناب اسد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور تین ہزار کی فوج کے ساتھ مدینہ سے باہر نکل کر کوہ سلع کے میدانی حصہ میں چھاؤنی قائم فرمائی اور اس پہاڑ کو مسلمانوں کی پشت پر رکھ کر اپنے عقب کے دفاع کو مضبوط کیا۔ پھر ان مقامات کا ملاحظہ فرمانے کیلئے آپ ﷺ تشریف لے گئے جہاں جہاں خندق کی اشد ضرورت تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کھودنے کی ایک حد مقرر فرمائی اور مختلف صحابہ کو مقرر فرمایا۔ ہر دس صحابہ کو خندق کھودنے کیلئے چالیس گز زمین حصہ میں آئی جو گھر خندق کے قریب واقعہ تھے وہ عورتوں اور بچوں سے خالی کروا لئے گئے اور خندق کے قریب بھاری تعداد میں پتھر بھی جمع کر لئے تا کہ بوقت ضرورت کام آ سکیں۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود بھی خندق کھود رہے تھے۔ کھدائی کے دوران ایک بہت بڑا پتھر نکل آیا جو کسی سے بھی ٹوٹنے کا نام نہ لیتا تھا۔ مختلف صحابہ نے زور آزمائی کی مگر پتھر جوں کا توں تھا۔ صحابہ تنگ آ کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم چلو میں خود اس کو دیکھتا ہوں۔

جنگِ خندق کے پتھر کی چنگاریاں فارس روم اور صنعاء کے محلات پر گریں۔

نبی کریم ﷺ خندق میں نمودار ہونے والے بڑے پتھر کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال پکڑا۔ دوسرے صحابہ خندق کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پتھر پر کدال کا وار کیا تو وہ پتھر پھٹا اور اس کے اندر سے اتنی تیز روشنی نکلی جس سے مدینہ منورہ اس طرح روشن ہو گیا کہ ہر گلی اور کوچہ نظر آنے لگا۔ یہ روشنی دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے نعرہ تکبیر فرمایا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے جواب میں فرمایا اللہ اکبر۔

پھر آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی تو اس بار بھی اس پتھر سے روشنی ظاہر ہوئی آپ ﷺ نے پھر نعرہ تکبیر فرمایا صحابہ نے پھر اللہ اکبر کہا پھر آپ ﷺ نے تیسری کاری ضرب لگائی اس مرتبہ بھی اس پتھر سے روشنی ظاہر ہوئی آپ ﷺ نے پھر نعرہ تکبیر فرمایا۔ صحابہ نے پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری کاری ضرب لگائی اس مرتبہ بھی اس پتھر سے روشنی ظاہر ہوئی تو آپ ﷺ نے نعرہ تکبیر فرمایا۔ صحابہ نے پھر اللہ اکبر کہا اور وہ پتھر پاش پاش ہو گیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ منظر جو ہم نے دیکھا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے دوسرے صحابہ سے فرمایا۔ اے صحابہ! کیا تم نے بھی وہ منظر دیکھا جو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔ تمام صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے بھی وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

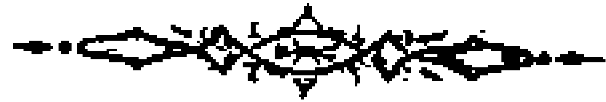
تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں نے پہلی ضرب لگائی اور اس سے جو روشنی نمودار ہوئی اس روشنی میں، میں نے کسریٰ کی مملکت فارس سے حیرہ شہر کے محلاّت کو دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ آپ کی امت اس پر غالب آئے گی۔ پھر دوسری ضرب لگائی اس سے جو روشنی ظاہر ہوئی اس میں، میں نے شام کے سرخ محلات کو ملاحظہ فرمایا۔ جناب جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ آپ کی امت یہاں بھی غالب آئے گی۔ پھر تیسری ضرب کے نتیجہ میں جو روشنی نکلی۔ اس میں، میں نے

صنعاء کے محلات کو دیکھا تو جناب جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ آپ کی امت یہاں بھی غالب آئے گی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن میں واقع کسریٰ کے سفید محل کے بارے میں اس کی ایک ایک صفات وخصوصیات بیان فرمائیں تو جناب سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے جو ارشاد فرمایا بالکل ایسا ہی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں۔

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل

اور سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ



غزوۂ خندق میں علم غیب مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی اور ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام علوم عطا فرمائے ہیں اور خاص طور پر علم غیب بھی عطا فرمایا ہے۔ سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۷۹ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

سورۂ ہود آیت نمبر ۴۹ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے تو صبر کرو بے شک بھلا انجام پرہیزگاروں کا۔

غزوۂ خندق تقریباً ستائیس روز جاری رہی۔ کفار مکہ نے مدینہ طیبہ کو گھیرا ہوا تھا

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد فتح میں ظہر کی نماز ادا فرمائی اور پھر مسجد ہی میں تشریف فرما رہے کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب ﷺ کی یہ ادا بڑی پسند آئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ آندھی اور زلزلہ لے کر جاؤ اور دشمنان اسلام کے خیموں کو اوندھا کر دو (الٹا دو) حضور نبی کریم ﷺ نے جناب جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو صحابہ کو ارشاد فرمایا۔ خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی مدد آن پہنچی۔

اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ پر سخت سرد اور تیز ہوا کا طوفان نازل کیا کہ اس ہوا کی سردی کا احساس خندق کی دوسری طرف مسلمانوں کو بھی ہوا۔ اتنی تیز سردی تھی کہ رگوں میں خون جم رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ تہجد کے نوافل ادا فرمانے کے بعد صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کون ہے جو جا کر دشمن کی خبر لائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا ساتھی بنائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ یمانی عرض کرنے لگے یارسول اللہ میں حاضر ہوں مگر ساتھ ہی عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھے سخت سردی محسوس ہو رہی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک ان کے سینے' کمر اور کندھوں پر پھیرے اور دعا فرمائی یااللہ! حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت فرما اوپر سے نیچے سے' آگے سے پیچھے سے اور شمال سے اور جنوب سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا جسم گرم ہو گیا اور سردی کا احساس بھی ختم ہو گیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ چلنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا قوم قریش میں جاؤ اور حالات کا جائزہ لے آؤ اور کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔ نہ دست درازی کرنا۔ یہاں تک کہ تم واپس میرے پاس چلے آؤ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کی نصیحت کو ذہن نشین کیا اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لئے اور خندق کو عبور کر کے دشمن کے خیموں میں چلے گئے۔ انتہائی تاریکی تھی اور سخت سردی میں آپ دشمن کے حالات کو دیکھنے لگے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں فتح کی دعا مانگی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ! اللہ آپ کو فتح دے گا اور کفار پر آسمان سے سنگباری ہوگی اور شدید طوفان ان پر آئے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں دشمن کے خیموں میں پہنچا تو دیکھا کہ انتہائی سرد ہوا دشمن کے لشکر میں گھس چکی تھی اور ان کے چولہے ٹھنڈے پڑ گئے تھے اور دشمن اسلام سخت سردی کی وجہ سے پریشان تھا۔ اتنے میں طوفان کے دوران دشمن پر آسمان سے پتھر برسنے لگے اور دشمن اپنی ڈھالوں سے اپنا بچاؤ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ چلتے چلتے ابوسفیان کے خیمے میں پہنچ گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ابوسفیان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قریب ہوا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کے سردار کو قریب دیکھ کر اس پر وار کرنے لگے مگر اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یاد آ گئی اور آپ نے تلوار پر سے ہاتھ اٹھالیا۔

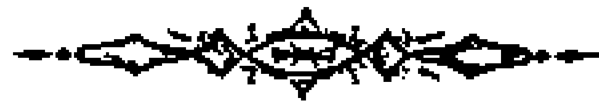
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان سے آمنا سامنا ہوسکتا ہے۔ اسی واسطے چلتے وقت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دشمن کی دیگوں کے سرپوش اڑ چکے تھے اور خیمے اکھڑ چکے تھے۔ آگ کے بگولے انہیں اڑا کر لے جا رہے تھے۔ دشمن کے گھوڑے اپنے ہی لشکر کو روندنے لگے تھے۔ بھاگتے پھرتے تھے۔ عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ اوپر آسمان سے برسنے والے پتھروں نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی۔ دشمن اسلام دل چھوڑ بیٹھے تھے اور دشمن بھاگنے کا پروگرام بنا رہا تھا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کے حالات سے آگاہی پانے کے بعد واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے۔ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قریب بلایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دشمن کے تمام حالات بیان کئے اور جب یہ عرض کیا کہ ابوسفیان اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر بھاگ گیا ہے اور دوسرے لوگ بھاگنے میں مصروف ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مسکرائے اور آپ کے دندان مبارک کے نور نے ہر طرف روشنی کر دی۔ تمام صحابہ نے دیکھا کہ وہ جگہ نور کی طرح روشن ہو رہی ہے۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور تمام حالات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیے تو ان کو پھر سے سردی کا احساس ہونے لگا اور تھکاوٹ کا بھی احساس ہونے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہیں اپنے قریب بلایا اور اپنے کمبل مبارک کا ایک کونہ ان پر ڈال دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لیٹ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھ دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سینے سے لگنے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو عجیب سا سرور حاصل ہوا اور سکون کا احساس ہوا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو اپنے سینے سے لگا کر گہری نیند سو گئے یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیدار کیا اور فرمایا اے بہت سونے والے اٹھ جا۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی



غزوۂ خندق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت

بدر اور احد کی لڑائیوں میں کفار مکہ کی خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طریقہ سے جناب محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے تا کہ دین اسلام ترقی کرنے سے رک جائے اور احد کی لڑائی میں ابوسفیان اور ہندہ دونوں نے بڑی کوشش کی کہ محمد ﷺ کو قتل کیا جائے مگر اللہ تعالیٰ نے تمام لشکر کفار کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اور اپنے حبیب اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی مکمل حفاظت کی اور کفار ذلیل وخوار ہو کر واپس پلٹ گئے۔

احد کے میدان سے واپس آنے کے بعد کفار مکہ خاص طور پر ابوسفیان اور اس کی بیوی ہندہ جنگی تیاریوں میں لگے رہے۔ اس دوران انہوں نے عرب کے مشہور جنگجو اور بہادر عمرو بن عبدود سے رابطہ قائم کیا۔ یہ کرائے کا قاتل تھا اور ایک ہزار آدمی پر بھاری تھا۔ جنگی آلات کو تیزی سے استعمال کرنے میں مشہور تھا۔ اس کا ایک قصہ بڑا مشہور ہے کہ یہ ایک دفعہ تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ مال لے کر تجارت کی غرض سے ملک شام جا رہا تھا۔ قریش کے تاجر بھی اس جماعت میں شامل تھے۔ راستہ میں ایک ہزار ڈاکوؤں نے اس جماعت کا راستہ روک لیا اور مال لوٹنے کا قصد کیا۔ تمام تاجر اپنی جانوں اور مال سے مایوس ہو گئے تھے۔ اسی دوران عمرو بن عبدود نے نیام سے تلوار نکالی اور بڑی تیزی سے ڈاکوؤں پر حملہ آور ہوا اور اس تیزی سے ڈاکوؤں کو گاجر اور مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیا۔ ڈاکو گھبرا گئے اور بھاگ نکلے۔ عمرو بن عبدود پورے عرب میں مشہور و معروف ہو گیا۔

عمرو بن عبدود جنگِ بدر میں کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے آیا تھا مگر ایک کاری زخم کھانے کے بعد میدان سے بھاگ نکلا تھا اور جنگِ احد میں کسی وجہ سے شامل نہ ہو سکا تھا۔ غزوۂ خندق میں اسے بطور خاص بلایا گیا تھا۔ اب یہ چاہتا تھا کہ پچھلی خامیوں کی تلافی کر کے پھر سے اپنی بہادری اور شجاعت میں نام پیدا کرے۔

خندق ایک جگہ سے تنگ تھی۔ کافروں کے سرکردہ افراد جن میں عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابوجہل، اضرار بن خطاب، نوفل بن عبداللہ اور ہبیرہ بن ابی وھب نے اپنے گھوڑوں کیریڑ لگائی اور وہ خندق کو عبور کر کے دوسری طرف پہنچ گئے اور باقی کافروں نے خندق کی دوسری طرف صفیں باندھ لیں اور لڑائی کیلئے تیار ہو گئے۔

خندق عبور کرنے کے بعد عمرو بن عبدود للکارا۔

ھل مبارر یا محمد ﷺ۔ اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے لڑائی کی اجازت طلب کی لیکن حضور اقدس ﷺ خاموش رہے۔ ہر صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے لیکن آپ خاموش تھے۔ کسی کو بولنے کی جرأت نہ تھی کیونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ تو اپنی مرضی سے گفتگو نہیں فرماتے۔ قرآن کریم سورۃ النجم میں فرما رہا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

اور وہ (محمد ﷺ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کیوں خاموش ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار فرما رہے ہیں۔

اتنے میں عمرو بن عبدود نے پھر للکارا۔ **ھل مبارز یا محمد** ﷺ۔ ہر طرف خاموشی ہے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے حکم دیں میں اس کتے کا منہ بند کر دوں، لیکن اللہ کا محبوب سید المرسلین پھر خاموشی اختیار کئے ہیں لیکن حقیقت کیا ہے کہ اللہ کے تمام ملائکہ عمرو بن عبدود پر لعنت

ڈال رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ذرا دم لے ابھی موت تیرے سر پر وارد ہونے والی ہے۔

مسلمانوں کی طرف سے خاموشی پر اللہ کے دشمن عمرو بن عبدود نے پھر للکارا۔"ھل مبارز یا محمد ﷺ اور کہنے لگا۔

کیا تم میں کوئی مرد نہیں جو میدانِ جنگ میں مردوں کے مقابلہ پر آئے۔ اس بار بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کا شیر بول اٹھا یارسول اللہ! مجھے حکم دیں میں اس بدبخت کی گردن اس کے بدن سے جدا کر دوں۔ اس سے پہلے کہ اللہ کا رسول ﷺ جواب دیتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ کی مدد اللہ کے رسول اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ آپ اپنے ہاتھ سے علی رضی اللہ عنہ کو تیار کیجئے اور میدانِ جنگ میں بھیجیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب بلایا اور اپنی خاص زرہ پہنائی۔ اپنا عمامہ مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر پہنایا اور اپنی تلوار ذوالفقار عطا فرمائی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا علی رضی اللہ عنہ آج میرے دین کی عزت تیرے ہاتھ میں ہے۔ جاؤ میدانِ جنگ میں اللہ اور اس کے رسول کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے سرور میں سرفروشانہ انداز میں میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے سر مبارک سجدے میں رکھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اے اللہ آج میں نے مکمل ایمان کو کُل کفر کے مقابلہ میں بھیجا ہے۔ یااللہ! میرے علی کی لاج رکھنا۔ اے اللہ! میرے علی کو فتح عطا فرما۔ میرے علی کی فتح تیرے دین کی فتح ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سواری نہ تھی۔ آپ پیادہ عمرو بن عبدود کی طرف بڑھے۔ وہ بدبخت گھوڑے پر سوار تھا۔ جب وہ بدبخت آپ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا اے عمرو! میں تجھے دو باتوں کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا کہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

عمرو بن عبدود نے بڑے غرور سے کہا کہ مجھ سے اس بات کی امید نہ رکھ۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مسلمانوں سے جنگ بند کر اور واپس چلا جا۔

عمرو بن عبدود کہنے لگا کہ یہ ناممکن ہے کہ میں اپنی نذر کو پورا کئے بغیر واپس چلا جاؤں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سے نذر؟

عمرو بن عبدود کہنے لگا کہ بدر کی جنگ میں مجھے مسلمانوں نے ایک سخت زخم لگایا تھا اور میں بھاگ گیا تھا۔ اس وقت میں نے نذر مانی تھی کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہیں لے لوں گا اپنے جسم پر تیل نہیں ملوں گا۔ عمرو بن عبدود کی بات سن کر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیار ہو جا اب میرا تیرا مقابلہ ہوگا۔

عمرو بن عبدود نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی۔ اس کی صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ اس نے کہا تو مجھے جانتا نہیں میں عمرو بن عبدود ایک ہزار پر بھاری ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو مجھے نہیں جانتا۔ میں اللہ کا شیر ہوں۔ یہ سن کر عمرو بن عبدود کی آنکھوں میں خوف کے سائے جھلکنے لگے کیونکہ ایک رات قبل اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شیر نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اس نے اپنا ڈر اور خوف ظاہر نہ ہونے دیا اور یکبارگی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا۔

عمرو بن عبدود نے تلوار کا وار کیا جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال پر روکا۔ وار اتنا شدید تھا کہ اس نے ڈھال کو کاٹ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خود پر لگا جس کا اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر پہنچا۔ اس حملہ کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار ذوالفقار کا ایک کاری وار کیا اور اس دشمن اسلام کا سر تن سے جدا کر دیا۔

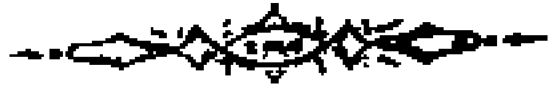
اس لڑائی کے دوران گرد و غبار اٹھا کسی کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہر طرف خاموشی چھائی تھی۔ کفر کے ساتھ مکمل ایمان کی لڑائی تھی جو بھی جیت جاتا اس کے دین کی فتح ہوتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بات کا علم تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کو

سجدے میں رکھے علی المرتضیٰ شیر خدا کی فتح و کامرانی کیلئے دعا فرمارہے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اچانک دیکھا کہ گرد و غبار سے علی المرتضیٰ نکل رہے ہیں اور تلوار ذوالفقار پر عمرو بن عبدود کا سر اٹھا رکھا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوشی و مسرت کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر سنکر چہرہ مبارک اٹھایا۔ اتنے میں علی رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دشمن اسلام کا سر آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو چوم لیا اور علی رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ

آج میرے علی رضی اللہ عنہ کی نیکی قیامت تک میری امت کے اعمال پر بھاری ہے۔

یا علی رضی اللہ عنہ!

تمہیں ختم رسل کی نیابت ہے
تمہیں کون و مکان کی حمایت ہے
تیرے گھر میں نشان شہادت ہے
تمہیں سارے جہاں کی امامت ہے



غزوۂ خندق

کھجوروں میں برکت

جن دنوں خندق کھودی جا رہی تھی۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور خندق کی کھدائی کی نگرانی فرما رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک صحابی حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد کی بیٹی آپ کے قریب سے گزر رہی تھی اور اسکے ہاتھوں میں کوئی چیز تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی ادھر آؤ۔ وہ بچی آپ ﷺ کے پاس آ گئی اور سلام پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ بیٹی تمہارے ہاتھوں میں کیا ہے۔ عرض کرنے لگی یارسول اللہ! چند کھجوریں ہیں۔ امی جان نے دی ہیں کہ جا کر اپنے والد اور ماموں کو دے آؤ' تاکہ وہ ناشتہ کرلیں۔ آپ نے فرمایا لاؤ وہ کھجوریں مجھے دو۔ بچی نے وہ کھجوریں آپ کے ہاتھ مبارک پر رکھ دیں۔ پھر آپ نے فرمایا بیٹی اپنی چادر پھیلاؤ۔ بچی نے چادر کو پھیلایا اور آپ ﷺ نے وہ کھجوریں اس چادر میں ڈال دیں اور کھجوروں کے اوپر کپڑا ڈال دیا اور ایک صحابی سے فرمایا: جاؤ خندق کھودنے والے تمام صحابہ کو بلا لاؤ۔ وہ صحابی چلے گئے اور تمام صحابہ کو نبی پاک ﷺ کا حکم سنایا۔ تمام صحابہ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا اس جھولی میں سے کھجوریں نکالتے جاؤ اور کھاتے جاؤ۔ تمام صحابہ نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں اور پیٹ بھر کر خوب کھائیں اور واپس جا کر خندق کھودنے لگے مگر کھجوریں ویسی کی ویسی موجود تھیں۔

کیا خوب فرمایا ہے:

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ضیافت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سے تھے۔ آپ کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے۔ خندق کی کھدائی کے دوران ایک بڑا پتھر نمودار ہوا جو کسی صحابی سے نہ ٹوٹا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ضربوں میں توڑ دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پتھر پر ضرب لگا رہے تھے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک سے کرتہ اوپر اٹھ گیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر تین پتھر بندھے ہوتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے فاقہ سے ہیں اور سخت پریشان ہو گئے اور اپنے گھر چلے گئے اور اپنی بیوی سے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ کی بیوی کہنے لگی کہ ہمارے گھر میں بکری کا ایک بچہ ہے جس سے تمہارے دونوں بیٹے بہت پیار کرتے ہیں اور کھیلتے ہیں اور ایک صاع جو کا آٹا موجود ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں کھانا کھائیں۔ آپ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔ چنانچہ آپ نے اپنے جھوٹے چھوٹے بیٹوں کے سامنے بکری کا بچہ ذبح کیا اور گوشت کی بوٹیاں بنا کر بیوی کو دیں اور کہا کہ تم کھانا تیار کرو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ خندق پر تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ! میری بیوی نے تھوڑا سا کھانا پکایا ہے' آپ کرم فرمائیں اور میرے گھر تشریف لے چلیں مزید عرض کیا۔

یارسول اللہ!

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا جابر رضی اللہ عنہ کھانے کی مقدار کتنی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! بکری کا ایک چھوٹا بچہ اور ایک صاع جو کا آٹا ہے۔ آپ نے فرمایا گھر جا کر اپنی بیوی سے کہو کہ وہ دیگ کو چولہے سے نہ اتارے اور آٹا گوندھ کر تیار رکھے اور میں آؤں تو پھر تنور میں روٹیاں لگائے۔ میرے آنے سے پہلے روٹیاں نہ لگائے۔ یہ فرما کر نبی کریم ﷺ نے تمام خندق کھودنے والے صحابہ کو آواز دی اور فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تم سب کیلئے کھانا تیار کیا ہے لہٰذا سب تیار ہو جائیں اور کھانا جابر کے ہاں کھائیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ جلدی جلدی گھر پہنچے اور اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ نبی پاک ﷺ نے تمام صحابہ کو دعوت دے دی ہے۔ آپ کی اہلیہ کہنے لگی کہ آپ نے کھانے کی مقدار نبی کریم ﷺ کو بتلا دی ہے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں نے سب کچھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کر دیا ہے۔ اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا کہ اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں، ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

کچھ دیر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ تمام صحابہ کے ساتھ تشریف لے آئے اور دیگ کا ڈھکن اٹھا کر اس میں اپنا لعاب دہن پاک ملایا۔ پھر آٹے میں اپنا لعاب دہن پاک ملایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور کھانے میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم دیا کہ اب تنور میں روٹیاں لگائی جائیں۔

جب روٹیاں تیار ہو جاتیں تو آپ ﷺ دس دس صحابہ کو بٹھاتے اور ایک بڑی پرات میں ان کیلئے سالن ڈالتے۔ وہ دس صحابہ کی جماعت پیٹ بھر کر کھانا کھاتی اور اٹھ کر چلی جاتی۔ پھر دوسرے دس صحابہ حاضر ہوتے اور کھانا کھاتے اسی طرح تقریباً ایک ہزار صحابہ نے کھانا تناول فرمایا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گوشت والی دیگ

ویسی کی ویسی بھری رہی اور آنے والا برتن بالکل بھرا رہتا اور چند آدمیوں کا کھانا نبی پاک ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے ایک ہزار آدمیوں سے ختم نہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تمام صحابہ کھانا کھا کر واپس خندق کھودنے کیلئے چلے گئے تو دیکھا کہ سالن والی دیگ بالکل بھری ہے اور آٹے والی پرات ویسی کی ویسی بھری ہے۔

شہنشاہوں ' ملک ' جن و بشر اور اولیاء اللہ
تیرے ٹکڑوں پہ ہے سب کا گزارا یارسول اللہ



مردے زندہ کرنا

فوت شدہ لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنا انبیاء کرام کی سنت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کرنے کے بعد اللہ کے حکم سے دوبارہ زندہ کیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام ایک سو سال کے بعد دوبارہ زندہ کئے گئے اور آپ کے گدھے کو آپ کی آنکھوں کے سامنے زندہ کیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ لوگوں کو اللہ کے اذن سے زندہ کیا کرتے تھے۔

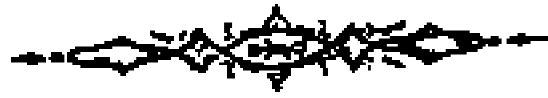
ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ تمام سابقہ انبیاء کی صفات کا مجموعہ ہیں اور پہلے انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے جو معجزات عطا فرمائے۔ ہمارے آقا و مولیٰ اور اپنے حبیب جناب محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام انبیاء کے معجزات جیسے معجزات بھی عطا فرمائے اور کئی ایسے معجزات بھی عطا فرمائے جو پہلے انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو بھی عطا نہ ہوتے تھے جیسا کہ غروب شدہ سورج کو واپس لوٹانا۔ چاند کے دو ٹکڑے کرنا۔ معراج کا معجزہ اور سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم کہ تا قیامت یہ جیتا جاگتا معجزہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو عطا ہوا۔

فوت شدہ لوگوں کو بھی ہمارے نبی کریم ﷺ نے زندہ فرمایا۔ ان میں جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے دو بچوں کو بعد از موت نبی کریم ﷺ نے زندہ کیا۔

بعض کتب سیرت مصطفیٰ ﷺ میں ان بچوں کو غزوۂ خندق کے موقع پر زندہ کیا گیا

لیکن حقیقت میں یہ غزوۂ خندق کے بعد کا واقعہ ہے کیونکہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جنگِ احد کے بعد شادی کی غزوۂ اُحد ہجرت کے تیسرے سال اور غزوۂ خندق ہجرت کے پانچویں سال لڑی گئی۔

مردوں کو زندہ کرنا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اور ہر ایمان والے کا ان معجزات پر ایمان کامل ہے۔



حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بچوں کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی

ایک بار حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں۔ آپ کی اہلیہ نے کہا کہ ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جس کے ساتھ ہمارے دنوں بیٹے کھیلتے ہیں اور ایک صاع جو کا آٹا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں کے سامنے بکری کا بچہ ذبح کیا اور گوشت کی بوٹیاں کر کے اپنی بیوی کو پکانے کیلئے کہا اور کہنے لگے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتا ہوں اور آپ کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور کھانے کی دعوت پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کو قبول فرمایا اور اس وقت مسجد نبوی شریف میں جتنے صحابہ موجود تھے۔ سب کو جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت میں شریک فرمایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تشریف لا رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئیں اور گھر میں خوشبودار پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ اس دوران ان کے بڑے بیٹے نے اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ تمہیں بتلاؤں۔ ہمارے ابا نے بکری کا بچہ کیسے ذبح کیا۔ دونوں بھائی چھری لے کر چھت پر

چلے گئے اور بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو چھت پر لٹا کر گلے پر چھری چلا دی اور اسے ذبح کر دیا۔ چھوٹے بھائی کو ذبح کرنے کے بعد وہ پریشانی کے عالم میں بھائی کی نعش کے پاس کھڑا تھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بچوں کو تلاش کرتی ہوئی چھت پر آئی تو دیکھا کہ چھوٹا بیٹا ذبح ہوا پڑا ہے اور بڑے بیٹے کے ہاتھ میں چھری ہے جس کو خون لگا ہوا ہے۔ وہ پریشانی کے عالم میں بول اٹھی کہ یہ کیا کیا تم نے اور بڑا بیٹا اپنی والدہ کی آواز سن کی گھبراہٹ کے عالم میں پیچھے ہٹا اور چھت سے نیچے گرا جس سے اس کی گردن کا منکا ٹوٹ گیا اور وہ بھی فوت ہو گیا۔

ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لا رہے ہیں اور ادھر دونوں بچے موت کے منہ میں چلے گئے۔ عجیب پریشانی کا عالم بن گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ صابر عورت تھی۔ وہ اپنے آپ سے کہنے لگی کہ اگر بچوں کے فوت ہونے کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا نہیں کھائیں گے کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پچھلے دو دن سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس نے دونوں بچوں کی نعشوں کو اٹھایا اور گھر کے پچھلے کمرہ میں لے جا کر چارپائی پر لیٹا دیا اور اوپر چادر ڈال دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ دونوں بچے سو رہے ہیں اور بڑے صبر اور حوصلہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھانے کے لئے بیٹھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کھانا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے فرمائیں کہ اپنے دونوں بیٹوں کو بلائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھائیں آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے بغیر کھانا نہیں کھانا۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے دونوں بیٹوں کو بھی لے آئیں۔ ہم ان کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ گھر میں گئے اور اپنی

بیوی سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں تو ان کی بیوی کہنے لگی کہ کھیلنے کیلئے باہر نکلے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارش کی کہ یارسول اللہ! بچے گھر سے باہر گئے ہیں۔ آپ کھانا تناول فرمائیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر! ہمیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کھانا بچوں کے ساتھ ہی کھایا جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دوبارہ اپنی اہلیہ کے پاس گئے اور بچوں کے بارے میں پوچھا تو وہ صابرہ خاتون حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو گھر کے پچھلے کمرہ میں لے گئی اور رونے لگی اور روتے روتے اس نے بچوں کی نعشوں پر سے کپڑا ہٹایا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے۔ بچوں کو مردہ حالت میں دیکھ کر پورے گھر میں ان دونوں میاں بیوی کے رونے کی آوازوں نے ماحول انتہائی سوگوار کر دیا۔ ہر صحابی پریشان تھا کہ ان لوگوں کو کیا ہوا۔ اتنی شدت سے رو رہے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد یہ دونوں میاں بیوی روتے روتے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر گئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بچوں کے مرنے کا واقعہ عرض کیا تو ہر صحابی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بے قرار ہو کر رونے لگے۔ اتنی دیر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ ان بچوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اللہ کے حضور دعا فرمائیں۔ اللہ زندگی دینے والا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے پاس تشریف لے گئے اور جس بچے کی گردن کا منکا ٹوٹا تھا اس کی گردن پر اپنا رحمت والا ہاتھ پھیرا اور جس بچے کی گردن چھری سے کٹی ہوئی تھی۔ اس کی شہ رگ کو آپس میں جوڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور دونوں بچے زندہ ہو گئے اور پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لے کر کھانے والے کمرہ میں تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا۔

آج کے جدید دور میں امریکہ اور انگلستان کے پڑھے ہوئے ماہر سے ماہر سرجن بھی ٹوٹا ہوا منکا نہیں جوڑ سکتے اور نہ ہی کٹی ہوتی شہ رگ جوڑ سکتے ہیں۔ یہ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ کٹی ہوئی شہ رگ اور ٹوٹا ہوا منکا جوڑ دیا اور اللہ نے بچوں کو زندہ

بھی کردیا۔

یہ تو کرم بس ان کا کرم ہے
ان کے کرم کی بات نہ پوچھ

....

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ



مُردہ لڑکی قبر میں سے یارسول اللہ ﷺ پڑھتی باہر نکل آئی

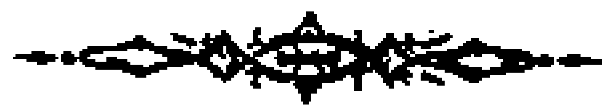
مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ! میری بیٹی فوت ہوگئی ہے۔ اگر آپ اسے زندہ کر دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ سید المرسلین ﷺ صحابہ کے ساتھ اس شخص کو ہمراہ لے کر اس کی بیٹی کی قبر پر تشریف لے گئے اور قبر پر کھڑے ہو کر اس لڑکی کی آواز دی تو وہ لڑکی

لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ: میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں یارسول اللہ کہتی ہوئی قبر سے باہر آ گئی۔

یہ معجزہ دیکھ کر وہ شخص اور اس کے قبیلہ کے لوگ ایمان لے آئے۔

محمد سرِ وحدت ہیں کوئی رمز ان کو کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے



نبی کریم ﷺ نے اپنے والدین کریمین کو زندہ کیا

ہجرت کے دسویں سال حضور نبی کریم ﷺ نے حج ادا فرمایا۔ اس حج کو حجۃ الوداع بھی کہا جاتا ہے۔ حجۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد سید المرسلین ﷺ مدینہ طیبہ واپس جاتے ہوئے اپنے والدین کی قبروں کے نزدیک سے گزرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہاں قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی کہ یا اللہ! میرے والدین کو زندہ فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا۔ دونوں حضرات مقدسہ اپنی اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائے اور نبی کریم ﷺ کا کلمہ توحید و رسالت لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھا اور نبی کریم ﷺ کی رسالت و نبوّت کی شہادت دی۔ اشھدان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد رسول اللّٰہ پڑھا۔ پھر اپنے لخت جگر اور انبیاء کے سردار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کیا اور مقامِ صحابیت حاصل کیا اور دوبارہ وصال فرمایا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے والدین کریمین کو ان کی قبروں میں دفن کیا۔

حافظ شمس الدین دمشقیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی اور ہمارے آقا و مولیٰ سید ابرار ﷺ کو فضیلت پر فضیلت عطا فرمائی کیونکہ اللہ رحمان اور رحیم ہے اور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کو نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کیلئے زندہ فرمانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ یہ فضیلت اعلیٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کے والدین زندہ ہوں اور وہ اپنے بیٹے کا دیدار مبارک کر کے مقام علیین

حاصل کر سکیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ ﷺ کے والدین کریمین طیبین کو زندہ فرمایا اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول فرمایا اور ایمان کی شہادت کے بعد پھر واصل بحق ہوئے اور خود نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے والدین کو ان کی قبروں میں اتارا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے والدین کو قبروں میں اتارنے میں مددگار تھے۔



نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے کی کامل دلیل

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا کہ سنہ ہجری جس میں حج فرض ہوا۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے گا۔ اس وقت سنہ ۱۴۲۷ ہجری اور ۲۰۰۷ عیسوی میں ہر مسلمان جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہے' یہ جانتا ہے کہ مکۃ المعظمہ کی حدود اور مدینہ منورہ کی حدود میں کافر و مشرک و ہندو سکھ کا داخلہ ممنوع ہے۔ جدہ سے مکہ معظمہ جائیں تو مکہ شہر کی حدود شروع ہونے سے پہلے سڑک کے اوپر ایک بورڈ لکھا ہوا ملتا ہے کہ غیر مسلمان یہ راستہ اختیار کریں صرف مسلمان مکہ شہر کی حدود میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس طرح مکہ سے یا الریاض سے مدینہ طیّبہ آئیں تو مدینہ شہر کی حدود شروع ہونے سے پہلے ہی سڑک پر بورڈ لگا ہوا ملتا ہے جس پر تیر کے نشان بنے ہوتے ہیں ایک پر لکھا ہے کہ مدینہ طیّبہ میں صرف مسلمان ہی داخل ہو سکتے ہیں۔

غیر مسلم زندہ یا مردہ وہ کسی بھی حالت میں مکہ یا مدینہ طیّبہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ سعودی عرب کی حکومت نے مقام ابوا پر سڑک کی تعمیر کے دوران نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کی قبروں کو کھول کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے جسد مبارک کو مدینہ طیّبہ کے قبرستان جنت البقیع شریف میں منتقل کیا۔ اگر خدانخواستہ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان ہر سعودی عرب کی حکومت یا سعودی علماء دین کو شک ہوتا تو کبھی بھی آپ ﷺ کے والدین کریمین کو جنت البقیع شریف میں منتقل نہ کیا جاتا۔

اور جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے اجساد مبارک کو جنت البقیع شریف میں منتقل ہوتے وقت ملاحظہ فرمایا یا قبر انور میں اتارا وہ حلفاً بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے کفن مبارک بالکل تر و تازہ تھے اور جن جن راستوں سے دونوں کے جسد مبارک گزر کر جنت البقیع شریف میں لائے گئے۔ یوں لگتا تھا کہ گلاب کے تازہ پھول گزر کر گئے ہوں۔ اتنی بھینی بھینی خوشبو تھی اور ایسی خوشبو کہ مدینہ طیبہ کی فضا مہک اٹھی۔

مدینہ طیبہ میں جو لوگ قیام پذیر ہیں اور وہ پاکستانی جو مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف کی صفائی اور آرائش کا خیال رکھتے ہیں وہ اس بات کے عینی شاہد ہیں کہ جس وقت جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے اجسام پاک جنت البقیع شریف میں لائے گئے تو راستے گلاب کے تازہ پھولوں کی خوشبو سے مہک اٹھے۔ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین طیبین کے جسموں سے گلاب کی تازہ خوشبو آ رہی تھی۔

اس واسطے ہم اہل ایمان درود و سلام کی محفلوں میں یہ پڑھتے ہیں۔

والدین نبی ﷺ لائق احترام
جن کے جسموں میں نور نبی ﷺ کا قیام
جن کا بیٹا بنا انبیاء کا امام
محسنین دو عالم پہ لاکھوں سلام

اللہ کریم اپنے محبوب نبی ﷺ کے والدین کریمین کے صدقے میرے والدین دادا جان اور نانا جان اساتذہ و پیر و مرشد کی قبروں کو جنت کا باغ بنائے۔ آمین، ثم آمین۔



غزوۂ بنی قریظہ میں جبرئیل علیہ السلام کی شرکت

غزوۂ بنو قریظہ ذی الحجہ ۵ ہجری میں ہوا۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ بنو قریظہ تھا۔ یہ لوگ مدینہ منورہ سے کچھ دور آباد تھے۔ بنو قریظہ نے نبی کریم ﷺ سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہوا تھا مگر جب قریش مکہ نے تیسری بار مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور غزوۂ خندق لڑی گئی تو بنو قریظہ والوں نے بدعہدی کر کے کفار مکہ اور یہودیوں کے قبائل کی مدد کی۔

یہودیوں کی اس بدعہدی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دینے کا حکم دیا۔

سورۃ الانفال آیت نمبر ۵۷-۵۶ میں اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کیلئے قتل کا حکم جاری فرمایا۔

اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝

وہ جن نے تم سے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں قتل کرو اور ان کے پسماندوں کو بھگاؤ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو۔

بنو قریظہ نے بار بار اپنا عہد توڑا اور غزوۂ احزاب میں کفار مکہ اور یہودیوں کے دوسرے قبائل کی مدد کی اور انہیں مسلمانوں کے خلاف ہتھیاروں کی سپلائی کی اور مالی و

جانی امداد کی۔

غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے نبی کریم جناب محمد ﷺ کی مدد فرمائی جس کے نتیجہ میں کافروں کو انتہائی ذلت سے بھاگنا پڑا۔ نبی کریم ﷺ جنگِ خندق سے واپس آئے، ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا تو عین اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ! آپ نے ہتھیار اتار ڈالے اور اللہ کی قسم ہم فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں کھولے چلو ان پر حملہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کن پر حدیث بخاری میں لکھا ہے کہ پھر جبرئیل نے فرمایا ادھر پھر بنی قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ تین ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور تقریباً پچیس دن ان کا محاصرہ کئے رکھا۔ آخرکار یہودیوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث مانا اور ان کے حکم کو منظور کر لیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس وقت زخمی حالت میں مسجد نبوی شریف میں قیام پذیر تھے (غزوۂ خندق میں انہیں ایک کاری زخم لگا جو بعد میں کھل گیا تھا اور اس زخم سے آپ نے شہادت پائی) حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے بارے میں فیصلہ کیا کہ یارسول اللہ! ان میں جو لوگ لڑائی کے قابل ہیں وہ تو قتل کئے جائیں اور عورتیں اور بچے قیدی بنا لئے جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ سن کر فرمایا اے سعد! تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

چنانچہ اس فیصلے کے مطابق یہودی مرد جن کی تعداد تقریباً چھ سو کے قریب تھی قتل کر دیئے گئے اور عورتیں و بچے قیدی بنا لئے گئے۔

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ



غزوۂ حدیبیہ المعروف صلح حدیبیہ

غزوۂ حدیبیہ کو صلح حدیبیہ بھی کہا جاتا ہے۔

ذی قعد سنہ ٦ ہجری کو حضور نبی کریم ﷺ ۱۴۰۰ صحابہ ایک روایت کے مطابق ۱۵۰۰ صحابہ کو ساتھ لے کر عمرہ ادا کرنے کے ارادہ سے مکہ المکرّمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مگر قریش مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مکہ سے سات کوس کے فاصلہ پر مقام حدیبیہ پر روک دیا۔ پھر یہاں پر نبی کریم ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ جس کی مناسبت سے صلح حدیبیہ مشہور ہو گیا۔ حدیبیہ تک کے سفر مبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور حبیب اور ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد ﷺ کو بے بہا معجزات عطا فرمائے۔

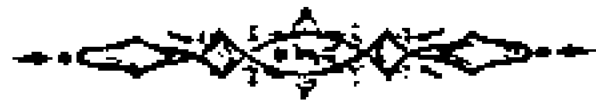
حضور نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف آوری کو چھ سال ہو چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ تشریف لائے تھے ان کے عزیز و اقارب مکہ میں تھے اور مکہ کے کفار نے مدینہ کے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر رکھا تھا کہ مدینہ کی آب و ہوا مسلمانوں کو راس نہیں آئی اور مسلمان بیمار اور کمزور ہو گئے ہیں۔ مدینہ میں قحط کا سماں ہے۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ یہ اطلاعات نبی کریم ﷺ تک مسلسل پہنچ رہی تھیں۔

نبی کریم ﷺ کا دل مبارک اللہ کے گھر خانہ کعبہ کا دیدار کرنے کو چاہ رہا تھا۔ اس گھر کو جسے کافروں نے بت خانہ بنا رکھا تھا اور ۳۶۰ بتوں کو وہاں نصب کر رکھا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ اللہ کا گھر پاک ہو جائے اور وہاں اللہ تعالیٰ کے پاک

نام کی صدا بلند ہو چنانچہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا اور مدینہ پاک میں اعلان کروا دیا کہ جو ایمان والے مکہ میں کعبہ شریف کی زیارت کرنا چاہتے ہیں وہ تیار ہو جائیں مگر کوئی شخص اپنے گھر سے جنگ کی نیت نہ کرے بلکہ عمرہ کی نیت سے گھر سے نکلے اور اپنے ہتھیار ساتھ سے لیں مگر صرف تلوار ساتھ لیں اور وہ بھی نیام میں ہو چنانچہ ۱۴۰۰ صحابہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کیلئے تیار ہوئے۔ آپ ﷺ نے قربانی کیلئے ۷۰ عدد اونٹ بھی تیار کئے اور عرب کے رواج کے مطابق ان اونٹوں کے دائیں پہلو پر مخصوص نسان لگا دیئے تھے تاکہ دیکھنے والوں کو پتا چل سکے کہ یہ جانور قربانی کے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھا اور آپ کے ساتھ تمام صحابہ نے بھی وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آ جائے اب رحمت رسول اللہ کی



سفر حدیبیہ میں علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حرمت کے مہینہ ذی قعد میں حضور نبی کریم ﷺ مدینہ سے مکہ کی طرف عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے۔ قریش مکہ کو ان کے حلیفوں نے مسلمانوں کی مکہ روانگی کی اطلاع کردی۔ قریش نے جونہی مسلمانوں کی آمد کی خبر سنی تو انہوں نے جنگ کی تیاریاں شروع کردی اور جب قریش کو ۱۴۰۰ مسلمانوں کے لشکر کی اطلاع ملی ان کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ پریشان ہو گئے اور صلاح و مشورہ شروع کر دیا۔ حالانکہ انہیں یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ محمد ﷺ اپنے ۱۴۰۰ صحابہ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کیلئے مکہ تشریف لا رہے ہیں لیکن اس خبر کے باوجود وہ مسلمانوں کی طاقت سے خائف تھے اور تین جنگوں میں انہیں مسلمانوں کی طاقت کا بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔ تمام قریش مکہ نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ کسی بھی حالت میں مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو راستہ میں روکنے کا پروگرام بنایا اور اس مقصد کیلئے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل کو دوسو سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور انہوں نے مکہ اور مدینہ کے راستہ میں ذی طویٰ کے مقام پر پڑاؤ کیا اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کا راستہ روکنے کا پروگرام بنایا۔

ایک مقام پر آ کر رسول اللہ ﷺ رک گئے اور آپ نے فرمایا کہ ذی طویٰ کے مقام پر خالد بن ولید دوسو سواروں کو لے کر کھڑا ہے۔ ہم جنگ سے گریز کرتے ہیں۔ کون ہے جو ہمیں کسی دوسرے راستہ سے مکہ لے جائے۔

ایک صحابی بولے یارسول اللہ! میں ایک راستہ جانتا ہوں آپ ﷺ اس صحابی کے

ساتھ دشوار گزار پہاڑی راستوں سے حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ اس جگہ آپ کی اونٹنی خود بخود بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ نے قافلہ سے فرمایا ہماری اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہاں بیٹھ گئی ہے لہٰذا اللہ بھی چاہتا ہے کہ تم سب بھی یہاں رک جاؤ۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے ۱۴۰۰ صحابہ نے حدیبیہ کے میدان میں خیمے لگائے۔ اس اثنا میں قریش کو اطلاع ملی کہ خالد بن ولید اور دو سو سواروں کی روانگی کا کوئی فائدہ نہیں ہوا اور مسلمان دوسرے دشوار گزار راستہ سے حدیبیہ میں پہنچ چکے ہیں تو وہ سخت پریشان ہوئے۔ خالد بن ولید اور اس کے ساتھی بھی حیران رہ گئے اور خالد بن ولید نبی کریم ﷺ کے علم پاک کے معترف ہوئے اور ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ محمد ﷺ کو ان کے رب نے قریش مکہ کی چال سے اور راستے کی رکاوٹ سے آگاہ کر دیا ہے اور یہی خیال خالد بن ولید کی ہدایت کا سبب بنا چنانچہ صلح حدیبیہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد خالد بن ولید ایمان کی دولت سے مالا و مال ہو گئے۔

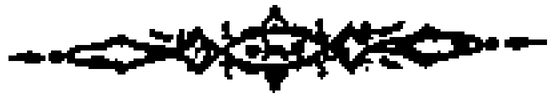
یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو



حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کے تیر کی برکت

حدیبیہ کے مقام پر حضور نبی کریم ﷺ اپنے ۱۴۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کئی دن قیام پذیر رہے اور اس مقام پر اکثر پانی کی کمی کی شکایت کی گئی۔ ایک دن صحابہ کی ایک جماعت نے پانی کی کمی کی شکایت کی۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے خیموں کے نزدیک ایک کنواں ہے جس سے ہم سارا پانی لے چکے ہیں۔ اب وہاں بالکل پانی نہیں ہے آپ ﷺ نے اپنے ترکش مبارک میں سے ایک تیر نکالا اور فرمایا اسے کنویں میں پھینک دیا جائے۔ صحابہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کا تیر کنویں میں پھینکا تو وہ کنواں فوراً پانی سے بھر گیا اور ہم تمام لشکر اسلام نے خوب جی بھر کر پانی پیا۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

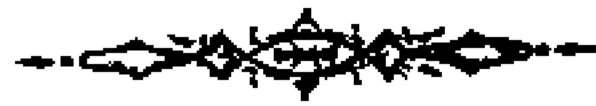


حدیبیہ کے میدان میں پانی میں برکت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم چودہ سو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا سب لوگ پیاسے تھے۔ ہم نے اس کنواں سے پانی لینا شروع کیا یہاں تک کہ کنواں خشک ہو گیا۔ ایک قطرہ پانی کا ہم نے نہ چھوڑا۔ ابھی کافی لوگ پیاسے تھے ہمارے جانور بھی پیاسے تھے۔

لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پانی کی کمی کا ذکر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کنویں کی منڈیر پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگوایا۔ وضو فرمایا کلی کی اور کلی پانی والے ڈول میں فرما کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی اور پھر کلی والے پانی کو کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر ہم سب خاموش رہے پھر جو دیکھا کنواں پانی سے بھرا ہوا تھا۔ ہم سب صحابہ نے اس کنویں سے پانی پیا اور ہمارے جانوروں کو جتنا چاہا ہم نے پانی پلایا پھر بھی کنویں میں پانی موجود تھا۔

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو



نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے پہلے دن ہم لوگوں کو پیاس لگی کسی بھی صحابی کے پاس پانی نہیں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چھاگل تھی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے وضو فرمایا۔ پھر لوگ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے لوگوں کی آمد کا مقصد پوچھا۔ فرمایا کیوں خیر تو ہے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے پاس نہ وضو کیلئے پانی ہے نہ پینے کیلئے ہے۔ بس اتنا ہی پانی ہے جو آپ ﷺ کی اس چھاگل میں ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کی یہ بات سن کر اپنا ہاتھ اس چھاگل پر رکھ دیا اور ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح بہنے لگا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگوں نے پانی پیا اور خوب سیر ہو کر پیا اور وضو کیا۔ حضرت سالم بن ابی الجعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس دن آپ کتنے آدمی تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو بھی وہ پانی ہم کو کفایت کرتا مگر ہم اس دن پندرہ سو آدمی تھے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ وا

حدیبیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنات کو مات دے دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حدیبیہ کا معاہدہ طے پا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ جحفہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے تو پانی کی شدید کمی تھی کسی جگہ پانی نہ ملتا تھا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت پیاس سے بے چین تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک کنواں ہے۔تم میں سے کون ہے جو اس کنویں سے پانی کی مشکیں بھر کر لائے ہیں۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

صحابہ میں سے ایک صحابی اٹھے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ! میں جاتا ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اور صحابہ کو مشکیں ساتھ لے جانے کا حکم دیا۔حضرت سلمہ بن اکوع بھی اس جماعت کے ساتھ تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس کنویں کے نزدیک پہنچے تو اس کنویں کے اردگرد بہت سے درخت دیکھے جن سے مختلف قسم کی عجیب وغریب آوازیں آ رہی تھیں اور وہ درخت عجب طریقے سے ہل چل رہے تھے اور ان درختوں سے آگے کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ یہ سب دیکھ ہم سب ڈر گئے اور واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا پیش کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شریر جنوں کی ایک جماعت تھی جنہوں نے تمہیں ڈرا دیا۔اگر تم میرے حکم کے مطابق چلتے رہتے تو تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکتے۔

اسی طرح ایک اور جماعت دوبارہ گئی مگر وہ بھی جنوں کے ڈر سے آگے نہ بڑھ

سکے اور صحابہ پیاس کی وجہ سے نڈھال ہوتے نظر آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا علی رضی اللہ عنہ آپ جائیں اور اس کنویں سے پانی بھر کر لائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس کنویں کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت کے ساتھ تھے۔ تمام صحابہ نے مشکیں اپنے اپنے کندھوں پر رکھیں اور تلواریں ہاتھوں میں لے کر اس کنویں کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ کچھ کلمات پڑھتے جا رہے تھے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ ان درختوں کے نزدیک پہنچے تو عجب صورتحال تھی درختوں سے عجیب وغریب آوازیں آ رہی تھیں اور درخت رقص کر رہے تھے اور آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ علی رضی اللہ عنہ بھی پہلے دو آدمیوں کی طرح واپس نہ چلے جائیں۔ عین اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا میرے قدموں کے اوپر چلتے آؤ جو تمہیں نظر آ رہا ہے۔ اس سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ درختوں کے اس جھنڈ میں داخل ہوئے تو ان میں سے آگ کے بھیانک شعلے نکلنے لگے اور ان شعلوں میں سے کٹے ہوئے سر نظر آنے لگے۔ جن میں سے سخت خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں۔ ان آوازوں سے ہم اور زیادہ ڈر گئے لیکن حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ان کے درمیان سے گزرتے ہم سے فرماتے جاتے تھے تم میرے قدم بہ قدم چلتے آؤ اور دائیں بائیں مت دیکھو۔ اب کوئی خوف نہیں بے فکر ہو جاؤ۔ تمام ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چلتے اس کنویں پر جا پہنچے اور ہم نے ایک ڈول پانی نکالنے کیلئے اس کنویں میں ڈالا۔ ابھی دو ڈول ہی پانی نکالا تھا کہ اس ڈول کی رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں گر گیا۔ ہم نے دیکھا کہ کنویں سے بلند آواز سے ہنسنے کی آوازیں آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کون ہے جو لشکر اسلام میں جائے اور وہاں سے ایک اور ڈول لے آئے۔ تمام صحابہ کہنے لگے کہ

ہمارے بس میں نہیں کہ ہم دوبارہ ان درختوں کے درمیان سے گزر سکیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سر سے چادر کو کھول کر کے اپنی کمر سے باندھا اور اس کنویں میں اتر گئے۔ کنویں سے اونچی اونچی قہقہوں کی آواز آنی لگیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کنویں کے درمیان پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کا پاؤں پھسلا اور آپ نیچے کنویں میں گر گئے۔ پھر یوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی کا گلا گھونٹا جا رہا ہے اور گلے سے گھٹی گھٹی آواز آنے لگی۔ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی شان بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں۔ یہ سن کر آوازیں بند ہو گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشکیں نیچے پھینکو ہم نے تمام مشکیں کنویں میں پھینک دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام مشکیں پانی سے بھر کر ان کے منہ باندھے اور ایک ایک کر کے باہر نکالتے گئے اور ہم صحابہ اٹھاتے گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کنویں سے باہر تشریف لائے۔ ہم ساتھیوں نے ایک ایک مشک اٹھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی سے بھری دو مشکیں اٹھائیں اور واپس اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ان درختوں کے پاس سے گزرے تو پہلے والی کوئی چیز وہاں نہ تھی۔ بس ہم نے ان درختوں میں سے ایک ڈرتی ہوئی آواز سنی اور کسی ان دیکھی چیز نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھنی شروع کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساری داستان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ نعت پڑھنے والا ایک جن ہے جس کا نام عبداللہ ہے جس نے بتوں کے شیطان جن مسعر کو کوہ صفا میں قتل کیا تھا۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کہتا رہا ‏ پھر دیکھا تو نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بن گئی
جب تک جہاں میں ہے کاغذ اور قلم ‏ مدحت علی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی رہے گی رقم



صلح نامہ حدیبیہ اور علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیبیہ کے مقام پر جس دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا گیا۔ معائدہ کی کتابت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کے ذمہ تھی۔ کافروں کی طرف سے سہیل بن عمرو نمائندہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ لکھنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی تو سہیل بن عمرو کہنے لگے کہ ہم رحمٰن کو نہیں مانتے ہمارا اسم کتابت باسمك اللھم سے شروع ہوتا ہے لہٰذا اس طرح لکھا جائے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاعلی! انہی کی طرح لکھو پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا معائدہ مابین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سہیل بن عمرو پھر بول اٹھے کہ رسول اللہ نہ لکھا جائے۔ اگر ہم انہیں رسول اللہ مان لیں تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے۔ کفار مکہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار ہے لہٰذا محمد بن عبداللہ لکھا جائے۔ اس موضوع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے درمیان گفتگو ہوئی مگر کافر ماننے کو تیار نہ تھے۔ آخر کار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یاعلی!

محمد رسول اللہ کو کاٹ دو اور محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلم روک لیا اور خاموش بیٹھے۔ محمد رسول اللہ کو دیکھتے رہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا علی کاٹ دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! علی کے قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ محمد رسول اللہ کو کاٹ دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محبت کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ سے محمد رسول اللہ پر دائرہ لگا دیا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ

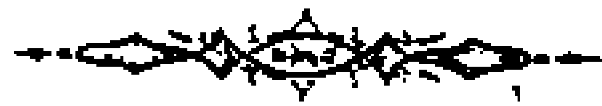
الفاظ تحریر سے باہر ہیں اور پھر فرمایا یا علی رضی اللہ عنہ تم پر بھی ایک ایسا ہی وقت آئے گا جب تمہارا نام کاٹا جائے گا حالانکہ تم بھی حق پر ہو گے جیسا کہ آج بھی میں حق پر ہوں۔ چنانچہ وقت گزرا اور جنگِ صفین کے بعد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا گیا اور کاتب نے صلح نامہ یوں تحریر کیا۔ یہ معائدہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے اس پر بنو امیہ کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ امیر المومنین نہ لکھا جائے بلکہ علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ لکھا جائے۔ اگر علی رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین تسلیم کر لیا تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صلح حدیبیہ والی بات یاد آ گئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پر بھی وقت آنے والا ہے جب تمہارا نام بھی کاٹا جائے گا جبکہ اے علی تم حق پر ہو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان پاک سے بے ساختہ نکلا۔ یارسول اللہ آپ نے سچ فرمایا تھا۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ نے معائدہ لکھنے والے کو فرمایا ہاں بھی علی ابن ابی طالب ہی لکھو۔

صلح حدیبیہ اور صلح نامہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے درمیان تقریباً ۳۵ سال کا فرق ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے سال کے بعد ہونے والے واقعہ کی تصدیق فرمائی۔

اس واسطے مرشد حق نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہم یہاں سے پکاریں اور آقا مدینے سنیں
آقا کی اعلیٰ سماعت پر لاکھوں سلام



صلح حدیبیہ معائدہ کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جان نثاری

حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمانے کے بعد بدیل بن ورقاء اپنی قوم بنو خزاعہ کے کئی آدمیوں کو لے کر رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بدیل بن ورقاء خزاعی تہامہ والوں میں نبی کریم ﷺ کا خیر خواہ اور محرم راز تھا۔ وہ عرض کرنے لگا یا محمد ﷺ! میں نے کعب بن لوئی اور عمار بن لوئی کو دیکھا ان کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں وہ حدیبیہ کے ان چشموں پر قابض ہو گئے ہیں۔ جن میں پانی بہت زیادہ ہے وہ لوگ آپ سے لڑنا اور آپ کو مکہ آنے سے روکنا چاہتے ہیں۔

سید المرسلین ﷺ نے فرمایا ہم تو عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔ ہم کسی سے بھی لڑنے کیلئے نہیں آئے۔ اس کے علاوہ قریش۔ کے لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں ان کو بہت نقصان پہنچ چکا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت مقرر کر کے ان سے صلح کرتا ہوں تاکہ وہ دوسرے لوگوں کے معاملہ میں دخل نہ دیں۔ اگر دوسرے لوگ (یہودی وغیرہ) مجھ پر غالب ہوئے تو قریش کی مراد برآئی۔ اگر میں دوسرے لوگوں پر غالب ہوا تو قریش کی خوشی چاہیں تو میرے دین میں داخل ہو جائیں جس میں اور قبائل کے لوگ داخل ہوتے ہیں۔ اگر نہیں تو چند روز ان کو آرام تو ملے گا یعنی لڑائی جھگڑوں سے بچے

رہیں گے۔ اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو اس دین اسلام کے لئے ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ میری گردن جائے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ ضرور بر ضرور اپنے دین سلام کو پورا کرے گا۔

بدیل بن ورقاء نے بڑے سکون کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں اور کہنے لگا کہ میں قریش کو آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں چنانچہ وہ کفار مکہ کے پاس گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ساری گفتگو قریش مکہ سے کہہ دی جو لوگ جہالت پر اڑے ہوئے تھے وہ کہنے لگے ہمیں محمد ﷺ کی بات سننے کی کوئی ضرورت نہیں جو لوگ دانشمند تھے کہنے لگے ہمیں بتلائیں محمد ﷺ کیا فرماتے ہیں بدیل بن ورقاء خزاعی نے انہیں بتلا دیا کہ محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی لڑائی کی نیت سے نہیں آئے بلکہ وہ اللہ کے گھر کا عمرہ ادا کرنے کی نیت سے آئے ہیں اور ساتھ صلح کا ذکر کیا اس پر قبیلہ ثقیف کا سردار عروہ بن مسعود کہنے لگا کہ تم سب لوگ مجھے اپنے بزرگ کا رتبہ دیتے ہو سب نے کہا کہ تم ہمارے بزرگ ہو۔ کہنے لگا کہ میں ہمیشہ تمہارا خیر خواہ رہا ہوں۔ بدیل بن ورقاء خزاعی سے محمد ﷺ نے جو بات فرمائی ہے وہ تمہاری بہتری کی بات ہے۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں تاکہ بہتری کی صورت کو واضح کر سکوں۔ قریش نے اجازت دے دی۔

عروہ بن مسعود ثقفی حدیبیہ میں آیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ وضو فرما رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے وضو مبارک کا پانی لینے کیلئے بے تاب ہو رہے تھے۔ مجال تھی کہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرتا عروہ بن مسعود حیران و پریشان کھڑا غلامان مصطفیٰ کو دیکھتا رہا۔ اس دوران سید عالم نور مجسم ﷺ نے کھنکار کر اپنا گلا صاف کیا اور جو تھوک مبارک گلے سے باہر نکالا تو عروہ بن مسعود نے دیکھا وہ تھوک مبارک جس جس غلام کے ہاتھ پر آیا تو انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا اور عروہ بن مسعود نے یہ بھی دیکھا کہ محمد ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو سب صحابہ ہمہ تن گوش ہو کر آپ کی بات کو سنتے اور جب

کوئی صحابی آپ ﷺ سے بات کرنا چاہتا انتہائی ادب و احترام سے اور نہایت پست آواز میں گفتگو کرتا وہ یہ حال دیکھ کر سخت پریشان ہوا۔

جب نبی کریم ﷺ وضو سے فارغ ہوئے تو عروہ نے اپنی بات شروع کی۔ عروہ بن مسعود کی ایک عادت تھی کہ وہ دوران گفتگو مخاطب کی داڑھی پکڑ لیا کرتا تھا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرتا تو اپنی عادت سے مجبور ہو کر اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف بڑھاتا تو نزدیک کھڑے صحابہ میں سے کوئی صحابی اس کے ہاتھ کو روک دیتا۔ ایک بار جو اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کی دستی جہاں سے تلوار کو پکڑتے ہیں۔ عروہ بن مسعود کے ہاتھ پر ماری اور فرمایا اپنا ہاتھ ہمارے نبی پاک ﷺ کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عروہ بن مسعود ثقفی سے وہی بات فرمائی جو آپ نے بدیل بن ورقاء سے فرمائی تھیں۔

عروہ بن مسعود ثقفی واپس قریش مکہ کے پاس گیا اور صحابہ کی جان نثاری اور تابعداری کی ساری بات قریش کو سنائی اور کہنے لگا کہ میں بہت سے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں۔ اللہ کی قسم ایسی تعظیم جو محمد ﷺ کے صحابہ آپ کی کرتے ہیں۔ میں نے کسی بادشاہ کی ہوتی نہیں دیکھی۔ یہ صحابہ اپنے نبی جناب محمد ﷺ کے حکم پر اپنی جانیں بھی قربان کرنے سے گریز نہیں کریں گے لہٰذا محمد ﷺ نے جو بات کہی ہے وہ تمہارے فائدے کی ہے اس کو مان لو۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام



نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ○ (الفتح ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا۔ اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا۔ وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

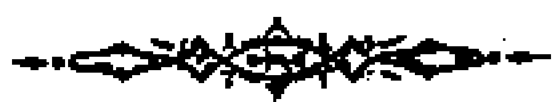
حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم ﷺ نے مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی۔ اس بیعت کو ''بیعت رضوان'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس بیعت میں تقریباً ۱۵۰۰ سو صحابہ شامل تھے۔ یہ بیعت رضوان پر تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اپنے پندرہ سو صحابہ کو ساتھ لے کر عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے مگر کافروں کی طرف سے رکاوٹ ہونے پر آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر تشریف فرما رہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر کفار مکہ کے پاس بھیجا اور اپنی آمد کا مقصد بتلایا کہ ہم صرف اور صرف عمرہ کی ادائیگی کیلئے آئے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دیر ہو

گئی تو افواہ اڑ گئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم امن کے ساتھ آئے ہیں مگر کفار مکہ نے ہمیں للکارا ہے لہٰذا ہم عثمان کے قتل کا بدلہ لئے بغیر یہاں سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ببول کے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے وہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر اللہ کی راہ میں سرفروشی اور جانثاری کی بیعت کی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ مبارک اپنے دائیں ہاتھ مبارک پر رکھا اور فرمایا یہ دوسرا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ بیعت کے بعد مسلمانوں نے اپنی اپنی تلواریں نیام سے باہر نکال لیں اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے جوش و جذبہ سے بہت خوش ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور پھر سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ان صحابہ سے پُرامن ہونے کا اعلان بھی فرما دیا اور آنے والے دنوں میں فتح کی خوش خبری بھی دے دی جو کہ خیبر کی فتح تھی اور بعد میں مکہ کی فتح کی بھی خوشخبری تھی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۝

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جان جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنیوالی فتح کا انعام دیا۔

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو



خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بڑے بہادر جرنیل تھے۔ غزوۂ اُحد میں ان کی پلاننگ کی وجہ سے وقتی طور پر مسلمانوں کو پریشانی اٹھانا پڑی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دندان مبارک شہید ہوئے۔ پھر صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ روکنے کا پروگرام بنایا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے کافی فاصلہ پر صحابہ سے فرمایا تھا کہ خالد بن ولید دوسو سواروں کو لیئے ہوئے وادی (ذی طویٰ) غمیم میں ہے یہ بھی فرمایا کہ یہ قریش کا ''مقدمۃ الجیش'' ہے تو تم داہنی طرف کا راستہ لو تا کہ خالد کو خبر نہ ہو اور تم مکہ کے قریب پہنچ جاؤ۔ (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ بدلنے پر بھی خالد بن ولید حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے اطلاع ملی تو وہ سوچنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ نے انہیں ہماری فوج کی اطلاع دی۔ چنانچہ جب حدیبیہ کی صلح کا معاہدہ طے پایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو لے کر واپس مدینہ روانہ ہو گئے تو خالد بن ولید نے دیکھا کہ سوائے عکرمہ بن ابوجہل کے اس کے تمام نوجوان ساتھی اسلام میں داخل ہو چکے ہیں تو خالد بن ولید نے سوچا کہ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق اور سچ ہے اور واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور امین ہیں تو خالد بن ولید اسلام میں داخل ہونے کا پروگرام بنانے لگے اور مشورہ کیلئے عکرمہ بن ابوجہل کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ دیکھو ہمارے سب ساتھی ایک ایک کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو

چکے ہیں اور مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے ہیں۔ ہمیں اب سمجھ لینا چاہئے کہ واقعی محمد ﷺ کا دین ہی حق ہے۔ عکرمہ بن ابوجہل کہنے لگے کہ ابھی میرا تو کوئی ارادہ نہیں تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ۔

خالد بن ولید عکرمہ سے مایوس ہو کر واپس ہوئے اور دل میں پختہ ارادہ کیا کہ مجھے اب مدینہ جا کر اسلام قبول کر لینا چاہئے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ خیبر کو فتح کر چکے تھے اور مدینہ کے اردگرد صحابہ پہرہ دیا کرتے تھے۔

خالد بن ولید مکہ سے مسلمان ہونے کے ارادہ سے چلے۔ ادھر اسی وقت سید المرسلین ﷺ نے پہرہ دینے والے صحابہ سے فرمایا۔ دیکھو خالد بن ولید مسلمان ہونے کے ارادہ سے مکہ سے چل پڑا ہے۔ اگر تمہارا اس سے ٹاکرا ہو تو بغیر لڑائی جھگڑے کے اسے لے کر میرے پاس آنا جس وقت خالد بن ولید مدینہ پاک کی حدود میں داخل ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور سیدھے مسجد نبوی شریف میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خالد کیسے آنا ہوا۔ خالد بن ولید نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کا غلام بننے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرحبا یا خالد اور خالد کو کلمہ طیبہ وکلمہ شہادت پڑھوا کر دین اسلام میں داخل فرمایا۔ خالد بن ولید عرض کرنے لگے یارسول اللہ! آپ میرے واسطے دعا فرمائیں کہ اسلام میں آنے سے قبل جس قدر میں اسلام کا دشمن تھا۔ اب اللہ مجھے اس سے زیادہ دین اسلام سے محبت عطا فرمائے اور دین اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے خالد بن ولید کے لیے دعا فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد ''غزوۂ موتہ'' پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنایا اور فرمایا اگر زید شہید ہوں تو جعفر رضی اللہ عنہ سپہ سالار ہوں گے اگر جعفر شہید ہوں تو عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار ہوں گے اور ان کی شہادت کے بعد فوج جسے مناسب سمجھے۔ سپہ سالار بنا لے۔

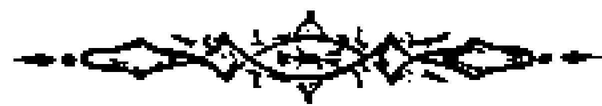
بخاری شریف میں لکھا ہے کہ جس وقت موتہ میں جنگ لڑی جا رہی تھی۔ عین اس وقت مسجد نبوی شریف میں حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کے سامنے جنگ کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرما رہے تھے حالانکہ اس وقت تک کوئی قاصد مدینہ میں نہیں آیا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا لو دیکھو جنگ شروع ہوئی۔ اب میرا زید شہید ہو گیا۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا' اب میرا جعفر شہید ہو گیا پھر خالد بن ولید سپہ سالار مقرر ہونے اور مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر غیب جاننے والے اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا۔ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا سنبھالا اور اللہ نے اس کے ہاتھ پر فتح دی۔

خالد بن ولید فتح یاب ہو کر موتہ سے واپس مدینہ پاک پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنکھوں دیکھا حال جو نبی پاک ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ خالد بن ولید سے بیان کیا تو خالد بن ولید نے تصدیق کی کہ واقعی ایسے ہی ہوا تھا اور پھر نبی پاک ﷺ نے خالد بن ولید کو ''سیف اللہ'' کا لقب دیا تو مسجد نبوی شریف میں کھڑے ہو کر خالد بن ولید نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ!

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے مجھے انمول کر دیا



نبی کریم ﷺ کے بال مبارک شافی الامراض تھے

حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم ﷺ کا قیام تقریباً بیس روز رہا۔ دوران قیام ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حجامت بنوائی اور جس صحابی نے آپ کے سر مبارک کے بال تراشے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے تمام بال مبارک ایک سبز ہرے بھرے درخت پر پھینک دیئے اور تمام صحابہ نبی کریم ﷺ کے بالوں کا تبرک لینے کیلئے اس درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بال مبارک لینے کیلئے ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی ہوئی۔ ایک صحابیہ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا بھی فرماتی ہیں کہ میں نے بھی بڑی کوشش سے نبی کریم ﷺ کے چند بال مبارک حاصل کیئے اور جب حضور نبی کریم ﷺ اس کائنات ظاہریہ سے پردہ فرما گئے تو وہ بال میں نے محفوظ کر لئے اور میرے عزیزوں اور آبادی کے لوگوں میں سے جو کوئی بھی بیمار ہوتا تو میں نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کو پانی میں ڈبو کر پانی اس بیمار کو پلا دیتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک ﷺ کے بال مبارک کی برکت سے اس بیمار کو شفا عطا فرما دیتا۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ



غزوۂ خیبر

غزوۂ خیبر ماہ محرم سات ہجری میں وقوع پذیر ہوئی۔قبیلہ بنونضیر کے یہودی مدینہ پاک میں آباد تھے۔ان کے سردار حیّ بن اخطب نے جناب نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کر دی اور بنونضیر کے یہودیوں کی سازش ناکام ہوگئی۔اس جرم میں قبیلہ بنونضیر کو مدینہ طیّبہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔ربیع الاول چار ہجری میں یہ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہوئے تھے۔

یہودی قوم شروع دن سے اسلام کی سخت دشمن رہی۔ان کا خیال تھا کہ نبی آخر الزمان ان کی قوم سے ہوں گے لیکن جب نبی آخرالزمان محمد ﷺ بنواسماعیل میں قبیلہ ہاشم/قریش میں جلوہ افروز ہوئے تو یہودیوں نے نبی آخرالزمان کی سخت مخالفت شروع کردی اور کفار مکہ کے ساتھ مل کر نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کیلئے لڑائیوں میں حصہ لیتے رہے اور کفار مکہ کی مالی و جانی مدد بھی کرتے رہے تاکہ کسی طریقہ سے نبی آخرالزمان محمد ﷺ کو قتل کیا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اسلام کو اپنے محبوب نبی محمد ﷺ کے ذریعے پروان چڑھانا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ اور یہودیوں کی ہر شرارت سے اپنے محبوب ﷺ کو محفوظ فرمایا۔

حدیبیہ میں کفار مکہ سے نبی کریم ﷺ کی صلح کے بعد قریش کی طرف سے مسلمانوں کو وقتی طور پر خطرہ نہ رہا لیکن اب یہودی اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہوگئے اور انہوں نے مدینہ طیّبہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا اور اس مقصد کیلئے خیبر کے قلعوں

میں دس ہزار جنگجو جمع کیے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس پروگرام سے اپنے محبوب نبی ﷺ کو آگاہ فرمایا۔

حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔ حدیبیہ میں جو صلح ہوئی اس میں کفار مکہ کے اکثر مطالبات مانے گئے تھے جس سے یوں ظاہر ہوتا تھا کہ جیسے مسلمان کمزور ہیں یا دبے ہوتے ہیں لیکن جب حدیبیہ کے میدان میں ہی سورۃ فتح کا نزول ہوا' اور اس میں نبی کریم ﷺ اور ایمان والوں کو ''فتح مبین'' کی خوشخبری سنائی گئی جس سے ایمان والوں کو سکون حاصل ہوا اور تمام مسلمان خوشی خوشی مدینہ واپس تشریف فرما ہوئے۔

حدیبیہ سے واپس آئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور فرمایا کہ خیبر کی لڑائی میں صرف وہ صحابہ شامل ہونگے جنہوں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پر بیعت کی تھی۔ اس کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ جو لوگ مالِ غنیمت کا لالچ رکھتے ہیں وہ شامل نہ ہوں اس لڑائی میں صرف وہ لوگ شامل ہوں جن کی نیت محض جہاد فی سبیل اللہ کی ہو۔

اس غزوہ میں بیس خواتین صحابی بھی شامل تھیں۔ ان معزز خواتین نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کی خدمت سرانجام دیں گی۔ چنانچہ ان خواتین کو ساتھ لے لیا گیا۔ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی سلول نے بھی سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اسے بھی غزوۂ خیبر میں جانے کی اجازت دی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے بھی اجازت دے دی حالانکہ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی سلول نے خیبر کے یہودیوں کو مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع کر دی تھی اور نبی کریم ﷺ بھی جانتے تھے کہ اس نے مسلمانوں کی جاسوسی کی ہے مگر اس میں بھی اللہ کی حکمت تھی لہٰذا عبداللہ ابن ابی کو بھی شامل کر لیا گیا۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور 'نہ' کہنا نہیں' عادت رسول اللہ کی

نبی کریم ﷺ نے خیبر کے ویران ہونے کی خبر دی

ایمان والوں کا لشکر ۱۴۰۰ سو صحابہ اور ۲۰ صحابیات پر مشتمل تھا۔ ام المومنین اُمِ سلمٰی رضی اللہ عنہا بھی اس لشکر میں شامل تھیں۔ عصر کی نماز کے وقت اسلامی لشکر صہباء کے مقام پر پہنچا۔ یہ مقام خیبر سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی اور کھانا طلب فرمایا۔ اس وقت لشکر اسلام میں صرف ستو ہی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں پانی میں گھول دیا جائے۔ صحابہ نے آپ کے حکم پر ستو پانی میں گھول کر نوش فرمائے اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی ستو نوش فرمائے۔

صہباء سے اسلامی لشکر خیبر کے قریب وادی رجیع میں اترا اور اس مقام کو اسلامی کیمپ قرار دیا۔ تمام مال و اسباب اور خواتین کو چھوڑ دیا گیا اور ان کی حفاظت کیلئے ایک دستہ مقرر فرمایا۔ وہ رات نبی کریم ﷺ نے وادی رجیع میں گزاری کیونکہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت دشمن پر حملہ آور نہ ہوتے تھے۔ صبح فجر کی نماز شروع وقت میں پڑھ کر حملہ آور ہوتے تھے۔ آج بھی آپ نے فجر کی نماز اول وقت میں ادا فرمائی اور خیبر کی طرف بڑھے۔ جب خیبر کی بستی نظر آئی تو نبی کریم ﷺ نے تین بار بلند میں فرمایا۔

اللہ اکبر! خیبر تباہ ہوا۔ ہم جب بھی کسی قوم کی زمین پر اترے جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کی صبح منحوس ہوتی ہے۔

غزوۂ خیبر میں علم غیبِ مصطفیٰ ﷺ

خیبر کی لڑائی میں مسلمانوں کی فوج میں ایک منافق جس کا نام قزمان تھا۔ وہ بھی شامل تھا خیبر کی لڑائی تقریباً ۲۱ دن جاری رہی۔ ایک دن خیبر کے یہودیوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ کھلے میدان میں لڑائی لڑی شام کے وقت جب لڑائی ختم ہوئی اور دونوں فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس جانے لگیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ قزمان منافق جہاں کسی کافر کو اکیلا واپس جاتے دیکھتا تو پیچھے سے جا کر اس کافر کو قتل کر دیتا۔ اسی طرح اس منافق نے کئی یہودیوں کو قتل کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آج اس شخص نے وہ کام کیا ہے جو ہم میں سے کوئی نہ کر سکا۔ صحابہ کی یہ بات سن کر سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کی بات ہے تو ٹھیک مگر یہ شخص دوزخی ہے۔

مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کی بات سن اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی زبان سے ہمیشہ حق بات نکلتی ہے۔ ایک صحابی اکتم بن ابی الجون نے کہا کہ میں اس منافق کے ساتھ رہوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کیا کیا عمل کرتا ہے۔ چنانچہ اکتم بن ابی الجون اس منافق کے ساتھ ساتھ رہنے لگے جہاں وہ منافق جاتا یہ بھی اس کے ساتھ جاتے جہاں لڑتا یہ بھی ٹھہر جاتے پھر ایسا ہوا کہ وہ شخص قزمان ایک لڑائی میں شدید زخمی ہو گیا اور زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنی تلوار زمین پر ٹیکی اور اس کی انی یعنی نوک اپنے سینے پر رکھ کر جسم کا سارا بوجھ اس پر ڈالا اور وہ تلوار اس کے سینے سے پار ہو گئی اور وہ مر گیا۔

اکتم بن ابی الجون یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ فوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو کیا کیفیت ہے۔ وہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ! ابھی کچھ وقت ہوا آپ نے جس شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور کچھ لوگوں کو آپ کی بات پر حیرانی ہوئی تھی۔ میں اس شخص کے ساتھ شروع سے لگا ہوا تھا اور اس نے زخموں کی شدت کی وجہ سے خودکشی کر لی اور اپنی تلوار سے اپنے آپ کو مار ڈالا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ بہشت میں وہی جائے گا جو مومن ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت ہے کہ وہ بدکار و منافق آدمی سے دین اسلام کی مدد کرواتا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی



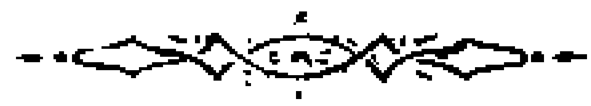
خیبر میں کلمہ طیّبہ بخشش کا ذریعہ بن گیا

خیبر میں ایک یہودی کے پاس ایک حبشی غلام تھا۔ وہ غلام اس یہودی کی بکریوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے خیبر کا محاصرہ کیا اور یہودی مسلح ہو کر جنگ کیلئے تیار ہوئے تو اس حبشی غلام نے یہودیوں سے لڑائی کی وجہ دریافت کی۔ یہودی کہنے لگے ہم اس شخص سے جنگ کریں گے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حبشی غلام نے نبی کریم ﷺ کا ذکر سنا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ چلو اس نبی ﷺ کا دیدار کرو وہ شخص اپنے یہودی آقا کی بکریاں چرانے کیلئے قلعہ سے باہر آیا اور سیدھا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں اور میں محمد ﷺ اللہ کا نبی ہوں۔ وہ حبشی غلام کہنے لگا اگر میں آپ کی دعوت قبول کرلوں تو مجھے کیا ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے جنت ملے گی۔ نبی کریم ﷺ کی یہ بات سن کر اس حبشی غلام نے فوراً کلمہ طیّبہ پڑھا اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! یہ بکریاں میرے پاس یہودی کی امانت ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں ان کو اس یہودی کے حوالے کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو قلعہ کے پاس لے جاؤ اور ہنکا کر ان کے پیچھے چند کنکریاں پھینک دو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مالک کے پاس بھیج دے گا۔ چنانچہ اس حبشی غلام نے نبی کریم ﷺ کے حکم پر عمل کیا اور وہ بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے یہودی

مالک کے پاس چلی گئیں۔

وہ حبشی غلام کہنے لگا یارسول اللہ! مجھے تلوار دیں میں اسلام کی خاطر جہاد میں حصہ لینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اسے تلوار دی گئی اور وہ میدانِ جنگ کی طرف چلا گیا او ریہودیوں کے خلاف اس نے لڑائی میں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ اسے یہودیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہادت نصیب ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی نعش کو اٹھا کر لشکر اسلام کے خیموں میں لے آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شہادت کی اطلاع دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اس نے کام تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پایا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کیسے' آپ نے فرمایا اس شخص نے صرف کلمہ طیبہ پڑھا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دی۔ اس شخص کے کھاتے میں اس کے علاوہ کوئی اور نیکی نہیں' کوئی نماز روزہ نہیں اور اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہادت پائی اور اللہ نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ اسے جنت میں پہنچا دیا اور اس وقت میں دیکھ رہا ہوں کہ دو حوریں اس کے سرہانے کھڑی ہیں۔

اس کلمے دے راز نیارے نیں
اس ڈبدے بیڑے تارے نیں
سانوں دسیا نبی پیارے نیں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے سرور پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نبی کریم ﷺ کا حکم نہ ماننے والا دوزخی ہے

جس دن خیبر فتح ہوا مالِ غنیمت میں مسلمانوں کو گائے، بیل، اونٹ اور دوسرا مال و اسباب ملا۔ یہودیوں کے سردار کنانہ بن الحقیق نے سونا چاندی اور قیمتی مال ایک ویرانے میں زمین کے اندر چھپا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ تمام مالِ غنیمت ایک جگہ اکٹھا کیا جائے اور جس شخص کے پاس ایک رسی یا سوئی بھی ہو تو وہ واپس کر دے ورنہ خیانت کا مرتکب ہو گا۔

جنگِ خیبر میں نبی کریم ﷺ کے پاس ایک غلام تھا جس کا نام مدعم تھا۔ یہ غلام رفاعہ بن زید وہب نے نبی کریم ﷺ کی خدمت کیلئے بھیجا تھا۔ مدعم اپنے اونٹ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اتنے میں ایک ناگہانی تیر آیا جو اس شخص کو لگا اور وہ فوت ہو گیا۔ صحابہ کہنے لگے مدعم کو مبارک ہو، یہ شہید ہوا۔ یہ غلام جنت کا حقدار ہو گیا کیونکہ اللہ کے حبیب محمد ﷺ کی بڑی خدمت کی تھی۔

عالم الغیب نبی ﷺ نے صحابہ کی بات سنی تو ارشاد فرمایا نہیں، نہیں اب اس شخص پر دوزخ کی آگ لپٹ مار رہی ہے کیونکہ اس نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے ایک چادر چوری کر لی تھی اور چھپا لی تھی اس نے میرے حکم کی تابعداری نہیں کی۔

نبی کریم ﷺ کی بات سن کر ایک اور شخص نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جوتی کے دو تسمے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کرنے لگا کہ یہ تسمے مالِ غنیمت میں سے اس نے لیئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو یہ تسمے مالِ غنیمت میں داخل نہ کرتا تو یہ تیرے لئے آگ بن جاتے۔

غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت

میدانِ خیبر میں یہودیوں نے قلعے بنائے ہوئے تھے اور ان قلعوں کی وجہ سے وہ خود کو ناقابل تسخیر سمجھتے تھے۔ خیبر کا سب سے بڑا قلعہ غموص تھا باقی چھوٹے چھوٹے قلعے فتح ہو چکے تھے۔ یہودیوں کی بہت بڑی تعداد قلعہ غموص میں موجود تھی۔ یہ قلعہ بہت مضبوط اور ناقابل تسخیر تصور کیا جاتا تھا۔ اس قلعے کی فتح ہی اسلام کی فتح تھی۔ یہودیوں کی فوج کا سپہ سالار مرحب تھا جو یہودیوں کی نگاہ میں بہت بہادر تھا۔ یہودیوں میں اس کی جوڑ کا کوئی مرد نہ تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسلمانوں نے یہودیوں کے سب سے بڑے قلعہ غموص کو محاصرہ میں لے رکھا تھا اسی دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر درد کی شکایت ہوگئی جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں قیام پذیر رہے اور ہر روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کو سپہ سالار بناتے اور وہ قلعہ پر حملہ آور ہوتے مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا۔

دوسرے دن جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا مگر قلعہ پھر بھی فتح نہ ہو سکا۔ تیسرے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر سپہ سالار بنا کر بھیجا مگر نتیجہ پہلے والا رہا۔

اس شام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں کل اس کو جھنڈا عطا کرونگا جو دشمن پر پلٹ پلٹ کر حملہ آور ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس کو پسند فرماتے ہیں اور وہ

بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اس کے ہاتھ سے یہ قلعہ فتح کروائے گا۔

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مبارک سن کر ہر صحابی کی یہ خواہش تھی کہ جھنڈا اسے ملے اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی سند بھی ملے۔ دوسرے دن جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کی طرف توجہ فرمائی۔ چاروں اطراف میں نگاہ پاک نے دورہ کیا پھر ارشاد فرمایا:

آج علی رضی اللہ عنہ نظر نہیں آ رہے۔ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنکھوں کی شدید تکلیف ہے اس وجہ سے وہ پچھلے خیموں میں تشریف فرما ہیں۔

سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو میرے علی رضی اللہ عنہ کو میرے پاس لے کر آئے۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ نبی کریم ﷺ آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ مبارک تھام رکھا تھا۔ اس طرح وہ حضرت علی ء کو لے کر نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یا علی رضی اللہ عنہ! آپ کہاں رہ گئے تھے۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے آنکھوں کی شدید تکلیف ہوگئی ہے جس کی وجہ سے مجھے اپنا خیمہ کچھ دور پچھلے خیموں کے نزدیک لگانا پڑا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگایا اور ان کا سر مبارک اپنی گود میں رکھا اور اپنا لعابِ دہن پاک ان کی آنکھوں میں لگایا جونہی لعابِ دہن پاک رسول ﷺ ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لگا۔ آنکھوں کی تمام بیماری فوراً دور ہوگئی اور اس کے بعد زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کبھی آنکھوں کی تکلیف نہ ہوئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی۔ یا اللہ! میرے علی رضی اللہ عنہ سے گرمی اور سردی دونوں کو دور رکھ۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی

اس دعا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساری زندگی گرمیوں میں نہ گرمی محسوس ہوئی اور سردیوں میں نہ کبھی سردی کا احساس ہوا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کی تکلیف ٹھیک ہوگئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں اپنی خاص زرہ پہنائی اور اپنی تلوار ذوالفقار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمر میں باندھی اور ارشاد فرمایا:

علی رضی اللہ عنہ جاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جہاد کرتے رہنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح کروادے۔

اور یہ فرما کر نبی کریم ﷺ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا اور عرض کی یارسول اللہ! میں یہود کے ساتھ جنگ کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائیں یا پھر کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ تلوار سے زیادہ اپنی زبان پاک سے جہاد کر اگر تیری وجہ سے ان یہودیوں میں سے ایک شخص بھی ایمان کی دولت پا جائے تو وہ سو بار تلوار کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا حکم ملتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ ایمان والوں کی فوج تھی۔ جب حضرت علی یہودیوں کے مضبوط قلعہ غموص کے قریب پہنچے اور قلعہ کے قرب و جوار میں ایک قریبی ٹیلے پر اپنا جھنڈا نصب فرمایا۔ قلعے کے اوپر سے خیبر کے یہودی یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ان یہودیوں کا ایک عالم وہاں موجود تھا۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرہ مبارک کو دیکھا تو اس یہودی عالم نے دیوار کے اوپر سے بلند آواز میں پکارا۔

"اے علم نصب کرنے والے تم اپنا تعارف کرواؤ!"

آپ نے ارشاد فرمایا: میرا نام علی ابن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) ہے۔

یہودی عالم نے آپ کا نام مبارک سنا تو کانپ گیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ

اپنی کتاب توریت کی قسم یہی شخص اس قلعہ کا فاتح ہے۔

اس دوران قلعہ کے سپہ سالار مرحب کا بھائی حارث مسلح ہو کر قلعہ سے باہر نکلا اور اس نے بڑی تیزی کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس نے دو مسلمان شہید کر دیئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو نگاہ جھپکنے سے پہلے حارث کے نزدیک پہنچے اور تلوار ذوالفقار کا ایک کاری وار کیا کہ حارث بغیر سانس لئے دوزخ میں پہنچ گیا۔ مرحب کو قلعہ میں اطلاع دی گئی کہ علی رضی اللہ عنہ نے تیرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ اپنے بھائی کے قتل کا سن کر مرحب غصے سے لال پیلا ہو گیا اور اپنے ساتھ خیبر کے بہادر جوانوں کو لے کر قلعہ سے باہر نکل آیا۔ اس نے اپنی حفاظت کیلئے دو زرہیں پہن رکھی تھیں اور سر پر دو عمامے باندھ کر ان کے اوپر لوہے کا خود پہن رکھا تھا۔ ایک تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور دوسری اس نے کمر میں لٹکا رکھی تھی۔ میدانِ جنگ میں آ کر وہ کہنے لگا۔

''سارا خیبر جانتا ہے کہ میرا نام مرحب ہے اور میں تجربہ کار جنگ جو ہوں۔ میں نیزہ زنی کا ماہر ہوں اور تلوار کا دھنی ہوں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کو دیکھا کہ سر سے پاؤں تک لوہے میں چھپا ہوا ہے۔ آپ اس کے مقابلے پر آئے اور فرمایا۔ میں علی ہوں میری والدہ نے میرا نام حیدر رکھا ہے' میں ضرغام ہوں' اجام ہوں اور جب حملہ کرتا ہوں تو شیر ہوں۔ مرحب نے علی رضی اللہ عنہ پاک کی زبان سے جب یہ نام سنے جن کے معنی شیر کے ہیں تو اس کو اپنا ایک خواب یاد آ گیا جس میں اس نے دیکھا تھا کہ اسے ایک شیر نے چیر پھاڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شیر کے روپ میں مرحب کو اپنی موت نظر آنے لگی۔ وہ علی رضی اللہ عنہ کے نام کو سن کر سخت خوفزدہ ہو گیا اور اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ اب اگر وہ واپس جاتا ہے تو اس کی بہادری پر دھبہ لگتا ہے' مقابلہ کرتا ہے تو موت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اب دونوں میں سے ایک کام ضروری ہے۔ اب اس نے اپنی بہادری کا بھرم رکھنے کیلئے اللہ اور رسول اللہ کے شیر پر وار کرنا چاہا۔ اس سے پہلے کہ مرحب اپنی جگہ سے حرکت کرتا۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

فضا میں اچھلے اور ذوالفقار کی ایک کاری ضرب اس بدبخت کے سر پر لگائی کہ خوذ کو چیرتی ہوئی لوہے کی زرہ کی زنجیریں کاٹ کر حلق تک دو حصے میں تقسیم کر دیا۔ مرحب زمین پر گر گیا چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔

مرحب کے قتل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بہادروں کو جنگ مغلوبہ کا حکم دے دیا۔ مسلمان یہودیوں پر ایسی تیزی سے حملہ آور ہوئے کہ یہودیوں کو سانس لینے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے یہودیوں کے سات بہادروں کو جہنم واصل کیا۔ اب یہودی شکست کھا کر واپس بھاگے اور مسلمان ان کا قتل عام کرنے لگے۔

قلعہ کے دروازہ کے قریب ایک یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک کاری وار کیا جس سے آپ کے ہاتھ سے ڈھال نیچے گر گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر قلعہ کے آہنی دروازہ کو اپنے ہاتھوں سے اکھاڑ کر ڈھال بنا لیا۔ یہ منظر دیکھ کر یہودی ہمت ہار گئے اور قلعہ سے الامان الامان کی صدائیں آنے لگیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یاد تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قلعہ والوں کو امان دے دی اور اس طرح یہودیوں کا آخری قلعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا اور اسلام کا بول بالا ہو گیا۔

فتح حاصل کرنے کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کے آہنی دروازہ کو نیچے زمین پر پھینک دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سات جوان صحابہ نے مل کر اس دروازہ کو اٹھانا چاہا مگر اٹھانا تو درکنار وہ ساتوں مل کر اس دروازہ کو ہلا بھی نہ سکے۔

قلعہ غموص کو فتح کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمہ سے باہر تشریف لا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا استقبال فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر اپنے نوری ہونٹوں سے بوسہ دیا اور فرمایا۔

علی رضی اللہ عنہ بے شک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم سے راضی ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو بہنے لگے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنسوؤں کا سبب دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آنسو خوشی کے ہیں شکرانے کے نہیں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مجھ سے راضی ہیں۔

بنی لفظ کن سے یہ مخلوق کل ۔۔۔ گیا نور احمد سے یہ راز کھل

فرش سے عرش تک اٹھا پھر یہ غل ۔۔۔ محمد گل است و علی بوئے گل



خیبر میں زہر آلود گوشت نبی کریم ﷺ سے کلام کرنے لگا

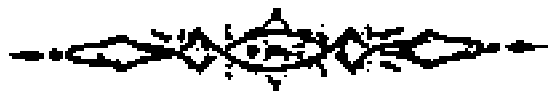
قلعہ غموص کی فتح کے بعد خیبر کے یہود کو امان دے دی گئی تھی مگر اس کے باوجود وہ منافق شرارتوں سے باز نہ آتے تھے کیونکہ یہودی بنیادی طور پر ایک شریر قوم ہیں۔ مرحب کی بھابھی جو سلام بن مشکم یہودی کی بیوی تھی۔ اس کا نام زینب تھا۔ اس کو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو بکری کی دستی کا گوشت بہت مرغوب ہے تو اس بدبخت عورت نے ایک بکری ذبح کروائی اور اس کا گوشت بھون کر دستی کے گوشت میں زہر ملا کر وہ گوشت بطور ہدیہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس وقت کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں تشریف فرما تھے۔

آپ ﷺ نے اپنی پسند کے مطابق دستی کو اٹھایا اور کھانے لگے۔ صحابہ نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ جب آپ نے ایک یا دو لقمے تناول فرمائے زہر آلود گوشت بولنے لگا یارسول اللہ! مجھ میں زہر ملا ہوا ہے' آپ نہ کھائیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا سب کھانے سے ہاتھ روک لیں اس میں زہر ملا ہوا ہے۔

آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ یہودی عورت آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس گوشت میں زہر ملایا

ہے۔ وہ عورت کہنے لگی آپ کو کس نے یہ خبر دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دستی کے اس گوشت نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ عورت کہنے لگی۔ ہاں میں نے اس میں زہر ملایا ہے اس خیال سے کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو زہر آپ پر اثر نہ کرے گی اور اگر آپ اللہ کے رسول نہیں تو ہمیں آپ سے چھٹکارا مل جائے گا۔

صحابہ میں سے حضرت بشیر بن براء اس زہر آلود گوشت کے کھانے سے شہادت پا گئے تو ان کے قصاص میں اس یہودی عورت کو قتل کر دیا گیا۔



خیبر میں ایک گدھے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی

خیبر کی فتح میں جو مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں ایک گدھا بھی شامل تھا۔ وہ گدھا ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور نبی پاک سے کلام کرنے لگا۔ پہلے سلام پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ وہ گدھا کہنے لگا کہ اس کا نام یزید بن شہاب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید نام کو ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ آج سے تمہارا نام یعفور ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم خیبر میں کس کے پاس تھے وہ کہنے لگا کہ وہ ایک مرحب نامی یہودی کا غلام تھا جو کہ انتہائی بدمزاج تھا اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتا تو وہ ناپسندیدگی کا اظہار کرتا اور اس کا چہرہ بگڑ جاتا۔

یعفور کہنے لگا کہ جب وہ یہودی میرے اوپر سواری کرنے لگتا تو میں اسے جان بوجھ کر نیچے گرا دیتا تھا اس پر وہ مجھے سخت تکلیف دیتا اور بھوکا رکھتا تھا اور مارتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اگر تم چاہو تو تمہارا جوڑا مہیا کر دیا جائے تو وہ گدھا کہنے لگا نہیں یا نبی اللہ!

پھر عرض کرنے لگا کہ اس کے باپ دادا کہا کرتے تھے کہ ان کی نسل میں ستر گدھوں کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ان پر سواری کریں گے اور آخری نبی جن کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ وہ بھی ہماری نسل پر سواری فرمائیں گے تاکہ انبیاء کرام کی سنت پوری ہو کیونکہ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجموعہ صفات نبی ہوں گے۔ تمام انبیاء کی صفات اس آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوں گی۔

یعفور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! میں اپنی نسل کا آخری گدھا ہوں اور آپ کی سواری کیلئے زندہ ہوں اور میرے بعد میری نسل بھی ختم ہو جائے گی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس پر سواری فرمائی اور انبیاء کی سنت کو پورا فرمایا وہ گدھا ساری عمر آپ ﷺ کے پاس رہا۔ جب نبی کریم ﷺ اس پر سواری فرماتے تو وہ کبھی بھی بول و براز نہیں کرتا تھا اور جس جس راستے سے نبی کریم ﷺ گزرتے تھے۔ ان راستوں پر بھی اس نے کبھی پیشاب نہیں کیا کیونکہ مدینہ طیبہ کے جانور بھی نبی کریم ﷺ کے قدموں کا احترام کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے فقہ کے امام حضرات امام مالک رضی اللہ عنہ ساری عمر مدینہ پاک میں رہے اور پاؤں میں جوتے نہیں پہنے اور مدینہ طیبہ کی حدود سے باہر جا کر رفع حاجت کیا کرتے تھے۔ کسی شاگرد نے پوچھا تو فرمایا کہ مدینہ پاک کے گلی کوچوں میں نبی کریم ﷺ کے قدموں کے نشان ہیں کہیں ان مقدس نشانات کی بے ادبی نہ ہو جائے۔

یعفور گدھا مسجد نبوی شریف کے باہر ہر وقت حاضر رہتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کو اگر کسی صحابی کی ضرورت ہوتی تو یعفور سے فرماتے کہ جاؤ فلاں صحابی کو بلا لاؤ۔ یعفور گدھے کو مدینہ طیبہ میں ہر صحابی کے گھر کا علم تھا۔ وہ جاتا اور اپنے پاؤں سے اس صحابی کے دروازے پر دستک دیتا جب وہ صحابی اپنے گھر سے باہر تشریف لاتے تو وہ اپنے سر کے ساتھ اشارا کرتا کہ چلو نبی کریم ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔

تو وہ صحابی یعفور کے پیچھے پیچھے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو جاتے۔ یعفور گدھا در مصطفیٰ کا چپڑاسی تھا۔ ہرکارہ تھا جیسے ہد ہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہرکارہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے تین دن بعد یہ گدھا مر گیا۔



اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو علم لدنی بھی عطا فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور اپنے محبوب محمد ﷺ کو تمام علوم عطا فرمائے ہیں جیسا کہ قرآن کریم کی سورہ النساء' آیت نمبر ۱۱۳ میں ارشاد فرمایا۔

وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡكَ عَظِیۡمًا ؕ

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت مبارک میں ہر علم کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام علوم عطا فرمائے۔ جن میں علم لدنی بھی شامل ہے کیونکہ آپ ﷺ جانوروں اور چرند و پرند کی بولیوں کو سمجھ جاتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے مشہور ہے کہ ایک ہرنی نے آپ ﷺ سے کلام کیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چند صحابہ سید المرسلین محمد ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے نواح میں نکلے وہاں راستہ میں ایک اعرابی نے خیمہ لگایا ہوا تھا اور اس خیمے میں ایک ہرنی بندھی ہوتی تھی۔ جب ہم خیمہ کے نزدیک پہنچے اور ہرنی کی نگاہ نبی کریم ﷺ کے والضحیٰ کے مکھڑے پر پڑی تو وہ عرض کرنے لگی یارسول اللہ!

یہ اعرابی مجھے جنگل سے پکڑ کر لایا ہے اور میرے دو ننھے بچے جنگل میں رہ گئے ہیں۔ بچوں کی جدائی اور قید کی پریشانی میں میرے تھنوں سے دودھ بھی سوکھ گیا ہے۔ یہ اعرابی مجھے ذبح بھی نہیں کرتا کہ میں اس غم اور پریشانی سے نجات حاصل کروں اور آزاد

بھی نہیں کرتا کہ میں اپنے بھوکے بچوں کو جا کر دودھ پلا سکوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہیں آزاد کر دوں تو تم اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤ گی۔

وہ ہرنی کہنے لگی ہاں یارسول اللہ! اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب میں مبتلا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے قید سے آزاد کر دیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کا شکریہ ادا کر کے تیزی کے ساتھ دوڑتی ہوئی جنگل کی طرف چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ خیمہ کے باہر تشریف فرما رہے۔

کچھ دیر کے بعد وہ اعرابی پانی کا مشکیزہ اٹھائے آیا اور ہرنی کو نہ دیکھ کر ناراضگی کا اظہار کرنے لگا کہ اسے میری اجازت کے بغیر کیوں کھولا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ابھی واپس آ جائے گی۔ اعرابی کہنے لگا کبھی جانور بھی واپس آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مجھ سے وعدہ کر کے گئی ہے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ دور سے گرد و غبار اٹھتا نظر آیا۔ دیکھا تو وہ ہرنی بھاگتی چلی آ رہی ہے اور بھاگنے کی وجہ سے اپنی زبان کو اپنے ہونٹوں پر پھیر رہی ہے۔ اعرابی یہ معاملہ دیکھ کر بہت حیران و پریشان ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس اعرابی سے پوچھا کہ کیا تم اسے میرے ہاتھ فروخت کرنا چاہو گے۔ وہ اعرابی رضامند ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے اس ہرنی کی قیمت ادا کر کے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے اس ہرنی کو جنگل میں دیکھا کہ وہ اپنی زبان سے پڑھتی جاتی تھی۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

جو لوگ بلند آواز کلمہ طیبہ پڑھنے پر فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ اس ہرنی سے سبق سیکھیں اور ہدایت حاصل کریں۔



سورج پھرا اُلٹے قدم

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں۔ آپ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور دوسرے کئی مسلمانوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئی تھیں۔ فتح خیبر والے دن حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ اور دوسرے مسلمانوں کو لے کر حبشہ سے واپس تشریف لا رہے تھے اور خیبر کی فتح والے دن خیبر کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو از حد خوشی ہوئی۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ خیبر کی فتح مکمل ہونے کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سمیت واپس مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے۔ ابھی ہم خیبر کے صحراء میں تھے۔ سب لوگ ایک منزل پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے۔ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے نماز عصر ادا نہ کر سکے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کیلئے اپنی گود کو سرہانہ (تکیہ) بنا دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کیا اور اس وقت سورج غروب ہونے پر تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کبھی بھی نماز قضا نہ ہوئی تھی اور اس وقت عصر کی نماز قضا ہو

رہی تھی جس نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (البقرہ:۲۳۸)

نگہبانی کرو، سب نمازوں کی اور بیچ والی نماز (عصر) کی اور کھڑے رہو اللہ کے حضور ادب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یاد تھا اور یہ حکم بھی یاد تھا۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ علی رضی اللہ عنہ میں کچھ دیر آرام فرمانا چاہتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آمین کہی اور آپ کو گود میں لے کر سلا دیا۔ نماز جا رہی ہے نماز ادا کرنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماننے کا ارشاد بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس وقت علی رضی اللہ عنہ ایک وقت میں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی اطاعت میں مصروف ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی غروب ہوتے سورج کو دیکھ رہے ہیں اور کبھی سراج منیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والضحیٰ مکھڑے کو دیکھ رہے ہیں۔ جس نور سے سورج بھی نور حاصل کرتا ہے۔ آپ اس نور والے چہرہ مبارک کو دیکھ رہے ہیں اور اس دوران سورج آدھا غروب ہو گیا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ آج علی رضی اللہ عنہ تیری عصر کی نماز قضا ہو گئی کیونکہ ایمان والوں کیلئے نماز چھوڑ دینا بہت محال ہے۔ یہ سوچ سوچ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آنسوؤں میں سے ایک آنسو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والضحیٰ چہرہ پر گرا۔ وحی کے آثار ختم ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھولیں تو حضرت علی سے پوچھا علی کیا بات ہے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں۔ عرض کرنے لگے یارسول اللہ! میری آج عصر کی نماز قضا

ہوگئی ہے۔اس پر سید المرسلین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی اور عرض کی۔

یااللہ!

میرا علی رضی اللہ عنہ تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اور اس کی نماز عصر قضا ہو گئی ہے یااللہ! تو سورج کو حکم دے کہ وہ واپس عصر کے وقت پر آ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ اپنی انگلی مبارک سے سورج کو واپس آنے کا حکم دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی سے سورج کو واپس آنے کا اشارہ کیا تو تمام صحابہ نے دیکھا کہ سورج واپس پلٹ آیا اور اس کی کرنوں سے صحرا اور پہاڑ چمکنے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے نماز عصر ادا فرمائی اور پھر سورج غروب ہوگیا۔

سورج کو واپس لوٹانا حضور نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک ہے۔

اسی معجزہ کی مناسبت سے حضرت احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ڈوبا سورج کسی نے پھیرا نہیں
کوئی مثل ید اللہ دیکھا نہیں
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانہ نہیں جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام



معجزۂ شق القمر

غروب شدہ سورج کو واپس بلانا نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک ہے۔ اسی طرح چاند کے دوٹکڑے کرنا بھی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ القمر میں اس معجزہ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○

پاس آئی قیامت اورشق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

دشمن اسلام ابوجہل نے اسلام کو پھیلنے پھولنے سے روکنے کی بہت کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے اسکی ہر چال ناکام بنا دی اور اللہ کا دین اسلام دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی پاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے حبیب جناب محمد ﷺ کا نام پوری عرب دنیا میں روشن ہوتا گیا۔ ابوجہل کا ایک یمنی دوست تھا جس کا نام حبیب ابن مالک تھا۔ یمن سے تعلق کی وجہ سے اسے حبیب یمنی کہا جاتا تھا۔ یہ پہلوان بھی تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار بھی تھا۔

ابوجہل نے ایک دن اپنے یمنی دوست حبیب یمنی کو پیغام بھیجا کہ اس پر ایک مشکل آن پڑی ہے اور تم نے ہمیں پوچھا تک نہیں۔ حبیب یمنی فوراً چلا آیا اور ابوجہل سے پوچھا کہ کون سی مشکل تم پر آن پڑی ہے۔ ابوجہل کہنے لگا کہ محمد ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اس سے بڑی مشکل اور کون سی ہوسکتی ہے۔

حبیب یمنی نے کہا کہ تم سرداران قریش کا جلسہ کرو اور محمد ﷺ کو اس اجلاس

میں بلاؤ۔ پھر میں وہاں ان سے کچھ سوالات کرونگا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا گیا اور آپ ﷺ قریش کے اجلاس میں تشریف لے گئے اس رات چاند کی چودھویں تھی اور چاند اپنے پورے جوبن پر تھا۔

نبی کریم ﷺ کی آمد سے کچھ دیر پہلے ابوجہل اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ دیکھو جب محمد ﷺ آئیں تو کوئی شخص بھی ان کا استقبال کھڑا ہو کر نہ کرے یعنی کوئی شخص ان کی عزت افزائی نہ کرے۔ سب نے ابوجہل کی بات پر آمین کہی۔ جب نبی کریم ﷺ قریش کے اجلاس میں تشریف لائے تو سب سے پہلے ابوجہل اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اس کو دیکھ کر تمام سرداران قریش اور دوسرے مہمان حضرات بھی اپنی اپنی جگہوں پر احتراماً کھڑے ہوئے پھر جب اجلاس برخاست ہوا تو سب لوگوں نے ابوجہل سے کہا کہ تم نے ہمیں کھڑا ہونے سے منع کیا تھا اور خود محمد ﷺ کے احترام میں کھڑا ہو گیا کیوں؟ ابوجہل کہنے لگا کہ جب محمد ﷺ تشریف لائے تو میرا ان کے احترام میں کھڑا ہونے کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن جب محمد ﷺ اجلاس میں تشریف لائے تو کسی ان دیکھی طاقت نے میرے دونوں کان پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیا۔ اگر میں کھڑا نہ ہوتا تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میرے دونوں کان جڑ سے اکھاڑ دیئے جاتے۔ مجھے تو زبردستی کھڑا کیا گیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ قریش کے اجلاس میں تشریف لائے اور حبیب ابن مالک نے حضور نبی کریم ﷺ کا نورانی چہرہ مبارک دیکھا تو اس کا دل بول اٹھا کہ ایسا نورانی چہرہ کسی جادوگر یا جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ یہ ہستی ضرور بر ضرور اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبعوث کی گئی ہے۔

حبیب ابن مالک نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں گزارش پیش کی کہ آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس بات کی کہ اللہ ایک ہے وہ وحدہ لاشریک ہے اور فرمایا کہ میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں۔

حبیب ابن مالک بولا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے تمام رسولوں کو معجزات عطا

فرمائے تھے۔ آپ اگر اللہ کے رسول ہیں تو آپ کے پاس کون سا معجزہ ہے۔ اللہ کے فضل سے غیب جاننے والے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے حبیب! تو جو ہے چاہیے حبیب ابن مالک نے ڈمیں کہا کہ اگر واقعی محمد اللہ کے رسول ہیں تو ان سے دو باتوں کا مطالبہ کرتا ہوں۔ ایک ظاہر اور دوسری باطن رکھوں گا اور اللہ کے نبی دل کی بات کو بھی بوجھ لیتے ہیں۔ حبیب ابن مالک کی ایک بیٹی تھی جو پیدائشی اپاہج تھی۔ صرف لیٹی رہتی تھی۔ ہل جل نہ سکتی تھی۔ حبیب ابن مالک نے دل میں یہ بات رکھی کہ میں اپنی بیٹی والی بات باطن میں رکھوں گا۔ اگر محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں تو جان جائیں گے۔

حبیب ابن مالک تھوڑی دیر سوچ میں پڑ گیا تو تمام سرداران قریش اس کے منہ کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں حبیب ابن مالک کیا مطالبہ کرتا ہے۔

حبیب ابن مالک نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا تو کہنے لگا میرا ایک مطالبہ تو یہ ہے کہ آپ چاند کے دو ٹکڑے کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ کے والضحیٰ مکھڑے پر مسکراہٹ آ گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ چاند بچپن میں نبی کریم ﷺ کا کھلونا تھا۔ آپ اپنے بچپن میں چاند سے کھیلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی انگلی کو ادھر کرتے تو چاند ادھر رقص کرتا۔ دوسری طرف کرتے تو چاند آپ ﷺ کی انگلی کی طرف گھوم جاتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگ میرے ساتھ صفا پہاڑ پر چلیں۔ حبیب ابن مالک تمام لوگوں کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کے ساتھ صفا پہاڑ پر آ گیا۔

وہاں کھڑے ہو کر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور ان دونوں ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف ہو گیا۔

کافی دیر گزرنے کے بعد حبیب ابن مالک کہنے لگا کہ اب آپ اسے دوبارہ جوڑ دیں تو نبی کریم ﷺ نے پھر انگلی سے اشارہ کیا تو دونوں ٹکڑے مل گئے۔ پھر سرور عالم ﷺ نے فرمایا اے حبیب تمہارا دوسرا مطالبہ کیا ہے تو وہ پہلا معجزہ دیکھ کر دل میں ایمان

لانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ خود معلوم کر لیں کہ میرے دل میں کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ایک بیٹی ہے جو پیدائشی اپاہج ہے اور تو چاہتا ہے کہ اسے شفا ہو جائے۔ جا تو گھر جا کر دیکھ اسے شفا ہو گئی ہے۔ یہ سن کر حبیب ابن مالک نے فوراً کلمہ توحید و رسالت پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ اور بہت سے لوگوں نے کلمہ پڑھ لیا۔

کلمہ پڑھنے کے بعد حبیب ابن مالک اپنی بیٹی کو دیکھنے کیلئے واپس روانہ ہوا اور جب وہ اپنے گھر پہنچا اور اپنے دروازے پر دستک دی تو اس کی بیٹی نے دروازہ کھولا اور اس لڑکی کی زبان پر تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حبیب ابن مالک کہنے لگا بیٹی یہ کلمہ تجھے کس نے پڑھایا ہے۔ وہ بیٹی کہنے لگی ابا جان! جس پاک ہستی کے پاس آپ گئے تھے وہ یہاں تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ نے میرے جسم پر اپنا دست مبارک پھیرا تو مجھے مکمل شفا ہو گئی اور مجھے کلمہ بھی پڑھوایا۔

حبیب ابن مالک نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کس وقت یہاں تشریف لائے تھے تو ان کی بیٹی نے جو وقت بتلایا اس وقت حبیب ابن مالک صفا پہاڑ پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس معجزہ سے ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا کامل ثبوت ملتا ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ یہ دنیا میرے لئے رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ نبی پاک ﷺ پوری دنیا کو دیکھ رہے ہیں اور پوری دنیا کی ہر چیز آپ ﷺ کے دائرہ اختیار میں ہے۔ الحمدللہ۔

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی (ﷺ)



غزوۂ ذات الرقاع

یہ غزوہ محرم ۷ ہجری میں پیش آیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم چار سو صحابہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس غزوہ میں شریک تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیلئے پانی طلب فرمایا۔ پورے لشکر میں کسی صحابی کے پاس پانی نہ ملا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ فلاں انصاری کے پاس جاؤ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پینے کا پانی رکھا کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے لیکن ان کے پاس بھی پانی نہ ملا۔ وہاں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک پرانی مشک کے منہ پر پانی کا ایک قطرہ دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مشک لے کر آؤ۔ پھر لکڑی کا ایک کہڑہ یا ٹب منگوایا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو اس ٹب میں اس طرح رکھا کہ آپ کی انگلیاں مبارک پھیلی ہوئی تھیں۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پانی کے اس قطرے کو میرے ہاتھ پر ڈالو۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق وہ قطرہ پانی آقا و مولیٰ کے ہاتھ مبارک پر ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچوں انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہو گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تمام صحابہ کو بلایا گیا اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باری باری پانی پیا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ جب تمام صحابہ پانی نوش فرما چکے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک باہر نکالا اس وقت بھی وہ ٹب پانی سے مکمل بھرا ہوا تھا۔

شاہ احمد رضا رضی اللہ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
وہ ہے رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

غزوۂ موتہ

غزوہ موتہ ماہ جمادی الاول سنہ ۸ ہجری میں لڑی گئی۔ موتہ ملک شام کا ایک مشہور مقام کا نام ہے۔ اس وقت یہاں پر جنگ میں استعمال ہونے والی تلواروں کے کارخانے تھے اور عرب اور قبائل عرب موتہ کی بنی ہوئی تلواریں ہی استعمال کرتے تھے۔ حدیبیہ میں کفار مکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان جنگ نہ کرنے کا معائدہ طے پا گیا جس سے مدینہ طیبہ اور مسلمانوں کو کفار مکہ کی طرف سے جنگ کا خطرہ ٹل گیا اور نبی کریم ﷺ نے تمام دنیا میں دین اسلام کی تبلیغ پر خطوط لکھنا شروع کر دیئے۔ تمام ممالک کے سربراہوں کو خطوط تحریر فرمائے اور امن کے دین اسلام میں داخل ہونے کی ہدایت فرمائی۔

سید المرسلین ﷺ نے ایک خط قیصر روم کے نام لکھا اور اپنے ایک صحابی حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو یہ خط دے کر قیصر روم کے دربار میں بھیجا۔ روم جانے کیلئے ملک شام سے گزرنا پڑتا تھا۔ اس وقت ملک شام اور اس کے سرحدی علاقوں پر ایک عیسائی شرجیل بن عمرو کی حکومت تھی اور یہ قیصر روم کے زیر کنٹرول تھا۔ یہ حکمران اسلام کا سخت دشمن تھا۔ جب حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سفیر کی حیثیت سے ملک شام سے گزرے تو اس بدبخت شرجیل بن عمرو نے انہیں حراست میں لے لیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کا خط قیصر روم تک پہنچے۔ چنانچہ اس نے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ حالانکہ کسی ملک کے سفیر کو قتل کرنا ہمیشہ ہی سے جرم رہا ہے۔

سید عالم ﷺ کے دربار میں حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجلاس بلایا اور صلاح و مشورہ کے بعد

طے یہ پایا کہ ہمیں اپنے سفیر حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینا چاہئے چنانچہ تین ہزار مجاہدین اسلام کا لشکر تیار کیا گیا۔

اس وقت خالد بن ولید اسلام قبول کر چکے تھے اور وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت رکھتے تھے۔ اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جس غزوہ میں سب سے پہلے حصہ لیا وہ غزوہ موتہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا اور تمام لشکر کو ایک جگہ اکٹھا فرما کر ہدایت فرمائی اور فرمایا۔

پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو پھر جنگ کی ضرورت نہیں۔ دین اسلام کا پہلا سنہری اصول یہی ہے کہ کفار سے جنگ شروع کرنے سے دین اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر کافر اپنے کفر سے باز آ جائیں اور دین اسلام کو قبول کر لیں تو پھر مسلمانوں کے بھائی بن جاتے ہیں اور بھائیوں سے جنگ نہیں لڑی جاتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی رضا سے زید بن حارث شہید ہو جائیں تو جعفر ابن ابی طالب سپہ سالار ہوں گے اور اگر جعفر بن ابی طالب بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ ابن رواحہ سپہ سالار ہوں گے اور اگر عبداللہ ابن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو تم کو اختیار ہے جسے مناسب سمجھو اپنا سپہ سالار چن لینا۔

لشکر اسلام روانہ ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیّبہ سے باہر ثنیۃ الوداع تک فوج کے ساتھ تشریف لائے اور یہاں رک کر تمام صحابہ سے خطاب فرمایا اور فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ کے نام پر جنگ کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو جو ملک شام میں ہیں' سے قتال کرو اور خاص دھیان رکھنا۔ عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا اور جو گوشہ نشین اور نہتے ہیں انہیں بھی قتل نہ کرنا۔ دشمن کے درخت نہ کاٹنا اور ان کے مکانوں کو نہ گرانا''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو کوچ کا حکم دیا اور خود واپس مدینہ طیّبہ میں تشریف فرما ہوئے۔

غزوہ موتہ اور نبی کریم ﷺ کا علم غیب

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ اور اپنے محبوب نبی ﷺ کو جو علم غیب عطا فرمایا ہے۔غزوہ موتہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔موتہ اور مدینہ طیّبہ کے درمیان ایک ہزار کوس کا فاصلہ ہے۔جس وقت مسلمان فوج موتہ میں پہنچ کر جنگ کیلئے تیار ہوئی اس وقت نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے موتہ تک راستہ کی ہر رکاوٹ کو دور فرما دیا تھا اور نبی کریم ﷺ اپنی آنکھوں سے موتہ کا میدان جنگ دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے۔اے میرے صحابہ! اس وقت جنگ شروع ہوئی اور میرا زید علم اُٹھا کر میدان جنگ میں آگے بڑھے اور کچھ دیر کے بعد فرمایا میرا زید لڑتے لڑتے شہید ہو گیا اور علم میرے جعفر بن ابی طالب نے اٹھا لیا۔پھر ارشاد فرمایا لڑائی جاری ہے اور میرا جعفر لڑتے لڑتے شہید ہو گیا اور یہ بیان فرماتے وقت آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ دونوں سے بہت محبت تھی۔حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور اولین صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔نبوت کے پانچویں سال جب مکہ میں کفار مکہ نے مسلمانوں کا جینا محال کر دیا تھا اور آئے دن مسلمانوں پر تشدد کرنے تھے تو نبی کریم ﷺ کے حکم سے حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئے تھے اور حبشہ میں نبی کریم ﷺ کے سفیر کی حیثیت سے تقریباً ۱۲ سال قیام پذیر رہے اور دین اسلام کی تبلیغ کا حق بھی ادا کیا۔شاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔۷ ہجری غزوہ خیبر والے

دن فتح خیبر کے موقع پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے تمام مسلمان ساتھیوں کو لے کر مدینہ آتے ہوئے خیبر کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بتا نہیں سکتا کہ آج مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہے یا جعفر بن ابو طالب کے آنے کی اور خیبر کے مالِ غنیمت میں سے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو بھی حصہ دیا۔

جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اب علم میرے عبداللہ ابن رواحہ نے علَم اٹھا لیا ہے اور گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ کچھ دیر جنگ کے حالات ملاحظہ فرماتے رہے اور پھر فرمایا۔ اب میرا عبداللہ ابن رواحہ بھی شہید ہو گیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے مل کر صلاح و مشورہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا سپہ سالار چن لیا تو اس وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو ملاحظہ فرما رہے تھے اور فرمایا عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خالد بن ولید کو امیر چن لیا گیا ہے اب مسلمانوں کو خیر ہے۔

غزوہ موتہ میں فتح و نصرت کے بعد جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تمام حالات و واقعات عرض کرنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے غازیان موتہ! جنگ کے حالات و واقعات تم مجھے سناؤ گے یا کہ میں تمہیں سناؤں۔

تمام صحابہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ! آپ عالم الغیب نبی ہیں۔ آپ ہی سنا دیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع جنگ سے آخیر جنگ تک تمام حالات، واقعات اور شہادت زید رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ و عبداللہ رضی اللہ عنہ سب تفصیل سے بیان فرمائے تو تمام مسلمان فوج بیک زبان ہو کر بول اٹھی۔

"اے اللہ کے حبیب، آپ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ حرف بہ حرف بالکل صحیح ہے اور آپ نے جنگ کے میدان اور جنگ کے دوران کی ہر چھوٹی چھوٹی بات بھی ہمیں بتلا دی جو کہ ہمارے ذہن و دماغ میں بھی نہ تھی"۔

- عالم الغیب نبی جناب محمد ﷺ نے فرمایا:

یہ میرے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جس نے میری نظروں کے سامنے سے تمام پردے ہٹا کر میدان جنگ کو میری نظروں کے سامنے کر دیا اور میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں لڑتے ہوئے دیکھا اور تمہاری بہادری کو ملاحظہ فرمایا۔

جنگ موتہ میں جن تین اکابر صحابہ نے شہادت پائی۔ ان کے متعلق سید عالم ﷺ نے فرمایا ان تینوں شہداء کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں بہت اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔

آپ سا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے



انٹرنیٹ اور علم غیب نبی ﷺ

ہم نے جنگ موتہ میں نبی کریم ﷺ کے علم غیب کو بیان کیا ہے۔ آج کے جدید دور میں بعض لوگ ایسے ہیں جو کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا صریحاً انکار کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ حضور اقدس ﷺ کو اللہ کا نبی مانتے بھی ہیں اور نبی ﷺ کے علم کا انکار بھی کر دیتے ہیں حالانکہ نبی کا معنی یہ ہے کہ جو غیب کی خبریں جانتا ہو وہی نبی ہوتا ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ تو مجموعہ صفات ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی صفات کو جمع کیا جائے تو محمد (ﷺ) بنتے ہیں۔ جدید دور میں کئی آلات ایسے نکل آئے ہیں جن سے دور کی چیزیں نظر آ جاتی ہیں۔

ہمیں یورپ میں رہتے ہوئے ایک عرصہ ہونے والا ہے۔ یہاں ہمارے پاکستانی مسلمان جب مکان خریدتے ہیں یا کرایہ پر لیتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مکان میں شفٹ ہونے سے پہلے ختم شریف کروایا جائے کیونکہ پہلے مکان کا مالک عیسائی تھا۔ اب مسلمان نے لے لیا تو مسلمان کی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر درود وسلام ہو تو یہ مکان پاک ہو جائے گا اور ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے چنانچہ جب بھی کوئی پاکستانی مومن مسلمان مکان خریدتا ہے تو ہمیں کہتا ہے کہ ہمارے مکان میں تشریف لائیں اور ختم شریف پڑھیں۔

ایک شہر میں ایک پاکستانی نے مکان کرایہ پر لیا اور ہمیں فون کیا کہ مہربانی فرما کر میرے مکان میں دعا فرما دیں۔ ہم چند اور پاکستانی مسلمانوں کے ساتھ اس بھائی کے مکان میں گئے اور ختم شریف پڑھا۔ اپنے نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر

درودوسلام پڑھااور دعا کی۔ دعا میں نبی کریم ﷺ کی ساری امت کیلئے بخشش اور خیر کی التجا کی تو اس محفل میں ایک پاکستانی مسلمان بھائی موجود تھے جو اسی بلڈنگ کے نچلے حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ وہ کہنے لگے کہ مہربانی فرما کر آپ میرے مکان میں بھی تشریف لائیں اور دعا فرمائیں۔

ہم اپنے دوستوں کے ساتھ اپنے اس پاکستانی بھائی کے گھر بھی چلے گئے اور دعا کی۔ اس دوران ان کی اہلیہ نے چائے تیار کی اور کمرے میں چائے بھیج دی۔ کمرے میں کمپیوٹر رکھا ہوا تھا اور کمپیوٹر کے اوپر ایک کیمرہ لگا ہوا تھا۔ ہم نے اپنے پاکستانی بھائی سے پوچھا بھائی یہ کیا ہے تو وہ کہنے لگے کہ یہ انٹرنیٹ ہے اور کمپیوٹر کے اوپر کیمرہ لگا ہوا ہے۔ ہم انٹرنیٹ فون پر پاکستان میں اپنی والدہ صاحبہ سے بات کرتے ہیں تو کیمرہ کے ذریعے اپنی والدہ کو دیکھتے ہیں اور ہماری والدہ پاکستان میں کیمرہ کے ذریعے ہمیں دیکھتی ہیں۔

ہم نے عرض کیا کہ کیا اس کیمرہ کے ذریعے آپ پاکستان میں اپنے گھر کی ہر چیز کو دیکھ سکتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ ہاں جس طرف کیمرہ گھماتے جاؤ اس طرف کی ہر چیز نظر آنے لگے گی۔

ہم نے عرض کیا کہ جنگ موتہ میں نبی کریم ﷺ نے بغیر کسی کیمرہ کے مدینہ پاک میں بیٹھ کر جنگ کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرمایا اور رپورے میدان جنگ کے حالات اور ذرہ ذرہ سے اپنے ساتھ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے صحابہ کو آگاہ فرمایا تھا۔

ہم نے عرض کیا کہ کیمرہ اپنی رینج کے علاوہ کسی اور چیز کو نہیں دیکھ سکتا مگر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

حتیٰ کہ اس وقت نبی کریم ﷺ ہمیں اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ سورۃ الاحزاب' آیت نمبر ۴۵

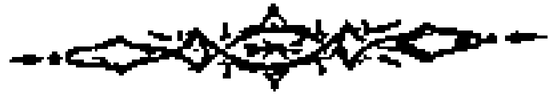
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

حضور نبی کریم ﷺ قیامت تک ہونے والی ساری مخلوق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال وافعال اور احوال سے باخبر ہیں سب کا مشاہدہ فرمارہے ہیں۔

ہماری اس گفتگو کو سن کر پاکستانی مسلمان برملا کہنے لگے کہ ہم نبی کریم ﷺ کو حاضر وناظر نبی مانتے ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا



نبی کریم ﷺ کی صفت حاضر و ناظر سن کر عیسائی مبلغ بھاگ گیا

اٹلی یورپ کا وہ ملک ہے جہاں عیسائیوں کے پوپ کا مرکز ہے۔ تمام دنیا کے عیسائی پوپ کو اپنا مذہبی رہنما مانتے ہیں۔ یہاں اٹلی میں عیسائیوں کی ایک تبلیغی جماعت بھی ہے جو کہ ہر اتوار کو لوگوں کے گھروں میں جاتی ہے۔ ہر جماعت میں دو یا تین افراد ہوتے ہیں ان کو ایک علاقہ دیا جاتا ہے۔ یہ اتوار کے دن یا چھٹی والے دن اس علاقہ کے ہر گھر میں جا کر تبلیغی پمفلٹ تقسیم کرتے ہیں۔ اس جماعت میں ایک مرد اور دو عورتیں ہوتیں ہیں یا ایک خوبصورت عورت اور دو مرد ہوتے ہیں۔ یہاں یورپ میں غیر ملکی لوگوں میں اکثریت بغیر فیملی کے یہاں مقیم ہیں اور جس وقت کی اہم بات کر رہے ہیں۔ اس وقت تقریباً دس سال پہلے یہاں اٹلی میں پاکستانیوں کی چند فیملیاں یہاں تھیں باقی ۹۵ فیصد حضرات بغیر فیملی کے رہتے تھے اور ایک پاکستانی نے مکان خریدا ہوا ہے یا کرایہ پر لیا ہوا ہے تو پانچ یا چھ دوسرے پاکستانی اس کے ساتھ رہتے تھے اور کرایہ فی کس تقسیم کر لیتے تھے۔

عیسائیوں کی تبلیغی جماعت میں خوبصورت جوان عورتوں کی وجہ سے اکثر نوجوان حضرات ان عیسائی مبلغوں کو اپنے گھر میں بٹھا کر ان کی بات سنا کرتے تھے۔ ہم بھی جس پاکستانی بھائی کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ بھی اکثر اتوار یا چھٹی والے دن عیسائیوں کی تبلیغی جماعت کو اپنے ڈرائنگ روم میں بٹھا لیا کرتے تھے۔ ایک دن ہم بھی گھر پر

تھے کہ وہ تبلیغی جماعت آن دھمکی ان کے ہاتھوں میں تقریباً ہر زبان میں تبلیغی پمفلٹ تھا جس میں ہماری اردو زبان میں بھی پمفلٹ تھا جس میں ہماری اردو زبان میں بھی پمفلٹ تھا۔ ہم نے محسوس کیا کہ ہمارا مالک مکان عیسائیوں کی جماعت میں شامل نوجوان اور خوبصورت عورت کی طرف بڑی دلچسپی اور معنی خیز نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اس اتوار کو تو وہ مجھے دیکھ کر چلے گئے۔ میں نے اپنے پاکستانی بھائی سے کہا کہ اگر تم مجھے اجازت دو تو آنے والی اتوار کو میں ان لوگوں سے گفتگو کروں۔ وہ بھائی کہنے لگے کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے کہا کہ آئندہ اتوار کی گفتگو کے بعد یہ عیسائی تبلیغی جماعت پھر کبھی اس علاقہ میں بھی نظر نہ آئے گی۔ انشاء اللہ آئندہ آنے والی اتوار کو وہ تبلیغی جماعت پر پمفلٹ تقسیم کرنے کیلئے ہمارے گھر میں آئی تو میں وضو کر کے تیار بیٹھا تھا۔ میں نے انہیں اپنے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور آنے کا مقصد پوچھا۔ الحمد للہ میں نے یہاں یورپ میں بھی پوری سنت رسول ﷺ رکھی ہوئی ہے۔ میری داڑھی دیکھ کر پہلے تو وہ لوگ ذرا جھجکے پھر کہنے لگے کہ ہم یہاں عیسائیت کی تبلیغ کرنے آتے ہیں۔

ہم نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں۔ ہمیں کسی اور دین کی تبلیغ کی ضرورت نہیں۔ عیسائیوں کی جماعت کا لیڈر کہنے لگا کہ تم لوگ اپنا وطن چھوڑ کر یہاں روزی کمانے کیلئے آئے ہو۔ تمہارے وطن میں امن وسکون نہیں ہے۔ تم یہاں امن وسکون کے ساتھ روزی کماتے ہو تو تمہیں یہاں کا مذہب اختیار کرنا چاہئے جس میں امن وسکون ہے۔ ہم میں پانچ چھ پاکستانی بھی موجود تھے جو ہماری گفتگو سن رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ ہمارے وطن کا امن وسکون تو تم عیسائیوں نے تباہ کیا ہے۔

وہ کہنے لگا کہ وہ کیسے تو ہم نے انہیں بتلایا کہ ہم مسلمان سارے ہندوستان کے حکمران تھے کئی سو سال سے مسلمانوں ہندوستان (جس میں اس وقت موجودہ پاکستان اور بنگلہ دیش بھی شامل تھا) پر حکمرانی کر رہے تھے اور ہر مذہب والے بڑے امن وامان

اور خوشحالی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے تھے کہ انگلستان کے عیسائیوں نے تجارت کے روپ میں ہندوستان میں آنا شروع کیا اور پھر سازشیں کر کے مسلمانوں کے اقتدار کو ختم کر کے ہندوستان پر قابض ہو گئے اور سارا مال وخزانہ لوٹ کر اپنے ملک کو مضبوط بنا لیا اور ہمارے لئے غربت اور بدامنی کے اسباب پیدا کر دیئے جس کی وجہ سے اب ہمیں پردیس میں روزی کمانے کیلئے آنا پڑا ہے۔

ہم نے ان لوگوں کو بتلایا کہ اب اس وقت یورپ کے عیسائی امن کے بڑے علمبردار بن رہے ہیں اور جس وقت سپین پر مسلمان حکمران تھے اس وقت اٹلی اور فرانس کے لوگ ڈاکے مارا کرتے تھے۔ مسلمانوں کے گھروں کو لوٹ لیتے تھے۔ میری یہ بات سن کر وہ شخص ایک دم حیران رہ گیا۔ پھر میں نے انہیں بتلایا کہ عیسائیوں کے مذہب میں اس وقت کوئی بھی اچھی بات نہیں یہ ساری ترقی اور تہذیب او رامن یہ سب تم نے ہمارے دین اسلام سے حاصل کیا ہے جبکہ تمہارے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر میں نے انہیں یہ بھی بتلایا کہ جب سلطان نورالدین زنگیؒ کے دور میں مسلمانوں نے روم کے عیسائیوں کو شکست دے کر انہیں قیدی بنایا اور ملک شام میں ان سے فیکٹریوں میں کام لیا تو اس وقت ملک شام میں کپڑے کے بڑے بڑے کارخانے تھے اور اس وقت عیسائیوں کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ جب جنگی قیدی چھوڑے گئے تو انہوں نے اپنے وطن میں جا کر مسلمانوں کی ترقی اور تہذیب کا قصہ اپنے لوگوں کو سنایا تو یورپ کے عیسائی حیران رہ گئے تو اس کے بعد تم لوگوں نے دین اسلام کا مطالعہ شروع کیا اور آج دین اسلام کے اصولوں پر چل کر تم ترقی یافتہ قوم بن گئے ہو۔ پہلے پہل تو وہ عیسائی مبلغ انکار کرتا رہا پھر کافی دیر کی بحث کے بعد وہ کہنے لگا کہ تم ٹھیک کہتے ہو پہلے یورپ کے لوگ چور و ڈاکو ہوتے تھے۔ ہماری ترقی کا راز تمہارے نبی محمد ﷺ کی آخری تقریر ہے جو انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر کی۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ گورے کو کالے پر، کالے کو گورے پر، عربی کو عجمی پر اور

عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں۔ فوقیت صرف اللہ سے ڈرنے والے کو ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہمارے ملکوں میں کوئی بھی کسی کالے سے نفرت نہیں کرتا اور تمہارے عرب میں عربی اور عجمی میں تفریق ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ بھی تمہاری سازشوں کی وجہ سے ہے۔ جب تک عرب پر ترک مسلمان حکمران تھے اس وقت تک کوئی تفریق نہ تھی۔ تم عیسائیوں نے لارنس آف عربیہ کے ذریعے سازش کر کے مسلمان کو مسلمان سے لڑوا دیا اور مسلمان ریاستوں کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیئے جس سے بھائی بھائی سے نفرت کرنے لگا۔

اس کے بعد اس عیسائی مبلغ نے موضوع کو اچانک تبدیل کر دیا اور کہنے لگا کہ تم مسلمانوں میں کئی فرقے ہیں جو کہ اپنے نبی جناب محمد (ﷺ) کی صفات و اختیارات و معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ عیسائیوں میں بہت فرقے ہیں مگر ہر فرقہ اس بات پر متفق ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ تمام فرقے ایک دن عیسیٰ علیہ السلام کا یوم مناتے ہیں۔ مگر تم مسلمانوں میں کئی لوگ ایسے ہیں جو کہ اپنے نبی پاک کی ذات و صفات پر اتفاق نہیں رکھتے اور اپنے نبی پاک ﷺ کے میلاد پاک پر بھی متفق نہیں ہیں۔ اس عیسائی مبلغ کے سوال کے جواب میں ہم نے کہا کہ مسلمانوں میں فرقے بندی بھی تم یورپین عیسائیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ تم عیسائیوں خاص طور پر انگلستان کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کیلئے اپنے لوگوں کو مسلمانوں کے روپ و بھیس میں مسلمانوں میں بھیجا جنہوں نے کمزور ایمان والے مسلمانوں کو خریدا اور مسلمانوں میں فرقہ بازی شروع ہوئی مگر ہم جس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس جماعت کا نام اہل سنت والجماعت ہے۔ یہ جماعت پوری دنیا میں موجود ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے یہ ہماری جماعت اپنے نبی جناب محمد ﷺ کی تمام صفات پر ایمان کامل رکھتی ہے۔ ہم اپنے نبی کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اس وجہ سے ہمیں کسی اور مذہب کی تبلیغ کی ضرورت نہیں اور میرا یہ یقین و ایمان ہے کہ

میرے نبی کریم ﷺ اسوقت مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہو کر میری اور تم لوگوں کی گفتگو سماعت فرما رہے ہیں اور ہم سب لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں۔

ہماری یہ بات سن کر وہ شیطان مبلغ کہنے لگا کہ تم بڑے خطرناک مسلمان ہو۔ ہم نے کہا کہ ہمیں اس پر فخر ہے، یہ سن کر عیسائیوں کی تبلیغی جماعت فوراً رفو چکر ہو گئی اور دوبارہ کبھی بھی اس علاقہ میں نظر نہیں آتی۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو



فتحِ مکہ کے اسباب

حدیبیہ کے مقام پر سید المرسلین ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان جو معائدہ ہوا تھا اس کی مندرجہ ذیل شرائط تھیں:

۱- یہ معاہدہ اس سال کیلئے ہے۔ اس عرصہ میں دونوں فریق ایک دوسرے سے جنگ نہیں لڑیں گے۔

۲- مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیئے واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال انہی حرمت کے مہینوں میں عمرہ کی ادائیگی کیلئے آئیں گے مگر اس کیلئے کچھ شرائط ہوں گی۔

(i) اپنے ساتھ تلوار کے علاوہ کوئی اور اسلحہ نہیں لائیں گے۔

(ii) مسلمان اپنی اپنی تلوار نیام میں رکھیں گے۔

(iii) مکہ میں مسلمانوں کا قیام تین دن تک رہے گا۔

۳- مکہ سے جو شخص مسلمان ہو کر اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ جائیگا۔ محمد ﷺ اور مسلمانوں کو اسے واپس مکہ بھیجنا ہوگا۔ لیکن اس شرط میں اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ شرط صرف مردوں کیلئے ہے یا خواتین بھی اس میں شامل ہیں۔

۴- اگر کوئی مسلمان اپنے دین سے پھر کر مکہ چلا جائے گا تو اسے واپس نہیں کیا جائیگا۔

۵- عرب کے قبائل ان دو فریقین میں سے جس کے ساتھ معائدہ کرنا چاہئیں تو دوسرا فریق اس پر اعتراض نہ کرے گا۔

معائدہ کی آخری شرط کی وجہ سے حدیبیہ کے مقام پر قبیلہ بنو خزاعہ کے سردار بدیل

بن ورقا نے نبی کریم ﷺ سے باہمی دوستی کا معائدہ کر لیا اور مسلمانوں کے حلیف بن گئے جبکہ بنوخزاعہ کے دشمن قبیلہ بنوبکر نے قریش کے ساتھ وفاداری کا معائدہ کر لیا۔

اس معائدہ کی رو سے اگر بنوخزاعہ پر کوئی مصیبت آتی تو مسلمان ان کی مدد کرنے کے پابند تھے اور اگر بنوبکر کسی مشکل میں پھنستے تو قریش مکہ ان کے مددگار ہوتے اور ان کی مدد کر سکتے تھے۔

صلح حدیبیہ کے بعد کچھ عرصہ تو سکون کے ساتھ گزرا اور قریش مکہ کی طرف سے اطمینان ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے پوری دنیا کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت کیلئے خطوط ارسال کئے اور دین اسلام کا نام پوری دنیا میں روشن ہو گیا۔

عرب کے قبائل کی آپس میں سخت دشمنی چلی آ رہی تھی۔ مسلمانوں کے مخالف قبیلہ بنوذیل کے ایک بدبخت شخص نے حضور سید المرسلین ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تو قبیلہ بنوخزاعہ کا ایک شخص وہاں موجود تھا اس نے بنوذیل کے شخص سے کہا کہ اپنی زبان کو لگام دے مگر وہ برابر بکواس کرتا رہا جس کی وجہ سے بنوخزاعہ کے اس شخص نے بنو ذیل کے بدبخت کو پیٹنا شروع کر دیا اور اس کے منہ اور سر کو شدید زخمی کر دیا۔

بنوذیل نے اپنے زخمی شخص کا بدلہ لینے کیلئے بنوبکر سے امداد مانگی ۔ بنوبکر نے قریش سے امداد مانگی اور قریش نے بنوبکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قبیلہ خزاعہ کے بہت سے لوگ قتل ہوئے اور باقی لوگوں نے بھاگ کر حرم پاک میں پناہ لی جس سے لڑائی رک گئی۔ قبیلہ بنوخزاعہ نے حملہ آوروں میں سے قبیلہ قریش کے لوگوں کو پہچان لیا جن میں صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابوجہل سہیل بن عمرو وغیرہ شامل تھے۔

بنوخزاعہ کی طرف سے عمرو بن سالم اپنے ساتھ چالیس افراد کا وفد لے کر امام الانبیاء جناب محمد ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنے اوپر ہونیوالے ظلم کو بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ کو یہ سن کر بہت دکھ محسوس ہوا اور آپ نے فرمایا بنوخزاعہ کی بھرپور مدد کی جائے گی مگر اس سے پہلے میں قریش مکہ کے پاس اپنا سفیر بھیجتا ہوں کہ وہ اس معاملہ

میں کیا عذر پیش کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا اور قریش مکہ کو تین شرائط پیش کیں کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک شرط قبول کر لیں۔

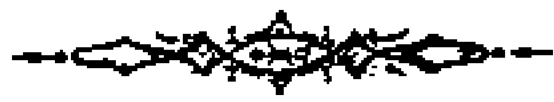
۱۔ قریش مکہ بنوخزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کریں۔

۲۔ بنوذیل اور بنوبکر (بنونفاثہ) کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں۔

۳۔ اعلان کردیں کہ حدیبیہ کا معائدہ ٹوٹ گیا ہے۔

قریش مکہ میں سے ایک سرکردہ شخص قرطہ بن عمرو نے کہ حدیبیہ کا معائدہ ٹوٹ گیا ہے ہی شرط ہمیں منظور ہے۔

قریش مکہ نے آخری شرط کو قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ پر حملہ کی تیاری شروع کردی مگر اس پروگرام کو ابھی پوشیدہ ہی رکھا۔



فتحِ مکہ

رمضان کی دس تاریخ ہجرت کے آٹھویں سال حضور نبی کریم ﷺ دس ہزار صحابہ کی فوج کے ساتھ مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے غزل الغزلات باب پانچ میں نبی آخر الزماں جناب محمد ﷺ کی یہ نشانی بتلائی تھی کہ وہ دس ہزار آدمیوں کے درمیان جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو سید المرسلین ﷺ کی نشانی بتلائی کہ وہ فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتش شریعت ان کیلئے تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ مقام جحفہ پر پہنچے تو آپ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت فرما کر مدینہ جاتے ہوئے راستہ میں ملے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا جان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کو مدینہ بھیج دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ لشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔

قدیہ کے مقام پر مختلف قبائل کو جھنڈے عطا ہوئے۔ لشکر اسلام نے مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر بمقام مرالظہر ان پر قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے۔ تمام قبائل نے الگ الگ آگ روشن کی۔ رات کے وقت ایک عجیب نظارہ نظر آنے لگا۔ قریش مکہ کو لشکر اسلام کی روانگی کی اطلاع کسی طریقہ سے مل چکی تھی۔ چنانچہ قریش نے باہم مشورہ سے ابوسفیان بن حرب عبداللہ بن ابوامیہ حکیم

بن حزم بدیل بن ورقا کو بھیجا۔ جب یہ لوگ مرالظہران کے پاس پہنچے اور جگہ جگہ آگ کے شعلے دیکھے تو پریشان ہو گئے۔ یہ لوگ حیرانی کے عالم میں کھڑے تھے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں آن پہنچے۔ ابوسفیان نے ان سے پوچھا۔ یہ روشنیاں کیسی ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لشکر اسلام ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں ایمان والوں کا لشکر آن پہنچا ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا اے بھائی عباس رضی اللہ عنہ اگر یہ لشکر اسلام اپنی طاقت کے زور پر مکہ میں داخل ہو گیا تو قریش پر قیامت گزر جائے گی۔ ابوسفیان نے پریشانی کے عالم میں جناب عباس رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔ دشمنان اسلام کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً تلوار نکال لی اور ابوسفیان کو کہا تیار ہو جا اے دشمن اسلام اب تیرا آخری وقت آ گیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوسفیان کو میں نے پناہ دی ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس دشمن رسول کو نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں لے گئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ! میں ابوسفیان کو پناہ دے چکا ہوں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ ابوسفیان کو کچھ نہ کہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کل صبح ابوسفیان کو میرے حضور پیش کریں۔

دوسرے دن صبح کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوسفیان کیا تمہیں اب بھی یقین نہیں آیا کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور تمہارے سب بت جھوٹے ہیں۔

ابوسفیان کہنے لگا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انتہائی مہربان اور کریم ہیں۔

آپ رحم فرمانے والے ہیں ہمیں آپ سے رحم کی امید ہے مگر اسلام کے بارے میں ابھی میرا دل مطمئن نہیں ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تمہارا دل مطمئن نہیں تو یہ بھی جان لو کہ تمہارا سر

بھی سلامت نہیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تلوار تمہارے سر پر لٹک رہی ہے جس سے تیرا بچنا بہت مشکل ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دربار مصطفوی میں گزارش کی یارسول اللہ! ابوسفیان اپنے قبیلہ کا سردار ہے اور یہ اس کی کمزوری ہے لہٰذا آپ اس کو کسی منصب پر فائز فرمادیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروادیا۔

۱۔ جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہو جائیگا اسے کچھ نہیں کہا جائیگا۔

۲۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائیگا وہ امان میں رہے گا۔

۳۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے گا اسے بھی امان دی جائے گی۔

ابوسفیان نے اپنی عزت افزائی ہوتے دیکھی اور سرداری بھی قائم رہتی دیکھی تو مسلمان ہو گیا۔



فتح مکہ اور علم غیب مصطفیٰ ﷺ

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں مگر اس تیاری کو عوام الناس سے پوشیدہ رکھا۔ اس واسطے کہ کفار مکہ کو کسی طرح بھی حملہ کی خبر نہ ملے۔

مدینہ طیّبہ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بدری صحابی تھے۔ ان کے اہل وعیال ابھی تک مکہ ہی میں تھے۔ بنو ہاشم کی ایک کنیز سادہ ان کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرتی تھی اور حضرت حاطب اس کنیز سادہ کو اس خدمت کا معاوضہ دیا کرتے تھے جو کہ سادہ سال میں ایک بار مدینہ جا کر وصول کیا کرتی تھی اور بنو ہاشم کی باندی ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ بھی اس کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت جب نبی کریم ﷺ فتح مکہ کی تیاری فرما رہے تھے۔ سادہ مدینہ طیّبہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہو۔ وہ کہنے لگی نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی ہو۔ عرض کرنے لگی نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا پھر کیوں آئی ہو۔ کہنے لگی غربت سے تنگ ہو کر امداد کیلئے آئی ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اور بنی عبدالمطلب کے خاندان کے لوگوں نے اس کی امداد کی۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے بھی اس کی کچھ امداد کی اور ایک خط اہل مکہ کے نام اس کو دیا جس میں لکھا تھا کہ سید المرسلین ﷺ مکہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کر لو۔ سادہ امداد اور کچھ اسامان لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس خط کی خبر دی۔ سارہ نے وہ خط اپنے سر کے بالوں میں چھپا

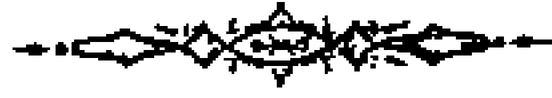
لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو اس عورت کے پیچھے بھیجا اور فرمایا تمہیں مقام روضہ خاخ پر ایک مسافر عورت ملے گی جو سانڈنی پر سوار ہوگی۔ اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے۔ وہ خط اس سے لے لو اور اس کو چھوڑ دینا۔ اگر انکار کرے تو اس کی گردن مار دو۔ صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں روانہ ہوئے اور ٹھیک اسی مقام پر اس عورت کو پایا جہاں کا پتا غیب جاننے والے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ صحابہ نے اس سے خط واپس مانگا تو وہ انکار کر گئی اور اوپر سے قسم بھی کھا گئی۔ صحابہ کہنے لگے کہ اس نے قسم اٹھا لی ہے واپس چلتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ سید عالم ﷺ کی خبر غلط نہیں ہو سکتی اور اپنی تلوار کھینچ کر اس عورت سے فرمایا خط نکال ورنہ مرنے کیلئے تیار ہو جا۔ موت کو سر پر کھڑا دیکھ کر اس عورت نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ خط لا کر سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایا اور فرمایا اے حاطب تو نے یہ کیا حرکت کی۔ حضرت حاطب عرض کرنے لگے یارسول اللہ! میں جب سے اسلام میں داخل ہوا ہوں۔ اس وقت سے میں دین پر قائم ہوں۔ میں نے کبھی بھی کفر نہیں کیا اور نہ ہی کبھی آپ کی خیانت کی اور جب سے میں نے ہجرت کی مکہ میں میرے عزیز و اقارب ہیں کبھی ان کی محبت یاد نہ آئی لیکن گزارش یہ ہے کہ میرے بال بچے ابھی تک مکہ میں قریش کے درمیان ہیں۔ میرے جو بھائی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آتے ہیں ان کے رشتہ دار مکہ میں ہیں جو ان کے گھر والوں کی نگرانی کرتے ہیں مگر میرا قریش میں کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ میں نے اپنے اہل و عیال کے بچاؤ کیلئے قریش پر احسان کیا تھا تاکہ وہ میرے گھر والوں کو تنگ نہ کریں اور میں یقین سے جانتا

ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل مکہ پر نازل ہونے والا ہے۔ میرا خط انہیں بچا نہ سکے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بے تاب ہو کر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ خبردار ہے۔ جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو کچھ وہ کریں میں نے انہیں بخش دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ بدری صحابہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنا بلند مقام رکھتے ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے۔

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی



جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو مات دے دی

قریش مکہ نے جذبات اور غرور میں آ کر تو کہہ دیا کہ ''صلح نامہ ٹوٹ گیا ہے''۔ بعد میں انہیں احساس ہوا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا انہیں اندازہ نہیں تھا۔ چنانچہ حادث بن ہشام اور عبداللہ بن ربیعہ سردار مکہ ابوسفیان کے پاس آئے اور انہیں بتلایا کہ بنو بکر کی ناجائز حمایت کر کے اور بنو خزاعہ کے لوگوں کو قتل کر کے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اب اس غلطی کی تلافی صرف اور صرف سردارِ مکہ ابوسفیان ہی کر سکتا ہے۔

ابوسفیان کو بخوبی علم تھا کہ اگر جلد ہی اس غلطی کا ازالہ نہ کیا گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ بنوخزاعہ کے مقتولین کے خون کا بدلہ لینے اٹھ کھڑے ہوں گے اور قریش مکہ کو اس کی بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔

ابوسفیان اس سلسلے میں مدینہ طیّبہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کو مختلف سوچوں اور فکروں نے گھیرا ہوا تھا۔ اس کو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتا ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں ہوسکتا ہے وہ میری مدد کریں۔

ابوسفیان اپنی بیٹی جناب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر حاضر ہوا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اندر آنے کی اجازت دی جب ابوسفیان بستر پر بیٹھنے لگا تو جناب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسے بستر پر بیٹھنے سے روک دیا۔ ابوسفیان بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا کہ بیٹی تمہیں یہ بستر اپنے باپ سے زیادہ پیارا ہے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

بستر پیارا نہیں اس بستر پر لیٹنے والا سب سے افضل اور پیارا ہے۔ فرمایا آپ میرے والد ہیں لیکن مشرک اور ناپاک ہیں اور آپ اس پاک بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں۔

اپنی بیٹی کا جواب سن کر ابوسفیان دنگ رہ گیا کہ مسلمانوں کو اپنے نبی سے اتنی زیادہ محبت ہے۔ چنانچہ وہ بڑی مایوسی اور نامرادی کی حالت میں ام المومنین جناب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ صلح نامہ حدیبیہ کی تجدید میں اس کی مدد کریں۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس معاملہ میں مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں جو حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ میں اسی پر آمین کہوں گا۔ چنانچہ وہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے در سے خالی ہاتھ لوٹ گیا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے در اقدس پر حاضری دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو دیکھا تو آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کی علامات ابھر آئیں اور پوچھا اے اللہ اور رسول کے دشمن یہاں کیسے آئے ہو۔ ابوسفیان نے مدعا عرض کیا تو جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

تو مجھ سے مدد کی امید رکھتا ہے۔ اللہ کی قسم میں اگر خالی ہاتھ بھی ہوں تو تیرے ساتھ جہاد سے گریز نہ کروں گا۔ چل بھاگ یہاں سے وہ یہاں سے بے چارگی کے عالم میں نکلا اور سیدھا جناب مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے در پر حاضر ہوا اور مدد کی درخواست پیش کی کہ کسی طریقہ سے صلح نامہ حدیبیہ بحال ہو جائے۔

علی رضی اللہ عنہ علم غیب مصطفیٰ کے مبارک دروازہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوسفیان تم کچھ بھی کوشش کر لو سب بیکار ہیں کیونکہ اب معاملہ سیدھا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہے۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم اللہ تعالیٰ سے ملے گا اسی پر عمل درآمد ہوگا۔

ابوسفیان نے بڑی بے چارگی سے عرض کیا۔ یا علی رضی اللہ عنہ اب میں کہاں جاؤں مجھے کوئی راستہ دکھلائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب ابوسفیان تم اپنی قوم کے سردار ہو لہٰذا

مدینہ طیبہ میں کسی بلند ٹیلے پر کھڑے ہو کر خود ہی اعلان کر دو کہ صلح نامہ حدیبیہ قائم ہے اور واپس مکہ چلے جاؤ۔

بے چارگی کے عالم میں ابوسفیان کو یہ تجویز پسند آئی اور اس نے مسجد نبوی میں جا کر یہ اعلان کر دیا کہ "صلح نامہ حدیبیہ قائم ہے" اور واپس مکہ روانہ ہو گیا۔

مکہ کے لوگوں نے ابوسفیان کو گھیر لیا اور پوچھنا شروع کر دیا کہ کیا معاملہ ہوا اس نے اول سے آخیر تک تمام کارروائی ان کے گوش گزار کی اور آخیر میں بتلایا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ مشورہ دیا جو مجھے پسند آیا اور میں یہ اعلان کر کے واپس آ گیا ہوں۔ مکہ کے سرکردہ لوگوں اور ابوسفیان کے گھر والوں نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے کہ علی رضی اللہ عنہ نے تجھے بیوقوف بنا دیا۔ تیری سرداری کو انہوں نے مٹی میں ملا دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے تجھے مات دے دی اور تو نے خوامخواہ اپنا وقت برباد کیا۔

کئی دیوؤں کو دم میں لتاڑ دیا
تہ خاک عدو کو گاڑ دیا
رہِ کفر کا نقشہ بگاڑ دیا
بت خانوں کو تم نے اجاڑ دیا



کلیدِ کعبہ اور علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عثمان بن طلحہ شیبی کعبہ کا کلید (کنجی) بردار تھا۔ اس کے خاندان میں ایک طویل مدت سے کعبہ کی کلید برداری چلی آ رہی تھی۔ ہجرت مدینہ سے کچھ دن پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس سے فرمانے لگے کہ ایک بار کعبہ کا دروازہ کھول دے تاکہ میں اس کی زیارت کرلوں کیونکہ آپ کو ہجرت کا حکم مل چکا تھا لہٰذا آپ کی خواہش تھی کہ ہجرت سے قبل خانہ کعبہ کی زیارت کرتے۔ یہ بھی علم تھا کہ پھر ایک لمبے عرصہ کے بعد کعبہ کی زیارت نصیب ہوگی۔ آپ نے عثمان بن طلحہ سے فرمایا کہ براہ مہربانی ایک بار کعبہ کا دروازہ کھول دے تاکہ میں اس کی زیارت کرسکوں مگر عثمان بن طلحہ نے انکار کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور جانے سے قبل عثمان بن طلحہ سے فرمایا۔

اے عثمان! آج تم نے میرے لئے کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولنے سے انکار کردیا ہے۔ اس وقت تم اختیار رکھتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ جس وقت یہی کلید میرے ہاتھ میں ہوگی میں جس کو چاہوں گا عطا کروں گا۔

عثمان بن طلحہ نے جواب میں کہا کہ اس دن قریش ہلاک ہو جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زندہ رہیں گے اور عزت پائیں گے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں تشریف لائے تو آپ نے عثمان بن طلحہ کو دیکھا تو فرمایا عثمان! کنجی لاؤ۔ عثمان نے کعبہ کی کنجی حضور اقدس کی بارگاہ میں

پیش کی اور بڑی حسرت کے ساتھ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا عثمان ادھر آؤ۔ عثمان آگے آئے اور حضور اقدس نے کلید کعبہ دوبارہ عثمان کو عطا فرمائی اور فرمایا لو یہ پہلے سے تمہاری ہے اور تمہارے ہی پاس رہے گی۔ ظالم کے سوا اسے کوئی تم سے نہ چھین سکے گا۔

عثمان! اللہ نے تم کو اپنے اس گھر کا امین بنایا ہے۔ پس اللہ کے گھر کی خدمت کے سبب سے جو کچھ تمہیں ملے اسے دستور شرعی کے موافق کھاؤ۔

عثمان بن طلحہ نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک سے چابی لی اور پیٹھ پھیر کر جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

عثمان! تمہیں وہ بات یاد ہے جو میں نے تجھ سے کہی تھی۔

اس پر عثمان بن طلحہ کو ہجرت سے قبل والی گفتگو یاد آ گئی اور عرض کرنے لگے ہاں! مجھے یاد آ گئی ہے اور ساتھ ہی عرض کرنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اسلام قبول کر لیا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا



اہل مکہ پر رحمۃ للعالمین ﷺ کی کرم نوازی

نبی رحمت ﷺ کشت وخون اورلڑائی کے بغیر مکہ میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ اسلام اور نبی کریم ﷺ کا جانی دشمن ابوسفیان اسلام قبول کر چکا تھا اور آپ ﷺ نے ابوسفیان کے گھر کو بھی دارالامن قرار دے دیا تھا۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو ایسی جگہ کھڑا کریں جہاں سے وہ مسلمان فوج کا نظارہ کر سکے اور اسے مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ بآسانی ہو سکے تا کہ وہ مکہ کے لوگوں کو جا کر بتلا سکے کہ آج کوئی طاقت بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو مسلمان فوج کے راستے پر واقع پہاڑی کی ایک تنگ وادی میں کھڑا کر دیا تا کہ وہ اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے غلامان مصطفوی ﷺ کے لشکر کا مشاہدہ کر سکے اور اللہ کے سپاہیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنی قوم کو بتلا سکے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے نبی کی خاطر سر کٹانے والوں کو کتنی عزت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فوجی دستے ابوسفیان کی نظروں کے سامنے سے گزرنے لگے۔ عرب قبائل کی فوجیں اپنے اپنے قبیلہ کی نمائندگی کرتے ہوئے گزر رہی تھیں۔

پہلے قبیلہ غفار پھر قبیلہ جہینہ، قبیلہ سعد، قبیلہ سلیم نعرہ تکبیر بآواز بلند کرتے ہوئے گزرے۔ ابوسفیان حیران و پریشان کھڑا اسلامی قبائل کو گزرتا دیکھ رہا تھا اور جب نبی کریم ﷺ مہاجرین و انصار پر مشتمل سبز فام جھنڈوں کے ساتھ گزرے تو اس عظیم الشان دستہ کو دیکھ کر ابوسفیان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور حیرانگی کے عالم میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا۔ اے ابوالفضل میں نے آج سے پہلے اتنی عظیم الشان

فوج کبھی نہیں دیکھی اور کہنے لگا کہ مسلمانوں کے مقابلے کی تاب لانا کسی فوج کے بس کی بات نہیں۔ اے عباس رضی اللہ عنہ! مجھے نظر آ رہا ہے کہ تیرے مرحوم بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی مملکت کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا۔

اس کے بعد ابوسفیان مکہ میں آیا اور قریش مکہ سے کہنے لگا۔

اے مردان قریش میری بات غور سے سنو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک طاقتور لشکر جرار کے ساتھ مکہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ تم میں اتنی ہمت نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا ہے کہ جو شخص کعبہ میں آ جائے یا میرے گھر میں آ جائے یا پھر اپنے گھر میں رہ کر اپنا دروازہ بند رکھے گا' وہ امان پائے گا۔ اسے کچھ نہ کہا جائے گا۔ لہٰذا کوئی بھی غلط قدم اٹھانے کی کوشش نہ کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تابعداری کرو۔ اس میں تمہاری بہتری ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذی طوی پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے دیکھا کہ اہل مکہ کسی قسم کی فوجی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر ہی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امن و سکون کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح و کامرانی عطا فرمائی اور بغیر خون خرابے کے آپ اللہ کے پاک گھر میں داخل ہو گئے جس کے آپ حقیقی وارث تھے۔

اس مقام پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔

اور محتاط رہنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ حتی الامکان کوشش کریں کہ خون خرابہ نہ ہونے پائے اور اگر کہیں دشمن حملہ آور ہو جائے تو بروقت مناسب اقدام کا بھی حکم دیا۔

اسلامی لشکر کے بائیں بازو کی قیادت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور انہیں شمال کی جانب سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ دائیں بازو کی قیادت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور انہیں زیریں حصہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت فرمائی۔ اہل مدینہ کی قیادت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور انہیں مکہ کے مغربی حصہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو مہاجرین کی

قیادت کا شرف حاصل ہوا اور انہیں مکہ کے بالائی راستہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت فرمائی۔

مکہ کے زیریں حصہ میں قریش کے وہ قبائل آباد تھے جو اسلام اور نبی آخر الزمان کی دشمنی میں حد سے آگے بڑھ چکے تھے۔ انہی لوگوں نے بنی بکر کی مدد کی تھی اور بنی خزاعہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور انہیں لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے صلح نامہ حدیبیہ توڑا گیا تھا۔ ان لوگوں میں دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اور صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو بھی شامل تھے۔ حضرت خالد بن ولید اپنے دستہ کو لے کر ان کے علاقہ سے گزرے تو ان لوگوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا لیکن مسلمانوں کے جوابی حملہ سے انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ دو صحابہ شہید ہوئے اور دشمن کے تقریباً اٹھائیس آدمی قتل ہوئے۔ دشمن شکست کھا کر بھاگ نکلا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کامیاب و کامران لوٹے۔ جس وقت قریش کے ان لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ اس وقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بلند راستہ سے مکہ میں داخل ہو رہے تھے اور آپ نے دیکھا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر تلواریں چمک رہی ہیں تو آپ کو دکھ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خون خرابہ نہیں چاہتے تھے۔ بعد میں آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے باز پرس کی تو انہوں نے عرض کیا کہ مشرکین نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ ہم نے تو اپنا دفاع کیا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اسی میں مصلحت ہے اور بہتری ہے۔ باقی تینوں دستے بغیر کسی خون خرابے کے مکمل امن و امان کے ساتھ مکہ میں داخل ہو گئے۔ مکہ میں داخل ہونے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اپنے شفیق چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی قبروں کے سامنے اپنا خیمہ لگوایا۔ ان دونوں ہستیوں کے فوت ہونے کے بعد ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ دن آ گیا کہ رات کے اندھیرے میں اپنے مخلص دوست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کرنیوالے دن کی روشنی میں مکہ میں فاتح کی حیثیت

سے داخل ہو رہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خیمہ میں کچھ دیر آرام فرمایا۔ پھر غسل فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانے کا سجدہ ادا فرمایا اور اللہ کے حضور عرض کی۔

یارب العزت اہل مکہ کو ہدایت عطا فرما اور اپنا کرم اور انعام ان پر نازل فرما پھر آپ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصواپر سوا ہوتے اور اپنے پیچھے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ (موتہ کے شہید) کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سوار کیا اور بڑی شان وشوکت سے کعبہ مکرمہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

آپ کے دائیں بائیں' آگے پیچھے مہاجرین وانصار کے جوان تھے جو اس طرح لوہے کی ذرہ میں چھپے ہوئے تھے کہ آنکھوں کے سوا ان کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔

رحمت عالم سرور دوجہان ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے اور آپ نے سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی ناقہ پر سوار ہو کر کعبہ شریف کا طواف کیا۔ بیت اللہ کے اوپر اور اردگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے جن کی وجہ سے اللہ کا گھر بت خانہ بنا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ آپ اس سے ایک ایک بت کو ٹھوکر لگاتے اور ساتھ زبان پاک سے یہ پڑھتے جاتے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا

آپ فرما دیجئے حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے والا ہے اور وہ بت منہ کے بل گرتے جاتے تھے۔ خانہ کعبہ کے اردگرد کے بت کو گرانے کے بعد آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی کنجی طلب کی اور دروازہ کھول کر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کے اندر بھی بت رکھے ہوئے تھے جن میں انبیاء اور ملائکہ کے بت بھی بنائے ہوئے تھے۔ وہ سب بت آپ نے گرا دیئے اور جو بت سب سے قدآور تھا اس کو گرانے کیلئے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر سوار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے اس بت کو گرا دیا۔

بیت اللہ شریف کو تمام بتوں سے پاک کرنے کے بعد آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کے اندر شکرانے کے نوافل ادا کئے پھر خانہ کعبہ کے اندر اللہ کے نام کی تکبیر کو بلند آواز سے پڑھا اور جب دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد حرام قریش کے لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور فرمایا۔

ایک اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور کافروں کے گروہوں کو شکست دی۔

پھر فرمایا اے قوم قریش جاہلیت کا غرور اور خاندانی نسب کا افتخار سب اللہ نے مٹا دیا ہے۔ تمام تفاخر تمام انتقام سب خون بہا میرے ان قدموں کے نیچے ہیں۔

اے لوگو! اللہ نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (آدم وحوا) سے پیدا کیا اور تم کو کنبے اور قبیلے بنایا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک تم میں اللہ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

خطبہ کے بعد آپ قریش کی طرف متوجہ ہوئے۔ پوری مسجد قریش سے بھری ہوئی ہے۔ ہر ایک شخص ڈرا ہوا ہے۔ مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے والے اس انتظار میں ہیں کہ اب ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے والے خوف زدہ ہیں نا جانے ان کا کیا حشر ہوگا۔ کچھ دیر قریش کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور نبی رحمت ﷺ نے قریش سے خطاب فرمایا۔

اے گروہ قریش! کیا تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔

اس پر سب لوگ یک زبان ہو کر بولے۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے مگر یہ ہم ضرور جانتے ہیں کہ آپ شریف بھائی ہیں اور شریف زادے ہیں ہم آپ سے نیکی کی امید رکھتے ہیں۔

قریش کا جواب سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔

آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

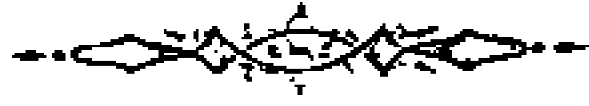
آپ کا فرمان پاک سن کر تمام قبیلہ قریش اور ان کے حلفیوں نے سکھ کا سانس لیا

اور وہ لوگ جو پہلے دشمن تھے معافی کے بعد دین اسلام سے محبت کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ کی اس صفت کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۹

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ

اے محبوب ﷺ! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فرد ساری واہ وا



غزوۂ حنین

مکہ فتح ہونے کے بعد عرب کے قبائل پر اسلام کا رعب اور دبدبہ چھا گیا۔ بہت سے قبائل اس بات کے انتظار میں تھے کہ مسلمانوں اور قریش مکہ کی لڑائیاں کیا رنگ لاتی ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ اگر محمد ﷺ قریش پر غالب آ گئے تو وہ اللہ کے سچے نبی اور رسول ہیں۔ مکہ کی فتح نے ان قبائل کے دلوں میں اسلام کی محبت کے دروازے کھول دیئے اور وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النصر میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○

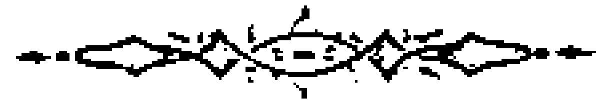
جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اب رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

فتح مکہ کے بعد ہر ایک قوم و قبیلہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے پہل کرنے لگا۔ مگر بنی ہوازن جو بڑے طاقتور مالدار تھے۔ فتح مکہ کی خبر ملنے پر غصہ سے لال پیلے ہونے لگے۔ جب انہیں علم ہوا کہ مکہ میں خانہ کعبہ میں ان کے تمام خداؤں کے بتوں کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے تو مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

طائف کا مشہور اور طاقتور قبیلہ بنو ثقیف اور چند چھوٹے دیگر قبائل بھی بنو ہوازن کے ساتھ مل گئے۔ اس طرح تیس ہزار کا لشکر تیار ہوا جو ہر قسم کے آلات جنگ سے لیس

تھا۔ فوج کا سپہ سالار بنو ہوازن کا سردار مالک بن عوف نصری تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اپنے اپنے اہل و عیال اور اموال ساتھ لے چلو تا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور اموال کی حفاظت کی خاطر مسلمانوں سے جانیں لڑا دیں اور کوئی بھاگنے کا تصور بھی نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ کی ان لوگوں کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو بطور جاسوس دشمن کے لشکر میں بھیجا۔ انہوں نے واپس آ کر تمام حالات نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیے تو حضور نبی کریم ﷺ نے بھی فوری طور پر جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔



غزوۂ حنین میں اللہ کے رسول ﷺ کی بہادری

شوال آٹھ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ بارہ ہزار کی فوج کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوئے۔اس فوج میں دو ہزار طلقاء (اہل مکہ) بھی تھے۔ اتنا بڑا لشکر دیکھ کر بعض حضرات کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ آج ہم پر کون غالب آ سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنا لشکر لیکر شوال کی ۱۰ تاریخ کو حنین کے مقام پر پہنچے اور ۱۱ شوال کی صبح ابھی اجالا نہ ہوا تھا کہ حملہ کیلئے دشمن کی طرف بڑھے۔ دشمن جنگی امور کا ماہر تھا۔انہوں نے پہلے ہی سے صف آرائی کر رکھی تھی۔ سب سے پہلے سوار ان کے بعد پیادہ فوج ان کے پیچھے عورتیں اور بچے اور عورتوں کے عقب میں اونٹ اور بکریاں وغیرہ تھیں۔

بنو ہوازن نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کی گھاٹیوں اور دروں کی کمین گاہوں میں چھپا رکھا تھا۔ جب جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم ﷺ سفید خچر دلدل پر سوار تھے۔ آپ نے دو زرہیں اور سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔ اسلامی فوج نے شروع میں ایسی شجاعت اور بہادری سے حملہ کیا کہ دشمن بھاگ نکلے اور اپنا سامان جنگ میدان جنگ میں پھینک دیا۔ مسلمانوں کی فوج میں سے بعض نئے نئے مسلمان تھے۔ انہوں نے مالِ غنیمت کو اٹھانا شروع کر دیا۔ کافروں نے ایک دوسرے پر لعن طعن کیا اور پھر یکبارگی مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ بنو ہوازن کے لوگ تیراندازی میں بہت ماہر تھے اور میدان جنگ میں ان کا ایک تیر بھی خالی نہیں جاتا تھا۔ جب مسلمان کافروں کا پیچھا کرتے ہوئے حنین کی تنگ گھاٹیوں میں داخل ہوئے تو دشمن کے تیراندازوں نے اپنی پناہ گاہوں سے نکل کر مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی۔ تیروں کی ناگہانی بارش نے مسلمانوں میں ابتری

پھیلا دی اور وہ بے قابو ہو کر اپنے بچاؤ کیلئے پیچھے کی جانب بھاگے اس طرح مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔

رسول کریم ﷺ سب سے آخیر میں تھے۔ مسلمان بھاگتے ہوئے آپ ﷺ کے قریب سے گزرتے تو آپ ان کو آواز دیتے لوگو! کہاں جاتے ہو مگر وہ دہشت کی وجہ سے کچھ بھی نہ سنتے۔

بنو ہوازن کا تیس ہزار کا لشکر ایسے نکل آیا تھا جیسے سیلاب کا ریلہ آتا ہے۔

ان کے آگے آگے ایک شخص جو سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بلند نیزہ تھا جس پر سیاہ پرچم بندھا تھا وہ جس مسلمان کو دیکھتا اس پر وار کرتا تھا وراس کے پیچھے پیچھے بنو ہوازن اور بنو ثقیف نیزوں سے حملہ کرتے چلے آرہے تھے۔

اس نازک موقع پر رسول کریم ﷺ ثابت قدم رہے اور آپ اپنی دلدل پر سوار دشمن کی طرف بڑھے۔ آپ کے ساتھ تقریباً ایک سو صحابہ تھے جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت فضل عباس رضی اللہ عنہ، حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے آپ کے دلدل کی بھاگ پکڑ رکھی تھی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے اور بڑی بہادری کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا دفاع کررہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

میں اللہ کا نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے۔ رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مہاجرین و انصار آواز دو۔ چنانچہ حضرت عباس نے مسلمانوں کو یوں پکارا۔

اوگروہ انصار۔ او بیعت رضوان والو او سورہ بقرہ والو

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ تمام مسلمان لبیک لبیک پکارتے

ہوئے نبی کریم ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے صف آرائی فرمانے کے بعد دشمن پر دوبارہ حملہ کا حکم دیا چنانچہ مسلمان انتہائی بہادری سے لڑنے لگے۔ جنگ کی تیزی دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تنور خوب گرم ہوا۔ مسلمانوں پر اللہ نے سکون کا نزول فرمایا اور فرشتوں کی فوج کو نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی مدد کیلئے بھیجا۔ اللہ کے نبی کریم ﷺ خچر سے نیچے اترے اور ایک مشت خاک لی اور ''شاہت الوجوہ'' پڑھ کر وہ خاک کفار کی طرف پھینک دی۔ وہ خاک دشمن کے ہر شخص کی آنکھوں میں پڑی اور مسلمانوں نے دشمن کا صفایا کردیا۔ بنو ہوازن والے پسپا ہو گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول نبی کریم ﷺ نے ایک مشت خاک اپنی مٹھی میں بھر کر کفار کی طرف پھینکی تو اس مٹی کی آواز ایسی تھی جیسے آسمان سے طشت پھینکے گئے ہوں۔ وہ خاک ہر کافر کی آنکھوں میں پڑی اور ان کے دل تڑپنے لگے۔ ان کافروں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ انہیں اس طرح کی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے طشت پر ذرا ذرا ہتھوڑے مارے جاتے ہیں۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سیاہ چیونٹیوں کی فوج نازل کی جو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں گری تمام وادی سیاہ چیونٹیوں سے بھر گئی۔ کافروں کی پیش قدمی رک گئی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی مدد کیلئے آسمان سے پانچ ہزار فرشتے نازل فرمائے اور ان کی شناخت سرخ عمامے تھے جو ان فرشتوں نے اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ فرشتوں کی یہ فوج مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کرتی تھی اور کافروں کو قتل کرتی تھی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد جب بنو ہوازن کے لوگ مسلمانوں سے پوچھنے لگے کہ وہ سوار جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے جنہوں نے سرخ عمامے پہن رکھے تھے۔ وہ کدھر گئے ہیں' ہمیں انہی کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔

کافروں پر تیغ والا سے گری برق غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی



حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی قیدی کی صورت میں

حنین کی لڑائی میں شکست کھانے کے بعد کافروں کی فوج بکھر گئی۔ ایک حصہ اوطاس میں اور ایک حصہ طائف میں قلعہ بند ہو گیا۔ حضور فاتح عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عامر اشعری کی زیر قیادت ایک فوج اوطاس کی طرف روانہ فرمائی۔ اوطاس وادی ہوازن کی ایک بستی کا نام ہے۔ اس وجہ سے اس لڑائی کو غزوہ ہوازن بھی کہا جاتا ہے۔ اس لڑائی میں حضرت ابو عامر نے شہادت پائی اور جب وقت آخیر تھا تو اپنے بھائی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرمانے لگے کہ میرے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام پیش کرنا اور عرض کرنا کہ میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری فتح کے بعد حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابو عامر اشعری کا سلام پیش کیا اور دعا کی عرض کی تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کیلئے یوں دعا فرمائی۔

''اے اللہ! ابو عامر عبید کو بخش دے۔ اے اللہ روز قیامت ابو عامر کو اپنی مخلوق اور اپنے لوگوں میں سے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں جگہ عطا فرمانا''۔

ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قیادت سنبھالی اور خوب گھمسان کی لڑائی کے بعد دشمن پر فتح پائی۔ دشمن قید ہوا۔ ان قیدیوں میں ایک خاتون بھی تھی۔ جس کا نام شیما بنت الحارث بن عبدالعزیٰ تھا۔ وہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی کہ میں تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن ہوں۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس خاتون

کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ خاتون کہنے لگی۔ یا محمد ﷺ میں آپ کی رضاعی بہن اور دائی حلیمہ سعدیہ کی بیٹی شیما ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کوئی ثبوت یا نشانی بتلاؤ تو اس نے اپنی کمر میں ایک نشان بتلایا اور عرض کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں آپ کو گود میں لے کر بیٹھی تھی اور آپ نے اس جگہ مجھے دانت سے کاٹا تھا۔ یہ اسی کا نشان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے وہ نشان پہچان لیا اور اپنی چادر مبارک اپنے کندھوں سے اتار کر بچھائی اور بڑی عزت کے ساتھ حضرت شیما کو اس پر بٹھایا اور پوچھا اماں حلیمہ کیسی ہیں تو حضرت شیما کہنے لگی کہ وہ تو فوت ہو چکی ہیں۔ حضرت حلیمہ کی وفات کا سن کر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو ہمارے پاس رہو۔ انتہائی عزت اور اکرام سے رہو گی اور اگر چاہو تو تمہیں تمہارے قبیلہ میں انعام و اکرام کے ساتھ بھجوا دوں۔ حضرت شیما نے اپنے خاندان میں جانا پسند فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک کنیز، تین غلام، ایک اونٹ اور کچھ بکریاں دے کر عزت سے رخصت کیا۔ اس عزت افزائی پر حضرت شیما نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور واپس چلی گئیں اور جاتے وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

غزوۂ طائف میں رحمۃ للعالمین ﷺ کی دعاء

طائف کا مشہور و بہادر قبیلہ ثقیف' حنین کے میدان میں نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھانے کے بعد بھاگ کر طائف کے قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے۔ اس قلعہ کی دیواریں بہت بلند تھیں۔ نبی کریم ﷺ بنو ثقیف کا پیچھا کرتے طائف پہنچے تو دیکھا کہ دشمن قلعہ بند ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے اس قلعہ کا محاصرہ فرما لیا اور فوج کی صف بندی فرمائی۔ علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طائف والوں نے قلعہ کی فصیلوں پر چڑھ کر مسلمانوں پر تیراندازی شروع کر دی جس سے اٹھارہ مسلمان شہید ہو گئے اور بہت سے زخمی ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے منجنیق سے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اسلام میں یہ پہلا غزوہ تھا جس میں قلعہ شکن آلات استعمال کئے گئے۔ منجنیق کے حملہ کے بعد طائف والوں نے لوہے کی سلاخیں گرم کر کے مسلمانوں پر برسائیں جس سے کئی مسلمان زخمی ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان کروایا کہ طائف والوں کا جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آئے گا اسے آزاد کر دیا جائیگا۔ اس اعلان کے بعد تئیس غلام قلعہ سے اتر کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سب آزاد کر دیئے گئے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ طائف کے قلعہ کا دو ہفتہ محاصرہ رہا مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔

محاصرہ کے دوران حضور نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا کہ کسی نے دودھ سے بھرا ہوا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ اس دودھ کو نوش فرمانے ہی لگے تھے کہ اچانک کسی سمت سے ایک پرندہ آیا اور اس نے اپنی چونچ پیالے میں ڈالی اور پیالہ گر گیا

اور دودھ بہہ گیا صبح جب نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور نماز فجر کے بعد آپ نے اس خواب کا ذکر اپنے رفیق اور صدیق اکبر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خواب کی تعبیر میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ یارسول اللہ! اس سال طائف کا یہ قلعہ فتح کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ لہٰذا اس محاصرہ کو اٹھا لینا چاہئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم نے سچ کہا میرے خیال میں بھی اس خواب کی تعبیر یہی ہے۔

حرمت والے مہینوں کی آمد بھی نزدیک تھی اور اس خواب کی بشارت اور طویل محاصرے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے محاصرہ اٹھا لیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واپسی کا حکم دیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محاصرہ اٹھانے کے بعد واپس آنے لگے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض پیش کی کہ یارسول اللہ! بنو ثقیف کے نیزوں نے ہم کو جلا دیا ہے۔ آپ ان کیلئے بددعا فرمائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گزارش پر نبی رحمت ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

اے اللہ تو بنو ثقیف کو ہدایت عطا فرما اور ان کو مسلمان بنا۔

رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کی دعا کی بدولت تھوڑے عرصہ میں بنو ثقیف کے سردار مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا ان کے بعد تمام قبیلہ ثقیف اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

(آمین)

غزوہ تبوک

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (التوبۃ:۱۲۳)

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

غزوہ تبوک ماہ رجب، ہجرت کے نویں سال پیش آیا تھا۔ مدینہ طیبہ کے بازار میں ملک شام کے تاجروں کا قافلہ روغن زیتون اور سفید آٹا لے کر آیا۔ مدینہ کے تاجر اور عوام الناس شام کی اجناس خریدنے کیلئے جمع ہو گئے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں کی کافی تعداد ان تاجروں کے گرد جمع ہوئی تو وہ تاجر کہنے لگے کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے شام کی سرحد پر بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور وہ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خبر سرکار مدینہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کو منہ توڑ جواب دینے کا فیصلہ کیا اور تمام مسلمانوں کو جہاد میں مالی و جانی حصہ لینے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اہل مکہ اور عرب کے تمام قبائل سے جانی و مالی امداد طلب فرمائی۔ چنانچہ رومیوں کے ساتھ لڑائی کیلئے تیس ہزار کا ایمانی لشکر جرار تیار ہوا۔ تبوک کے سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا فرمائے۔

واہ کیا حسن ہے اے سید ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

غزوۂ تبوک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ ایثار

جن دنوں میں غزوہ تبوک کا معرکہ پیش آیا۔ اس وقت مدینہ طیّبہ میں سخت گرمی اور قحط کا سامنا تھا۔ اسی وجہ سے عرب کے عیسائیوں نے ہرقل کو مدینہ طیّبہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ اس مشکل وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو جہاد میں بھرپور طریقہ سے حصہ لینے کا حکم دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف فرماتھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنا اپنا حصہ لے کر حاضر ہو رہے تھے اور آپ قبول فرماتے اور خیر و برکت کی دعا فرماتے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما ہوئے اور اپنی باری آنے پر اپنا حصہ پیش کیا تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے اپنے مال کے دو حصے کئے ہیں۔ ایک حصہ گھر والوں کے دے دیا اور ایک حصہ آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا۔ اتنے میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ آج میں جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نیکی میں بڑھ جاؤں گا۔ وہ ہمیشہ ہر کام میں سب سے سبقت لے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے دست بستہ عرض کیا یارسول اللہ! ''میں نے گھر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے''۔ باقی تمام مال آپ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا ہے۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر نوری مکھڑے

والے نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک چمک اٹھا اور آپ نے تبسم فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے "یا ابوبکر رضی اللہ عنہ نیکیوں میں آپ سے کوئی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا"۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف ایک تجارتی قافلہ بھیجنے کی تیاری فرما رہے تھے۔ اسی دوران غزوہ تبوک کا مرحلہ پیش آ گیا اور نبی کریم ﷺ نے تمام ایمان والوں کو جہاد میں مالی و جانی حصہ لینے کی ہدایت فرمائی۔ یوں تو ہر غزوہ یا مشکل وقت میں جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مگر غزوہ تبوک کے موقع پر سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ایک ہزار اونٹ معہ ساز و سامان اور سات سو گھوڑے سواری کیلئے پیش کئے اور چالیس ہزار درہم نقد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے۔ پھر صحابہ کی کثیر جماعت نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیش کردہ درہموں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور زبان پاک سے ارشاد فرما رہے ہیں:

"اے اللہ! تو میرے عثمان سے راضی ہو جا بے شک میں بھی عثمان سے راضی ہوا۔ اے اللہ! قیامت کے دن میرے عثمان سے حساب اٹھا دینا"۔

یہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کی موجودگی میں ارشاد فرمایا۔ آج کے بعد عثمان کا کوئی بھی عمل اسے نقصان نہ پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ نے عثمان کو بخش دیا۔ وہ سب جو وہ ظاہری طور پر کریں یا مخفی طور پر کریں پھر ارشاد فرمایا۔

تمام دولت مندوں سے چھوٹی چھوٹی چیز کا بھی حساب ہوگا مگر عثمان کا حساب نہیں ہوگا۔ غزوہ تبوک میں ایمان والوں کا لشکر تیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ اس میں دو تہائی لشکر کا ساز و سامان اور اخراجات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے برداشت کئے۔

لاو رب العرش جس کو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی



حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہارون علیہ السلام میں ایک قدر مشترک

غزوہ تبوک میں تشریف لے جانے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں ازواج مطہرات کو ساتھ نہیں لے جایا گیا تھا۔ لہٰذا حرم کی حفاظت کیلئے جناب علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ مدینہ میں موجود منافقین نے لشکر اسلام کی روانگی کے بعد طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں۔ بعض منافق کہنے لگے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جان بوجھ کر ساتھ لے کر نہیں گئے۔ بعض منافق اور طرح کی باتیں کرنے لگے۔ منافقین کی طنزیہ باتیں سن کر جناب مولا علی رضی اللہ عنہ بہت دل برداشتہ ہوئے اور آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہوئے اور کچھ منزل دور پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی آپ یہاں' عرض کیا یا رسول اللہ! منافقین اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ میرا دل وہاں نہیں لگا لہٰذا آپ کے پیچھے چلا آیا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مولا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے مبارک سینے سے لگایا اور فرمایا اے علی آپ میرے واسطے ایسے ہو جیسے موسیٰ کیلئے ہارون علیہ السلام مگر ہارون علیہ السلام نبی تھے اور میرے بعد کوئی اور نبی نہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جانے سے پہلے اپنی امت کو حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔ اس

طرح تبوک پر جانے وقت میں نے اپنی امت کو آپ کے سپرد کر دیا ہے لہٰذا واپس مدینہ جاؤ اور میری امت کی حفاظت کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ انعامات و کرامات کا تحفہ لے کر واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے اور مسجد نبوی شریف میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ افروز ہوئے اور منافقین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر اعتراض کرتے ہو۔ مجھ سے سوال کرو میں تمہارے ہر سوال کا جواب دونگا۔ پوچھو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور قیامت تک جو بھی پوچھو گے میں ان شاء اللہ اس کا جواب دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرے پر نور برس رہا تھا کسی منافق کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ اٹھ کر کسی قسم کا سوال کرتا اس دن کے بعد پھر کسی منافق نے کسی قسم کی بات کرنے کی جرأت نہ کی۔

بقول حضرت احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

یارسول اللہ

واسطہ آل عبا کا صدقہ خیر النساء کا
صدقہ علی شیر خدا اور شہید کربلا کا
غم نہ ہو روز جزا کا (آمین)



جن کے تلوؤں کا دھوون ہے آب حیات

غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے راستہ میں ایک منزل پر مسلمانوں کا قافلہ رکا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ذمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کی رہائش کیلئے خیمہ نصب کرنا تھا۔ دونوں صحابہ نے سب سے پہلے ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کا خیمہ نصب کیا اور ام المومنین اپنے خیمہ میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے اور صحابہ کو کام کرتے نگرانی فرما رہے تھے کہ ایک بدو حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! مجھے کچھ عنایت فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ میرے وضو کیلئے پانی اور برتن لے کر آؤ۔ وہ شخص گیا اور ایک بڑا برتن اور وضو کیلئے پانی لے کر حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وضو کراؤ۔ وہ شخص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر کلی فرمائی۔ ناک صاف فرمایا اور پھر چہرہ مبارک کو دھویا۔ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔ سر مبارک کا مسح فرمایا۔ آخیر میں پاؤں مبارک دھوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدو سے فرمایا کہ یہ وضو والا پانی پی جاؤ تو وہ بدو عرض کرنے لگا یارسول اللہ! مجھے کوئی اور چیز دیں۔ اس کے یہ الفاظ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے تاثرات ابھرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔

دونوں حضرات مقدسہ کام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ پانی پی لو۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فوراً وضو کے پانی کا برتن اٹھایا اور تبرک پینا

شروع کر دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہنے لگے بلال میرا بھی خیال رکھنا۔ وہ بدو بڑی حیرانگی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محبت بھرے انداز کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پانی پی کر باقی پانی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وضو والا پانی پینے لگے تو خیمہ میں سے ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے آواز دی۔ اے سلیمان رضی اللہ عنہ! اپنی ماں کا حصہ بھی رکھنا۔ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ نے تھوڑا پانی پیا اور باقی پانی والا برتن خیمہ میں ام المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے وہ پانی پی کے برتن واپس کر دیا۔ وہ بدو یہ ماجرا دیکھ کر سخت پشیمان ہوا اور وہاں سے چلا گیا۔

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم



نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کا گم ہونا منافقین کا علم غیب نبی پر اعتراض کرنا اور نبی کریم ﷺ کا علم غیب

تبوک کے سفر پر جاتے ہوئے جب نبی کریم ﷺ قوم ثمود کی وادی حجر میں سے گزرے۔ یہ وادی عذاب الٰہی سے تباہ ہوئی تھی اور اس آبادی کے تباہ شدہ کھنڈرات ہزاروں سال بعد بھی عذاب کا منظر پیش کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام مسلمانوں سے فرمایا کہ اس عذاب والی وادی میں سے جلدی جلدی گزر جائیں۔ جب آپ ﷺ وادی حجر سے اگلی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور ایک جگہ قیام فرمایا تو آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اونٹنی کو ڈھونڈنے لگے تو زید بن بعیت منافق کہنے لگا کہ محمد ﷺ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور تم کو آسمان کی خبریں دیتے ہیں حالانکہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں گم ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا جناب محمد ﷺ کو یہ خبر دی کہ ایک منافق اس طرح کی باتیں کر رہا ہے اور یہ بھی خبر دی کہ آپ کی اونٹنی فلاں جگہ ایک درہ میں رکی ہوئی ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بات بتلائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس درہ میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے اونٹنی کو وہاں رکنا پڑا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے جس میں نبی کریم ﷺ نے اس منافق کی بات بیان فرمائی اور اپنی اونٹنی کا

حال بیان فرمایا۔ جس منافق نے یہ بات کی تھی وہ حضرت عمار بن یاسر کے خیمہ میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور اپنے بھائی عمرو بن حزم اور دوسرے ساتھیوں سے اس بات کا ذکر فرمایا کہ آج ایسا ایسا عجیب و غریب معاملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمرو بن حزم کہنے لگے بھائی عمار ابھی زید بن بعیت نے یہ الفاظ کہے تھے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے زید منافق کی گردن پر لکڑی کی ضرب لگائی اور فرمایا او اللہ کے دشمن! میرے خیمہ سے نکل جا اور اس کو باہر نکال دیا۔

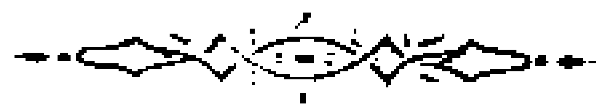
حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے



غزوۂ تبوک اور علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ

غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی فوج میں کچھ شرپسند منافقین بھی شامل ہو گئے تھے۔ دوران سفر منافقین میں سے تین اشخاص ودیعت بن ثابت، اشجع اور مخشی بن حمیر آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ مسلمان تبوک کی جنگ کو پہلی جنگوں کی طرح آسان سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں تو یوں نظر آتا ہے کہ رومی آنے والے کل میں مسلمانوں کو پکڑ کر رسوں سے جکڑ دیں گے۔ ایک کہنے لگا کہ میری تو خواہش یہ ہے کہ جب یہ مسلمان رومیوں کے قیدی بن جائیں تو ہم تینوں میں سے ہر ایک ان مسلمانوں کو ایک ایک سو درے لگائیں اور اس کے بعد ہماری شان میں قرآن کا نزول نہ ہوگا۔ یہ لوگ اس قسم کی باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ عالم الغیب نبی جناب محمد ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا اور فرمایا ان سے پوچھو یہ ابھی کیا کہہ رہے تھے۔ اگر وہ انکار کریں تو یہ ان کی باتیں جو وہ کر رہے تھے ان سے کہہ دینا کہ تم لوگ یہ باتیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری باتیں اپنے محبوب نبی مکرم ﷺ تک پہنچا دی ہیں۔ چنانچہ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم دنیا کی باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں دہرا دیں تو وہ تینوں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور معافی مانگنے لگے۔ ودیعت بن ثابت نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی رکاب تھام کر عرض کیا یارسول اللہ! ہم تو لہو ولعب کی عام باتیں کر رہے تھے۔ مخشی بن حمیر نے دست بستہ عرض کی یارسول اللہ! مجھے تو محض میرے نام

اور میرے باپ کے نام نے ان لوگوں میں بٹھا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے صرف مخشی بن حمیر کی معذرت کو قبول فرمایا اور اسے معافی دے دی اور اس کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ اس نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ یااللہ! اسے ایسی جگہ شہادت نصیب ہو جس کا کسی کو علم نہ ہو۔ چنانچہ وہ یسمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے لیکن ان کا نام ونشان کسی کو نہ مل سکا۔



منافقین کی منافقانہ چالوں سے حضور ﷺ آگاہ ہیں

غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کی فوج میں کچھ منافقین بھی شامل ہو گئے تھے۔ تبوک میں قیام کے دوران اور سفر کے دوران ان منافقین نے ہر ممکن کوشش کی کہ مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کیا جائے مسلمانوں میں بدعقیدگی پھیلانے کی بھی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کی ہر چال کو ناکام بنا دیا۔

تبوک سے واپسی پر منافقین کی ایک جماعت نے ایک پروگرام بنایا کہ جب رسول کریم ﷺ عقبہ کے مقام پر پہنچیں تو آپ کو اونٹ کے اوپر سے نیچے گرا دیا جائے۔ مگر نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے پروگرام سے آگاہ کر دیا۔

مسلمان رات کے وقت عقبہ پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں کو وادی کی طرف سے جانے کا حکم دیا اور خود عقبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ آپ کے اونٹ کی مہار پکڑیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے اونٹ کو پیچھے سے ہانکیں ان کے علاوہ کسی اور کو اپنے ساتھ آنے کی اجازت نہ دی۔

جب نبی کریم ﷺ کی سواری عقبہ کی طرف جا رہی تھی تو پیچھے سے اچانک چند لوگ نمودار ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ پیچھے جا کر ان کو واپس دھکیل دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک

ڈنڈا تھا جو انہوں نے جا کر ان لوگوں کی اونٹنیوں کے نتھنوں پر مارنا شروع کر دیا۔ وہ منافقین تھے ان کے دل میں خیال آیا کہ نبی کریم ﷺ کو ان کی چال کا پتا چل گیا ہے لہٰذا وہ عقبہ سے جلدی جلدی نیچے اتر آئے۔

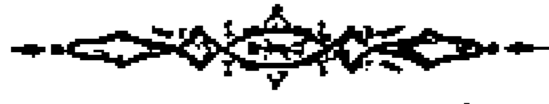
حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں ان لوگوں کی پہچان ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! میں نے فلاں فلاں شخص کی سواری کو پہچان لیا ہے لیکن انہوں نے اپنے چہرے نقاب میں چھپا رکھے تھے اور سخت اندھیرے کی وجہ سے میں ان کو شناخت نہ کر سکا تھا۔ نبی کریم ﷺ عقبہ سے بخیر و عافیت گزر گئے اور اگلی صبح جب آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہیں پتا ہے کہ کل منافقوں نے کیا چال چلی تھی وہ چاہتے تھے کہ مجھے عقبہ سے نیچے گرا دیں۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ حکم فرمائیں تو ان کے سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اسید رضی اللہ عنہ مجھے یہ بات پسند نہیں کیونکہ بعد میں لوگ کہیں گے کہ جنگ کے ختم ہونے پر اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! وہ آپ ﷺ کے صحابی تو نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کہنے والوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک جماعت ہے جو قیامت تک منافق رہیں گے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان بارہ منافقین کے نام بمعہ ان کے باپوں کے نام بتلائے اور فرمایا ان کو ظاہر نہ کریں اور ان کی قوم کو رسوا نہ کریں۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی یا اللہ! ان منافقین کو دو پیلہ کی بیماری میں مبتلا کر۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! دو پیلہ کیا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا آگ کا شعلہ ان کے دلوں میں پیدا ہوگا اور انہیں ہلاک کر دے گا۔ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے ناموں کا صرف حضرت حذیفہ یمان رضی اللہ عنہ کو پتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد جب کبھی کوئی جنازہ حاضر ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ جنازہ میں شرکت کرتے اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جنازہ میں شریک نہ ہوتے۔

شرک لڑے جس میں تعظیم مصطفیٰ
اس برے مذہب پر لعنت کیجئے



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب اور معرکہ دومۃ الجندل

دومۃ الجندل کا حکمران اکیدر بن عبدالملک کہندی عیسائی مذہب تھا۔ یہ قیصر روم کا حلیف تھا۔ یہ پہاڑی گائے کے شکار کا بہت شوقین تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیس ہزار جانثاروں کی تبوک میں موجودگی سے کسی کو مسلمانوں کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دومۃ الجندل کے عیسائی حکمران اکیدر کی طرف سے حملہ کا اندیشہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پانچ سو سواروں کے ساتھ اکیدر کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ مجھے بہت تھوڑے لوگوں کے ساتھ دشمن کے علاقہ میں بھیج رہے ہیں۔ وہاں زیادہ تعداد کی ضرورت ہے۔

عالم الغیب نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا تم اکیدر کو پہاڑوں اور جنگلوں میں گائے کا شکار کھیلتا پاؤ گے اور جنگ کی زحمت اٹھائے بغیر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ تمہارے قابو میں آ جائیگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پاک سن کر حضرت خالد بن ولید اپنے پانچ سو سواروں کے ساتھ تیزی کے ساتھ دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے اور راتوں رات اکیدر کے قلعہ تک جا پہنچے۔ چاندنی رات تھی۔ اس وقت اکیدر اپنی بیوی رباب کے ساتھ لہو ولعب اور شراب نوشی میں مصروف تھا اور ایک طوائف رقص و سرور سے ان کا دل بہلا رہی تھی۔ حضرت خالد بن ولید ایک ٹیلہ کے پیچھے چھپے اکیدر کو دیکھ رہے تھے اور موقع کی تلاش میں تھے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ پہاڑی گائیں اچھلتی کودتی قلعہ کے دروازہ پر آ گئیں اور اپنے سینگوں کو قلعہ کے دروازہ پر زور زور سے

مارنے لگیں۔ اکیدر بڑا حیران ہوا اور اپنی بیوی رباب سے کہنے لگا کہ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے۔ رباب کہنے لگی کبھی نہیں۔ اکیدر بولا کہ جب شکار خود دروازہ پر آ جائے تو ایسا شکار کون ہاتھ سے جانے دیتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس کے ساتھ اسکا بھائی حسان اور کئی دوسرے لوگ بھی پہاڑی گائے کے شکار کیلئے قلعہ سے باہر نکل آئے اور پہاڑی گائیوں کا شکار کرنے لگے۔ چاند کی چاندنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے موقع پا کر اکیدر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ اکیدر کا بھائی دوران مزاحمت قتل ہو گیا اور اکیدر کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ باقی لوگ بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور شہر کے لوگوں سے فرمایا۔ شہر کے دروازے کھول دیئے جائیں ورنہ اکیدر کو قتل کر دیا جائیگا۔ شہر کے لوگوں نے اپنے بادشاہ کی جان بچانے کیلئے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل شہر سے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو بکریاں، چار سو وسق گندم اور چار سو زرہیں بطور غنیمت وصول کیں اور اکیدر کو قید کر کے نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ لے آئے۔ وہاں اس کو اسلام کی دعوت دی گئی جو اس نے قبول کی اور مسلمان ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو دوبارہ دومۃ الجندل پر حکمران مقرر فرمایا۔

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں کون ان جرموں پر سزا نہ کرے



نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس کا کرشمہ

تبوک کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں عالم الغیب نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کل صبح بوقت چاشت تم تبوک پہنچ جاؤ گے۔ وہاں پانی کا ایک چشمہ ہے جب تک میں وہاں نہ پہنچ جاؤں تم اس چشمہ کے پانی کو نہ چھونا۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے فرمان کے عین مطابق اگلی صبح چاشت کے وقت تبوک پہنچ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ وہاں واقعی پانی کا ایک چشمہ تھا مگر اس میں پانی کی مقدار بہت کم تھی۔ سید المرسلین ﷺ کے حکم کی تابعداری میں ہم میں سے کسی نے بھی پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔ یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ تشریف لے آئے اور حضور اقدس ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اس چشمہ کے پانی سے دھوئے تو فوراً چشمے کا پانی جوش مارنے لگا اور اتنا زیادہ ہوگیا کہ ہم تمام مسلمانوں نے پانی پیا اور ضرورت کے مطابق مشکیزوں میں بھر لیا۔ سید عالم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ تمہاری عمر اتنی ہوگی کہ تم اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کرتا دیکھو گے ﷺ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلفائے راشدین کے دور میں دیکھا کہ اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کرتا تھا اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آتی تھی۔

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس کی برکت

تبوک میں قیام کے دوران حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ دو اور صحابہ کو لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ یہ تینوں حضرات بھوک کی شدت کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا کھانے کیلئے کچھ ہے تو جواب ملا کہ کھانے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان تینوں کیلئے کھانے کا بندوبست کرو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے کھجوروں کے تمام تھیلوں کو کھنگال لیا ہے مگر کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا دوبارہ جھاڑو ہوسکتا ہے کوئی چیز مل جائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے ہر تھیلے کو باری باری جھاڑا تو ان میں سے سات کھجوریں نکل آئیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وہ سات کھجوریں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیں تو نبی کریم ﷺ نے ان کھجوروں پر اپنا دست اقدس رکھا اور ان تینوں آدمیوں سے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ حضرت عرباض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اکیلا چون کھجوریں کھا گیا۔ اس طرح میرے ساتھی بھی میری ہی طرح کھا رہے تھے۔ ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں تو وہ سات کھجوریں باقی بچ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کھجوروں کو جو بھی کھائے گا ان شاء اللہ اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ دوسرے دن دس فقراء نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال کو وہی سات کھجوریں لانے کا حکم دیا اور پھر اپنا دست اقدس ان پر رکھا اور فرمایا اللہ کے نام

سے کھاؤ۔ حضرت عرباض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اللہ بزرگ و برتر کی قسم جس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا۔ ہم نے بھی ان دس فقیروں کے ہمراہ کھجوریں کھائیں اور خوب پیٹ بھر کر کھائیں لیکن وہ سات کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے ورنہ ان کھجوروں سے تمام اہل مدینہ سیر ہو جاتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کھجوریں بچوں میں تقسیم فرما دیں۔

تیرا کھاواں تے تیرے گیت گاواں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرا میلاد میں کیوں نہ مناواں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



بنی سعدیہ کے کنویں کے پانی میں برکت

تبوک میں قیام کے دوران قبیلہ بنی سعدیہ کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض لگی۔ یارسول اللہ! ہم اپنے اہل وعیال کو ایک ایسے کنویں پر چھوڑ کر آئے ہیں جس میں پانی بہت کم ہے اور ہماری ضرورت کو پورا نہیں کرتا۔ اردگرد کے قبائل اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ہمیں اپنے کنوؤں سے پانی نہیں لینے دیتے وہ لوگ کہنے لگے کہ یارسول اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ اس کنویں کا پانی آپ ﷺ کی دعا سے زیادہ ہو جائے اور اس سے ہماری عزت واحترام میں اضافہ ہو جائے اور ہمیں اس علاقہ میں دین اسلام کے مخالفین سے کوئی تعلق نہ رہے۔

حضور نبی رحمت ﷺ نے ان میں سے ایک شخص کو فرمایا کہ چند چھوٹے چھوٹے پتھر لے کر آؤ۔ وہ شخص تین چھوٹے چھوٹے پتھر لے کر آ گیا۔ آپ ﷺ نے ان پتھروں کو اپنے مبارک ہاتھ میں لے کر ملا اور اس شخص سے فرمایا کہ لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان پتھروں کو باری باری اس کنویں میں ڈال دو۔

وہ شخص گیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق تینوں پتھر باری باری کنویں میں ڈال دیے جب آخری پتھر نیچے گرا تو اس کنویں کا پانی جوش مارنے لگا اور اس میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ وہ لوگ اپنے مخالفین پر غالب آ گئے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

تبوک کے سفر کے دوران حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رات بھر سفر میں رہے۔ صبح ہونے سے پہلے ایک جگہ قیام فرمایا اور تھکاوٹ کی وجہ سے نیند نے غلبہ کیا۔ خود حضور نبی کریم ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گہری نیند سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو سورج اتنا چڑھ آیا تھا کہ دھوپ کی گرم کرنوں کی تپش کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو سوتا دیکھ کر بلند آواز میں ''اللہ اکبر'' کہا تو رسول کریم ﷺ بھی نیند سے بیدار ہوئے اور دوسرے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی نماز قضا ہونے پر شرمندگی محسوس کر رہے تھے اور نماز کے ضائع ہونے کا شکوہ بھی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی چہ میگوئیاں سن کر فرمایا کوئی فکر نہ کرو۔ پھر فرمایا کیا وضو کیلئے پانی ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ! پانی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہاں سے کوچ کرو۔ صحابہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر پانی کا چشمہ یا کنواں مل گیا۔ وہاں آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور صحابہ نے بھی وضو فرمایا اور نماز باجماعت ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک صحابی تنہا نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کیوں نہیں کی تو عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ! مجھے فرض غسل کی حاجت تھی اور پانی میسر نہ تھا تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اس پاک مٹی سے تیمّم کر لیتے۔

نماز کی ادائیگی کے بعد سفر جاری ہوا۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے اور پانی بالکل نہیں۔

قافلہ ٹھہرایا گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا علی رضی اللہ عنہ جاؤ ہمارے لئے پانی لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اور صحابی کو لے کر ایک طرف چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اونٹ پر سوار چلی آ رہی ہے اور اس کے اونٹ پر پانی کی دو بھری ہوئی مشکیں لدی ہوئی ہیں۔ جنابِ علی رضی اللہ عنہ نے اس خاتون سے پوچھا کہ یہ پانی کہاں سے لائی ہو۔ وہ کہنے لگی کہ میں کل اس وقت پانی بھر کر اونٹ پر سوار ہوئی تھی یعنی ایک دن کے سفر پر پانی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خاتون کے اونٹ کی مہار پکڑ کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ پاک کو دیکھ کر وہ عورت کہنے لگی کہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو یتیم ہیں۔ وہ ان کیلئے بڑی دور سے پانی لے کر آ رہی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مشکیزوں کے منہ پر چھو دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ جونہی نبی رحمت نے ان مشکیزوں کو چھوا تو پانی ایسے بہہ نکلا جیسے چشمہ سے پانی نکلتا ہے۔ تمام صحابہ جو سخت پیاسے تھے سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اپنے مشکیزے بھی بھر لئے۔ وہ عورت بڑی حیران ہو کر یہ معجزہ دیکھ رہی تھی۔ جب سب صحابہ پانی پی چکے تو دیکھا کہ اس عورت کے مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ دیکھو ہم نے تمہارے پانی کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی عطا فرمایا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ سے فرمایا کہ اس عورت کے بچوں کیلئے کچھ اکٹھا کرو۔ تمام صحابہ نے مل کر ایک گٹھی ستو اور کھجوریں دے کر اس عورت کو رخصت کیا۔

جب وہ خاتون اپنے قبیلہ میں پہنچی تو لوگوں نے دیر سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ وہ کہنے لگی کہ میرے راستے میں دو آدمی آئے جو مجھے ایسے آدمی کے پاس لے

گئے جس نے اپنی قوم کا دین بدل دیا ہے۔ پھر سارا قصہ سنایا اور کہنے لگی کہ چہرہ پاک سے وہ آدمی اللہ کا رسول ہی لگتا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد صحابہ نے نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اس عورت کے قبیلہ پر حملہ کیا مگر اس عورت کو دیکھ کر چھوڑ دیا۔ پھر وہ عورت اپنی قوم کے پاس آئی اور ان کو اسلام قبول کرنے کا کہا تو اس عورت کے سارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
وہ ہے رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ



غزوۂ تبوک کا اکلوتا شہید

غزوہ تبوک میں روم کے عیسائیوں کے خلاف فوج روانہ ہوئی تھی مگر جب روم کے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نبی آخر الزمان محمد ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک کے مقام پر پہنچ چکے ہیں تو لاکھوں کی فوج کے ہوتے ہوئے اس کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ نبی کریم ﷺ کا سامنا کرتا۔ غزوہ تبوک میں تبوک کے مقام پر قیام کے دوران اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ ذوالبجارین بخار میں مبتلا ہوئے اور فوت ہو گئے۔ انہیں شہید کا رتبہ ملا۔ غزوہ تبوک کے یہ واحد شہید ہیں۔

حضرت عبداللہ بچپن میں یتیم ہو گئے تھے۔ ان کے چچا نے ان کی پرورش کی جب جوان ہوئے تو چچا نے اونٹ' بکریاں اور غلام دے کر ان کی مالی پوزیشن اچھی بنا دی تھی۔ حضرت عبداللہ نے دین اسلام کا چرچا سنا تو بت پرستی سے نفرت ہو گئی اور ایک اللہ اور اس کے رسول کی محبت دل میں پیدا ہو گئی لیکن اپنے چچا سے ڈر کی وجہ سے اسلام کا اظہار نہ کر سکے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا اور واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ان کے صبر کا دامن لبریز ہو گیا اور اپنے چچا کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ چچا جان میں کئی سالوں سے اس انتظار میں رہا کہ آپ کے دل میں دین اسلام کی محبت پیدا ہو اور آپ مسلمان ہو جائیں لیکن آپ اپنی جہالت پر ہی قائم ہیں لیکن میں اور انتظار نہیں کر سکتا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں دین اسلام میں داخل ہو جاؤں۔

آپ کا چچا بڑا سخت دل تھا۔ کہنے لگا اگر تو نے محمد ﷺ کا دین قبول کیا تو میں سب کچھ تجھ سے چھین لوں گا اور تیرے بدن والے کپڑے بھی اتروا لوں گا۔

حضرت عبداللہ کہنے لگے چچا جان! میں شرک اور بت پرستی سے بیزار ہو چکا ہوں لہٰذا میں اسلام ضرور قبول کروں گا اور محمد ﷺ کی غلامی اختیار کروں گا۔

مجھے آپ کے دیئے ہوئے مال و متاع کی بالکل ضرورت نہیں۔ جو چیز میری ہدایت کی راہ میں رکاوٹ بنے میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے بدن کے سارے کپڑے اتار کر چچا کے حوالے کیے اور بالکل برہنہ ہو کر اپنی والدہ کے پاس گئے۔ ماں اپنے بیٹے کو ننگا دیکھ کر حیران ہو گئی تو پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہنے لگے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اپنے نبی محمد ﷺ کی بارگاہ میں جانا چاہتا ہوں۔ چچا نے سارا مال اور جسم کے کپڑے بھی چھین لئے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ستر چھپانے کیلئے کچھ دے دیں۔ والدہ نے ترس کھا کر ایک کمبل دے دیا۔ حضرت عبداللہ نے کمبل پھاڑ کر آدھے کا تہبند بنا لیا اور آدھا اوپر لے لیا اور مدینہ طیّبہ کی طرف چل پڑے۔ اگلے دن صبح کے وقت مسجد نبوی شریف میں پہنچ گئے اور مسجد کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر اپنے آقا و مولیٰ کا انتظار کرنے لگے۔

حضور نبی کریم ﷺ مسجد شریف میں تشریف لائے اور عبداللہ کو دیکھا تو پوچھا کہ کون ہو۔ عرض کیا میرا نام عبدالعزیٰ ہے۔ فقیر و مسافر ہوں اور ہدایت کی طلب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ سارا مال اور جسم کے کپڑے چچا نے چھین لئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بڑی شفقت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام عبداللہ ہے اور ذوالبجادین لقب ہے۔ تم ہمارے قریب رہا کرو اور مسجد ہی میں اصحاب صفہ میں شامل فرما دیا۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادین نبی کریم ﷺ سے قرآن کا علم سیکھتے اور دن بھر بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کی تیاری فرمائی تو حضرت عبداللہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

یارسول اللہ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جاؤ باہر سے کسی درخت کا چھلکا اتار کر لاؤ۔
حضرت عبداللہ مسجد نبوی شریف سے باہر گئے اور ایک درخت سے چھلکا اتار کر لے آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے وہ چھلکا ان کے بازو پر باندھ دیا اور اپنی زبان پاک سے فرمایا۔ یااللہ میں عبداللہ کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ! میں تو شہادت کا طلبگار ہوں۔

غیب دان نبی ﷺ فرمانے لگے جب تم جہاد کی نیت سے نکلو اور پھر تمہیں بخار آ جائے اور تم مر جاؤ تو شہید کا رتبہ ہی پاؤ گے۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادین لشکر اسلام کے ساتھ تبوک روانہ ہو گئے اور راستہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت بجالاتے رہے۔

تبوک پہنچ کر کچھ دنوں کے بعد حضور اقدس ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق حضرت عبداللہ بخار میں مبتلا ہوئے اور فوت ہو کر مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کی قبر کھودیں۔ جب قبر تیار ہوئی تو رات کے وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو لحد میں رکھ رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ خود حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر میں اترے اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے کہا اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے قبر پر اینٹیں بھی اپنے پاک ہاتھوں سے رکھیں اور پھر دعا فرمائی۔

یااللہ! آج کی رات تک میں عبداللہ ذوالبجادین سے راضی رہا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

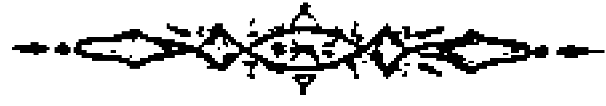
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش اس قبر میں مجھے دفن کیا جاتا۔
تمام صحابہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین کے مقدر پر عش عش کرا ٹھے۔

یارسول اللہ!

تیرے ہوتے ہوئے جنم لیا ہوتا
تیرے ہاتھ پر کلمہ پڑھ لیا ہوتا
تیرے قدموں کو چوم لیا ہوتا
تیرے ہوتے ہوئے مر گئے ہوتے

یارسول اللہ! ہماری عرض ہے کہ زندگی کے آخری دم تک آپ کی محبت اور الفت ہمارے دلوں میں رہے اور مرتے وقت ہماری زبان پر ہو۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (آمین)



مسجدِ ضرار کو گرانے کا حکم

غزوہ تبوک نبی رحمت سید المرسلین نور مجسم ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔ مدینہ طیّبہ سے تبوک کی طرف روانگی اور تبوک سے مدینہ طیّبہ واپسی کا سفر تقریباً دو مہینے پر مشتمل تھا۔

جب نبی کریم ﷺ تبوک کی طرف جاتے ہوئے مقام ذی اوان پر پہنچے تو منافقین کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ! ہم نے بیماروں اور معذوروں کیلئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ براہ مہربانی اس مسجد کا افتتاح فرمائیں اور ایک نماز ادا فرمائیں اور دعائے خیر فرمائیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت جہاد کی غرض سے تبوک جا رہا ہوں۔ اگر اللہ کی رضا ہوئی تو واپسی پر ضرور تمہاری اس مسجد میں تشریف لاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے اور منافقین آپ کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔

منافق شروع سے مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانے کے چکر میں رہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ ہر بار ان کی تدبیر کو الٹا کر دیتا تھا۔ ابو عامر فاسق جو کہ انصار مدینہ میں سے تھا مگر نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی مخالفت میں عیسائی مذہب اختیار کر کے کفار مکہ کے ساتھ مل گیا تھا۔ جنگ احد میں کفار کی جانب سے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی طرف پہلا تیر اس بد بخت نے چلایا تھا۔ اس وجہ سے اسے ابو عامر فاسق کہا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ! اس بد بخت کو بے یارو مددگار اور تنہا مسافرت میں ہلاک فرما۔ یہ ملک شام میں بحالت سفر بے کسی و تنہائی میں ہلاک ہوا۔ غزوہ احد میں اپنے مقصد میں ناکام ہونے کے بعد یہ بھاگ کر ہرقل

کے پاس روم چلا گیا تھا اور وہاں سے خط و کتابت کے ذریعے منافقوں کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔ اس نے منافقین کو مشورہ دیا کہ تم مسجد قباء کے نزدیک اپنی ایک علیحدہ مسجد بنا لو اور نبی کریم ﷺ سے افتتاح کروالو تاکہ بعد میں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کیلئے اس مسجد کو استعمال کیا جائے۔

جب نبی کریم ﷺ تبوک کی مہم سے واپس تشریف لائے اور مقام ذی اوان پر تشریف فرما ہوئے تو منافقین کی جماعت پھر حاضر خدمت ہوئی اور مسجد کے افتتاح اور دعا کیلئے درخواست پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی دے کر جناب جبرئیل امین کو اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا اور سورۃ توبہ کی آیات نازل فرمائیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا ۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ (التوبۃ:۱۰۸-۱۰۷)

اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے۔ ہم نے بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔ اس مسجد میں تم کبھی بھی کھڑے نہ ہونا۔ بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

ان آیات مبارکہ کے نزول کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مالک رضی اللہ عنہ بن دخشم اور حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور حکم دیا کہ

ظالموں کے اس مکان کو جسے انہوں نے تعمیر کیا ہے اکھاڑ کے پھینک دو اور جلا دو چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس مکان کو پہلے گرایا پھر اسے آگ لگا کر جلا دیا۔ پھر اس جگہ کوڑا کرکٹ پھینکا جانے لگا۔

یہاں یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گرانے اور جلانے کا حکم کیوں دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو جس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نہ پڑھا جائے جس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان نہ کی جائیں جس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت نہ پڑھی اور نہ سنی جائے اس جگہ کو مسجد نہیں کہا جاتا وہ صرف ایک مکان کی حیثیت رکھتی ہے۔

مسجد اس کو کہتے ہیں جہاں اللہ کے حضور سجدہ بھی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کثرت سے کیا جائے جس پاک ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے مسجدیں بنی ہیں۔ اس پاک ذات پر درود وسلام بھی پڑھا جائے اور سنا جائے اس پاک ذات کی نعت بھی پڑھی اور سنی جائے۔

سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۱۰۹ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی نیو چنی ایک گراؤ (ٹوٹے ہوئے کناروں والے) گڑھے کے کنارے تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

آج کے جدید دور میں ابھی ان منافقین کی اولاد میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مسجدوں میں اللہ کے ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کو پسند نہیں کرتے بلکہ روکتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو

ظالم کے نام سے فرمایا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۱۶ میں اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ○

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے (ذکر الٰہی سے) اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے۔

بعض لوگ ذکر جہر سے (بلند آواز) روکتے ہیں۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۰۵ میں اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○

اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے بے آواز نکلے زبان سے صبح وشام اور غافلوں میں نہ ہونا۔

ذکر بالجہر اور ذکر بالاخفاء دونوں کا حکم ہے۔ یہاں یورپ میں بعض بد بخت لوگ نماز کے بعد ذکر الٰہی سے روکتے ہیں اور بدعت و کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں حالانکہ اللہ کا ذکر کفر وشرک و بدعت کو ختم کرتا ہے۔ نماز کے بعد تو اللہ کے ذکر کا حکم سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۳ میں آیا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے اللہ کے ذکر سے روکنا نبی کریم ﷺ پر درود وسلام سے روکنا نبی کریم ﷺ کی صفات کا انکار کرنا یہ منافقین کی علامتیں ہیں۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

درگزر کرنا نبی کریم ﷺ کی صفت کریمانہ ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ (الاعراف ۱۹۹)

اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے یہودی مذہب پر تھے اور یہودیوں میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ آپ تورات کے بڑے عالم تھے۔ یہودی آپ کی قدر کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں نبی آخرالزمان جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی علامات پڑھی تھیں اور مجھے نبی آخرالزمان ﷺ کی آمد کا بڑی شدت سے انتظار تھا۔ جب نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو مدینہ کے قرب و جوار میں دھوم مچ گئی کہ نبی آخرالزمان مدینہ میں تشریف لا چکے ہیں تو ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ جوق در جوق مدینہ جانے لگے اور دین اسلام میں داخل ہونے لگے۔

حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی مدینہ پاک میں حاضر ہوا اور جب میں نے نبی کریم ﷺ کا والضحیٰ چہرہ دیکھا تو جو صفات تورات میں مذکور تھیں میں نے پہچان لیں اور میرے دل نے گواہی دی کہ یہی نبی آخرالزمان محمد ﷺ ہیں لیکن دو صفات بھی ایسی تھیں جن کو میں آزمانا چاہتا تھا۔ ان میں ایک یہ تھی کہ تورات میں واضح طور پر لکھا تھا کہ نبی آخرالزمان کا حلم آپ کے غصہ پر

سبقت لے جاتا ہے اور دوسری صفت یہ تھی کہ مخاطب کی شدت جہالت اور تکلیف آپ ﷺ کے حلم (برداشت) کو اور زیادہ کر دیتی ہے۔ حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ ان دونوں صفات کی آزمائش کے منتظر تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک بدو اپنے اونٹ پر سوار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! فلاں قبیلے کے لوگ ایمان لائے ہیں میں ان سے کہا کرتا تھا کہ تم دین اسلام کو قبول کر لو تو تمہارے رزق میں برکت ہو جائیگی اور تمہاری محتاجی ختم ہو جائیگی۔ اب اس وقت بارش نہ ہونے کی وجہ وہاں قحط پڑ گیا ہے۔ یارسول اللہ! وہ لوگ طمع کیلئے اسلام میں داخل ہوتے تھے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ طمع کے سبب سے اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار نہ کر لیں آپ مہربانی فرما کر ان کی مدد فرما دیں تاکہ ان کی ضرورت پوری ہو جائے اور وہ دین اسلام پر قائم رہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس وقت تو کچھ بھی پاس نہیں۔ حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نبی کریم ﷺ سے کھجوروں کی معیاد معین میعاد معلوم پر خرید کی اور اس کی قیمت کے برابر اسی مثقال سونا اپنی ہمیانی سے نکال کر پیشگی دے دی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ اسی مثقال سونا اسی بدو سوار کو عطا فرمائے اور فرمایا کہ جلدی جاؤ اور یہ سونا اس قبیلے کے لوگوں میں تقسیم کر دو۔

حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معیاد ختم ہونے میں دو تین دن باقی تھے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ایک انصاری صحابی کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کی کافی تعداد تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے اور بیٹھنے کیلئے ایک دیوار کے قریب پہنچے تو میں نے

آگے بڑھ کر آپ ﷺ کی قمیض اور چادر مبارک کے دامن پکڑ لئے اور تند نگاہ سے آپ کی طرف دیکھا اور کہا اے محمد ﷺ! کیا تو میرا حق ادا نہیں کرتا اور ساتھ بلند آواز سے پکارا۔ اے عبدالمطلب کے خاندان والو! اللہ کی قسم تم حق ادا کرنے سے گریز کیلئے حیلے بہانے کیا کرتے ہو۔ یہ الفاظ سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تیز نگاہ سے میری طرف دیکھا اور کہا اے اللہ کے دشمن کیا تو یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں اور اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اللہ کی قسم جس نے ہمارے نبی ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر مجھے مسلمانوں اور تیری قوم کے درمیان صلح کے ختم ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔

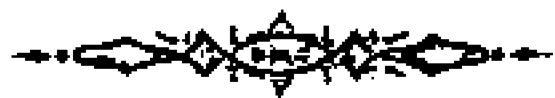
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے آرام و آہستگی اور تبسم کی حالت میں حضرت عمر کی طرف دیکھا اور فرمایا اے عمر! مجھے اور اسے بجائے اس سختی کے اس بات کی زیادہ ضرورت تھی کہ تم مجھے حسن ادائے حق اور اسے حسن تقاضا کا امر کرتے پھر فرمایا اے عمر اس کو ساتھ لے جاؤ اور اس کا حق ادا کر دو اور اسے جو تم نے ڈرایا دھمکایا ہے اس کے بدلے بیس صاع کھجوریں زیادہ دے دو۔ حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور میرا حق جو بنتا تھا مجھے ادا کر دیا اور بیس صاع کھجوریں اس کے علاوہ دے دیں۔ میں نے پوچھا اے عمر! یہ زائد کھجوریں کیسی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا۔ اس پر میں نے کہا اے عمر کیا تم مجھے پہچانتے ہو۔ آپ نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں زید بن سفینہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہی زید جو یہودیوں کا عالم ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تو نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ جس وقت میں نے نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو وہ تمام علامات جو میں تورات میں پڑھا کرتا تھا سب موجود پائیں۔ ان میں سے صرف دو علامتیں باقی تھیں جو میں نے اب آزما

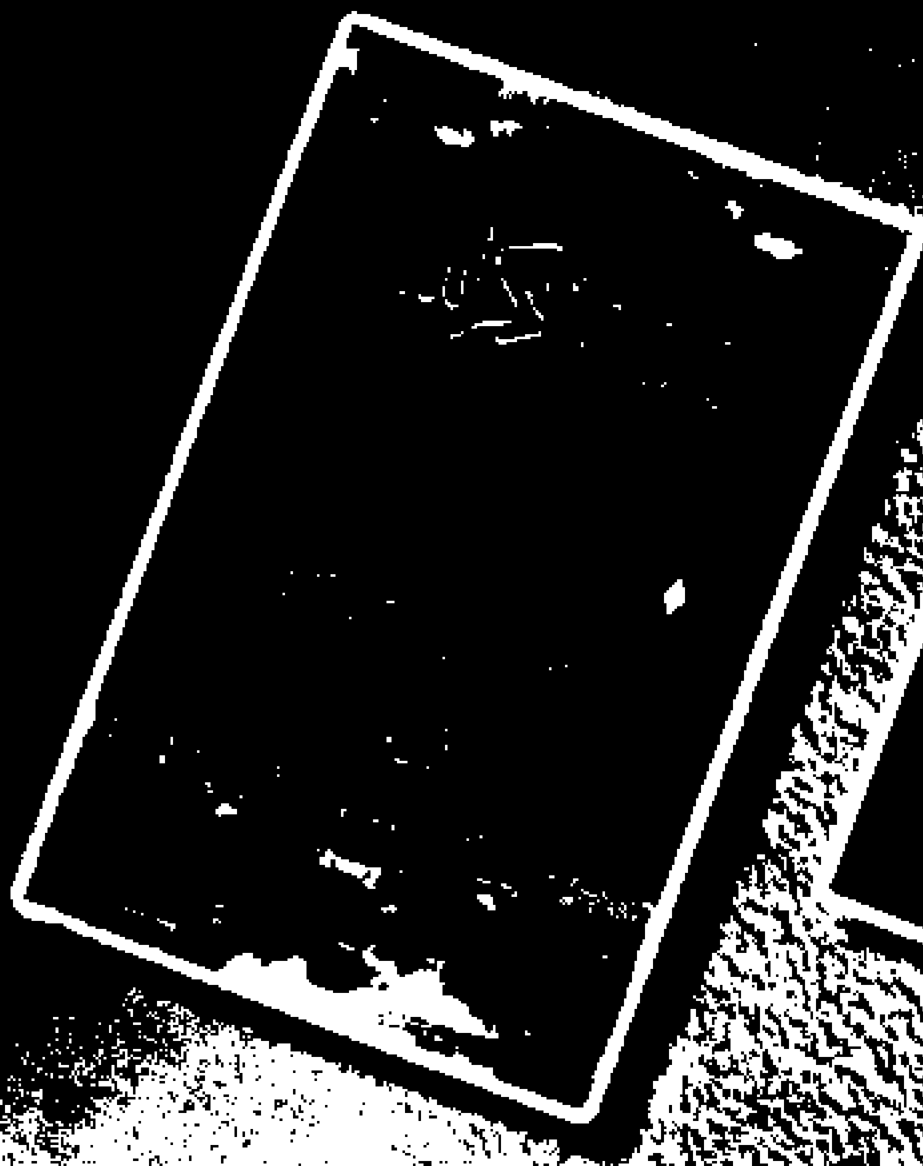
لی ہیں۔ اے عمر! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کو اپنا معبود اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا نبی ماننے پر راضی ہو گیا ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اپنا آدھا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

شہنشاہوں ملک جن و بشر اولیاء اللہ
تیرے ٹکڑوں پہ ہے سب کا گزارا یارسول اللہ ﷺ

کتاب کی تالیف پر جن کتابوں سے مدد لی گئی

قرآن کریم	
بخاری شریف	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
مسلم شریف	مسلم بن الحجاج القشیری
رحمۃ للعالمین	قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ
سیرت رسول عربی	علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ
شواہد النبوۃ	علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
جہاد نمبر	سیارہ ڈائجسٹ





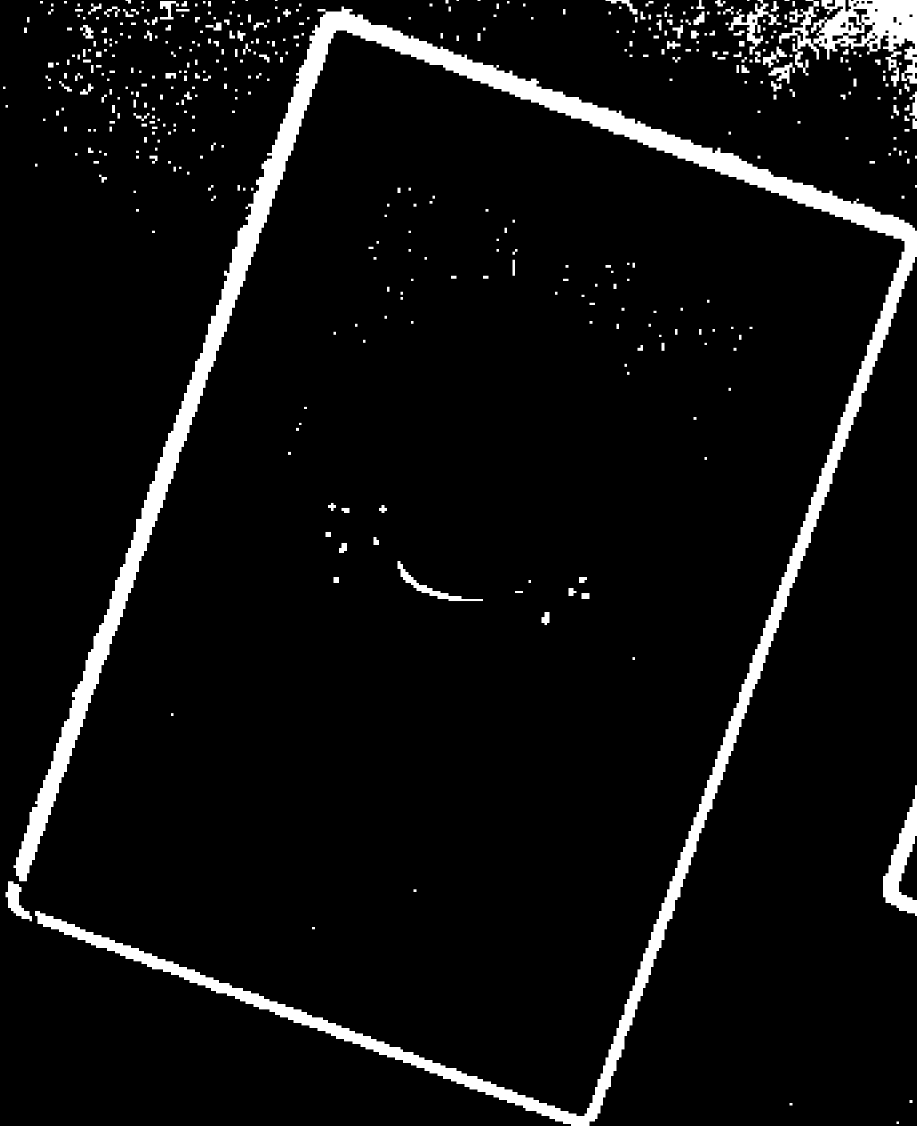


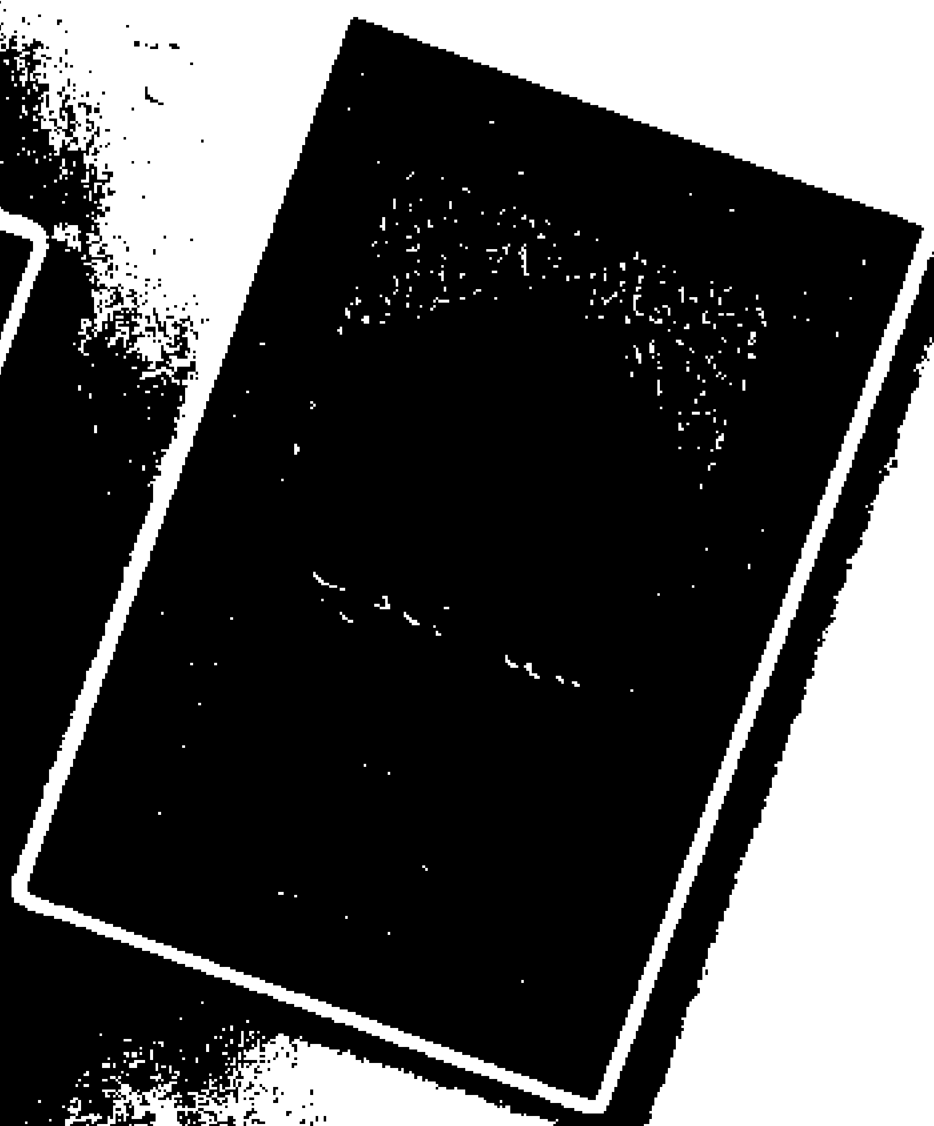












مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658